﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ ۴ جمادی الاوّل ۱۳۷۵ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء

فرمانبردار اور باغی برابر نہیں ہو سکتے

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(۱) اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

(سورۃ الجاثیۃ رکوع ۲ پ ۲۵)

(ترجمہ:۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے؟ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

(۲) وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ

(سورۃ الفاطر رکوع ۳ ۔ پ ۲۲)

(ترجمہ) اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے جس طرح یہ دونو برابر نہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۳) وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (سورہ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ:۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ یعنی جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۴) وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (سورہ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ:۔ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ یعنی جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ

(سورہ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ) اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں۔ یعنی اسی طرح خدا سے ڈرنے والا نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۶) قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۳ پ)

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو۔ یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور نہ ڈرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۷) اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) سورہ حٰمٓ السجدۃ رکوع ۳ پ ۲۴)

ترجمہ:۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئیگا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ یعنی وہ باغی بہتر ہے۔ جو آگ میں ڈالا جائے گا۔ یا وہ وفادار جو امن میں ہو کر (قیامت میں) آئے گا۔

(۸) اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ (سورہ حٰمٓ السجدۃ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ:۔ بے شک تیرا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے۔ یعنی وفاداروں کے لئے بخشنے والا ہے اور باغیوں کو سزا دینے والا ہے۔

(۹) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ (سورہ ص رکوع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ:۔ کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ ان کی طرح۔ جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(۱۰) اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ (سورہ ص رکوع ۳ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ:۔ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔ یعنی دونوں کا مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں برابر نہیں ہو سکتا۔

دس شواہد کا حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ جل شانہ کے دربار میں وفادار اور باغی کا درجہ برابر نہیں ہو سکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

وفاداری کا صلہ

(۱) تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

والعاقبۃ للمتقین (سورہ القصص رکوع ۹ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں۔ جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

(۲) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

(سورۃ النحل رکوع ۱۳ پ ۱۴)

ترجمہ:۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی رہتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ایمانداروں کو ان کے اعمال صالح کی برکت سے دنیا کی زندگی عمدہ بسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی انہیں اعمال صالحہ کے باعث اجر عطا کئے جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منہم!

(۳) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۔ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۔ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ (سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے کھاؤ اور پھر ان کاموں کے بدلے میں۔ جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

(۴) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورہ المرسلٰت رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ:۔ بے شک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور میووں میں جو وہ چاہیں گے مزے سے کھاؤ۔ اور پیو۔ ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے۔ بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

اُمید ہے

مجھے امید ہے۔ کہ میرے دوستوں کو اس امر کا یقین آیا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وفادار بندوں کو عجیب عجیب طرح کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔ اللھم اجعلنا منہم

باغیوں سے سلوک الٰہی

(۱) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (سورۃ المرسلٰت رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:- اس (دوزخ) کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔ نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے۔ بے شک وہ محل جیسے انگارے پھینکے گی۔ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔

(۲) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:- اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس سے جکڑ دو۔ بیشک اللہ پر یقین نہ رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مساکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھواں۔ اللھم لا تجعلنا من ھم۔

چھپانے کے مجرم نہ ہوں

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ کی طرف سے باغیوں کے ساتھ جو سلوک ہونے والا ہے۔ اُسے ظاہر کرنا ہر معلم قرآن کا فرض ہے۔ اگر ظاہر نہ کیا جائے۔ تو وہ لوگ قرآن مجید کے اس حصہ کے چھپانے کے مجرم ہوں گے۔

چھپانے والوں کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

(سورۃ البقر رکوع ۱۹ پ ۲)

ترجمہ:- جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں۔ کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

عمل نہ کرنے والے مجرم ہونگے

برادران اسلام۔ اگر معلم قرآن نے پیغام حق پہنچا دیا۔ اور لوگوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ تو قیامت کے دن دست حسرت ملیں گے۔ پھر بھی یہ مجرم سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۝ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

(سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:-

جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

اللہ تعالےٰ کی بے نیازی کا اعلان

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

(سورۃ الکھف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ:- اور کہہ دو۔ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے۔ مان لے۔ اور جو چاہے۔ انکار کر دے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کئے جائیں گے۔ جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ سو منہوں کو جھلس دے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ ۲۱ر جمادی الاوّل ۱۳۷۵ھ ۶ر جنوری ۱۹۵۶ء

کھانے پینے کے متعلق اسلامی تہذیب

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام - دنیا میں بسنے والی ہر قوم کی اپنی اپنی تہذیب ہے۔ اور ہر قوم اپنی تہذیب ہی سے پہچانی جاتی ہے۔ انگریز نے اپنے نوے سالہ دور حکومت میں یہ کوشش کی ہے۔ کہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں مسلمان اور ہندو کو اپنی تہذیب کا رنگ چڑھا دے۔ اور وہ اس کوشش میں کامیاب ہو کر گیا ہے۔ معمر حضرات کو یاد ہوگا۔ مسلمان سلوار یا تہبند باندھتا تھا۔ تو ہندو دھوتی باندھتا تھا مسلمان کے بال کنپٹی تک برابر ہوتے تھے۔ اور ہندو کے سر پر بودی ہوتی تھی۔ ہندو تہذیب میں جنیو پہننا لازمی تھا۔ علی ہذا القیاس اور بھی بہت سی چیزیں دونوں قوموں میں مابہ الامتیاز تھیں۔ انگریز کی دیکھا دیکھی میں دونوں ہی اپنی اپنی تہذیب سے دست بردار ہو گئے۔ دونوں نے داڑھیاں منڈا دیں۔ دونوں نے انگریزی فیشن کی حجامت بنوالی۔ دونوں نے ہیٹ سر پر پہن لی۔ دونوں نے پتلون اور بوٹ کو اپنا لباس بنالیا

میں فیشن ایبل نوجوان کو سلام نہیں کرتا تھا

ملک کے تقسیم ہونے سے پہلے شہر لاہور میں راستہ چلتے ہوئے اگر کوئی فیشن ایبل نوجوان میرے پاس سے گزرتا تھا۔ تو میں اسے السلام علیکم نہیں کہا کرتا تھا کہ شاید یہ کوئی کٹر ہندو ہو۔ اور میرے سلام کو برا منائے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ یہ مسلمان ہے۔ یا ہندو

اسلامی تہذیب کا زندہ رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے

برادران اسلام۔ آج زمین کی سطح پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب زندہ نہیں ہے۔ کیوں کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس مذہب کی بنیاد یعنی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی قوم کے پاس اپنے مذہب کے بانی یعنی پیغمبر کے ارشادات ہی محفوظ ہیں۔ مسلمان کی یہ خوش نصیبی ہے۔ کہ اس کے پاس آسمانی کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بلا کم و کاست محفوظ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان حفاظ یا قرآن مجید ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جن کی جدوجہد سے یہ چیز آج چودھویں صدی میں بھی ہمارے ہاں موجود ہے۔ اور محدثین حضرات کی قبروں پر بھی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ جن کی محنت اور کوشش سے آج تک ارشادات نبویہ بالکل محفوظ طریقہ سے پہنچ گئے ہیں۔

قرآن مجید کی عملی شرح

قرآن مجید کی عملی شرح سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہی ہے اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ رکھنے کی کوشش کرے۔ تاکہ قرآن مجید عملی طور پر محفوظ رہے۔ آج کھانے پینے کے متعلق جو ارشادات نبویہ ہیں ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ مسلمان اس طریقہ پر کاربند ہو کر احیائے سنت کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

سنت پر عمل کرنے کا اجر

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ (مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ۔ رواہ البیہقی) ترجمہ۔ جس شخص نے میری امت کے فساد کے وقت (یعنی جب شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دے گی) میری سنت پر عمل کیا۔ اسے سو شہیدوں جتنا ثواب ملیگا

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک شعبۂ حیات میں حضور انور کی سنت اور طریقہ کو جاری رکھنے کی کوشش کرے۔

رضاء الٰہی حاصل

کرنے کا ذریعہ فقط اتباع سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں محدود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے۔ (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳ ترجمہ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

محبت الٰہی اتباع رسول میں محدود ہے

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعوےٰ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے۔ اور حضور انور ہی کی تابعداری کی برکت سے گناہ معاف ہوں گے۔ لہٰذا ہر شخص حضور انور کے اتباع ہی کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں مرتبہ حاصل کرے گا۔ برادران اسلام۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ہر شعبہ حیات میں آپ کا اتباع کرے اخلاقیات ہوں۔ یا معاشیات اقتصادیات ہوں یا سیاسیات۔

حضور کے اتباع میں رحمت ہے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ) سورہ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷ ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی آپ تو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اگر کوئی بدبخت اس رحمۃ عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو۔ تو یہ اس کا قصور ہے۔ آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کرلے تو یہ اُس کی دیوانگی ہوگی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے۔ کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے۔ اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں تو کہتا ہوں۔ کہ حضور کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے۔ وہ بھی مجموعہ عالم کے لیے سراسر رحمت تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی۔ جس کے آپ حامل بن کر

آئے تھے۔ اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بنوانے سے بھاگتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کی آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی ایک حدیث میں ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْتُلَنَّھُمْ وَلَاُصَلِّبَنَّھُمْ وَلَاَھْدِیَنَّھُمْ وَھُمْ کَارِھُوْنَ اِنِّیْ رَحْمَۃٌ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ وَلَا یُتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یُظْھِرَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ (ابن کثیر) ان الفاظ سے آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا مطلب زیادہ وسعت کے ساتھ سمجھ میں آ سکتا ہے

رحمۃ للعالمین کی کھانے پینے کے متعلق ہدایات

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَؓ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ متفق علیہ ترجمہ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے۔ کہا میں بچہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں۔ اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ۔ اور دائیں ہاتھ سے کھا۔ اور اپنے سامنے سے کھا

تین ہدایتیں

اس حدیث شریف میں کھانا کھانے کے متعلق تین ہدایتیں دی گئی ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانا چاہئے۔ اور دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔ اگر دو آدمی اکٹھے کھانا کھا رہے ہوں۔ تو دوسرے کے سامنے سے اٹھا کر چیز کھانی نہیں چاہئے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاْکُلْ بِیَمِیْنِہٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ رواہ مسلم ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھائے۔ پھر چاہئے۔ کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے۔ اور جب پئے۔ تو چاہئے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے پئے۔

چوتھی ہدایت

پانی دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے۔ کھانا کھانے کے وقت اس طرح کیا جائے بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑا جائے۔ اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی ساتھ لگا لی جائے۔ تاکہ سنت پر بھی عمل ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِھَا رواہ مسلم ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کوئی ایک بھی بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے۔ اور نہ پئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اسی ہاتھ سے پیتا ہے۔

پانچویں اور چھٹی ہدایت

بائیں ہاتھ سے نہ کھایا جائے اور نہ پانی پیا جائے

ممانعت کا سبب

اس حدیث شریف میں بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت کی علت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ اس لیے شیطان کی مشابہت سے بچ کر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ متفق علیہ ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں کبھی نقص نہیں نکالا تھا۔ اگر کھانا چاہا۔ تو اسے کھا لیا۔ اور اگر کھانا ناپسند ہوا۔ تو اسے چھوڑ دیا۔

ساتویں ہدایت

اگر کھانا پسند آئے۔ تو کھا لیا جائے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی نعمت میں نقص نہ نکالا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ آدمی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے۔ یہاں تک کہ اپنے ساتھ کھانے والے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔

آٹھویں ہدایت

اگر آدمی دوسروں سے مل کر کھانا کھائے۔ تو حرص کر کے دوسروں سے زیادہ کھانے کی کوشش نہ کرے۔ مثلاً سب سے پہلے بوٹیاں چن چن کر کھا جائے۔ یا مثلاً پینے کے لیے لسی آئی ہوئی ہے۔ تو دو چار لقمے کھا کر چار گلاس لسی کے پی جائے۔ حالانکہ وہ سب کا حصہ تھا۔ اگر دوسروں سے زیادہ کھانے پینے کی حرص ہے۔ تو دوسروں سے اجازت لے کر پھر کھا پی لے۔ مثلاً اکٹھا کھانا کھا رہے تھے ساتھیوں سے کہدے۔ کہ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں چار گلاس لسی کے پی لوں۔ عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ عَلٰی طَعَامِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ ترجمہ:۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی ایک کھائے۔ اور اللہ کا نام کھانے پر بھول جائے۔ تو پھر کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔

نویں ہدایت

اگر کھانا کھانے کے وقت اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بھول جائے۔ تو جب یاد آئے۔ تو بسم اللہ اولہ و آخرہ پڑھ لے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجۃ ترجمہ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

دسویں ہدایت

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مسلمان کو مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔

شکر کا اجر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجۃ والدارمی۔ ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھانا کھا کر شکر کرنے والا مثل صبر کرنے والے روزہ دار کے ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اَتٰی بِقَصْعَۃٍ مِّنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ جَوَانِبِھَا وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَّسَطِھَا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ تَنْزِلُ فِیْ وَسَطِھَا رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی۔ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کے پاس ثرید (شوربے میں روٹیاں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دی جائیں اسے ثرید کہتے ہیں) کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس کے کناروں سے کھاؤ۔ اور اس کے درمیان میں سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ برکت اس کے درمیان میں نازل ہوگی۔

گیارھویں ہدایت

اگر کھانے کا برتن بڑا ہو۔ تو چاہئے۔ کہ اس کے کناروں سے کھایا جائے۔ پہلے پہل درمیان ہی میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔

مسلمان کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں اسلام کو نمایاں اور واضح کرنے کی کوشش کرے۔ اسلام دنیا میں اسی صورت سے زندہ رہ سکتا ہے۔ تیرہ سو سال سے مسلمانوں نے اسلام کو*

* اسی طریقہ پر زندہ رکھا ہے۔ آج چودھویں صدی کے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اپنے اسلاف کے طریقہ پر ہی اسلام کو زندہ رکھنے کی سرتوڑ کوشش کریں۔ وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خطبۃ الجمعۃ ۲۸ رجمادی الاوّل ۱۳۷۵ھ ۱۳ رجنوری ۱۹۵۶ء

خلاصہ تعلیم قرآن

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کرنا

عملی شہادت

انسان کی پیدائش کا مقصد (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذاریات رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ دراصل انسان اس جہان میں محض اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے باقی مشاغل سب عارضی ہیں۔ ہاں۔ اگر اللہ تعالےٰ خود اپنی رضا کو بعض اشیاء کے ساتھ وابستہ کر دے تو اسے اختیار ہے۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ لا وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۲۲ پارہ ۲

ترجمہ:- یہی نیکی نہیں۔ کہ تم اپنے مونہہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔ اور نماز پڑھے۔ اور زکوٰۃ دے۔ اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ جب وہ عہد کر لیں۔ اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی پرہیزگار ہیں۔

حاصل

اس آیت کی تفسیر تو بہت ہی طویل ہے۔ البتہ اس کا حاصل بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ سچا مسلمان اور اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار بندہ وہ ہے۔ جو خالق اور مخلوق دونوں کے حقوق ادا کرے۔

دوسری شہادت

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴)

(ترجمہ:- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے متقین اور محسنین کی فہرست میں شامل ہونے والوں کے صفاتِ حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں۔ مخلوقِ خدا پر غصہ آئے۔ تو اسے ضبط کر جانا۔ اور انہیں کچھ نہ کہنا۔ اور جو ان سے غلطی ہو۔ اسے معاف کر دینا ہے۔

تیسری شہادت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔

چوتھی شہادت

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں)

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو)

پانچویں شہادت

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو)

نہ ماننے والے ظالم ہیں

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

(ترجمہ:- اور جو باز نہ آئیں۔ سو وہی ظالم ہیں + یعنی جو انسانی حقوق کی نگہداشت پر عمل نہ کریں۔ وہ ظالم ہیں۔

چھٹی شہادت

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں)

ساتویں شہادت

وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ٹوہ بھی نہ کیا کرو)

آٹھویں شہادت

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

آٹھوں کا حاصل

آٹھوں شہادتوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ انسانوں کے حقوق کی نگہداشت بھی ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔

ورنہ

یہ قاعدہ ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ اگر کوئی شخص انسانوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرے گا۔ تو وہ متقین اور محسنین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد خود سوچیں۔ کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

انسانی حقوق کی حق تلفی کی سزا یلگی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:- جبیر بن مطعم سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قطع رحم کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(رواہ مسلم)

ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی۔ ہم میں وہ مفلس ہے۔ جس کے پاس درہم نہ ہو۔ اور نہ کوئی سامان۔ تب آپ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی ہوگی۔ اور اس پر تہمت لگائی ہوگی۔ اور اس کا مال کھایا ہوگا۔ اور اس کا خون بہایا ہوگا۔ اور اس کو مارا ہوگا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ وہ حق ادا کئے جائیں۔ جو اس کے ذمہ ہیں۔ تو ان کے گناہوں میں سے لئے جائیں گے پھر وہ گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اجمالی نقشہ

اللہ تعالیٰ کے حقوق جو بندے پر ہیں۔ انکی تین قسمیں ہیں پہلی قسم جس کا تعلق انسان کے دل کیساتھ ہے جسے ایمان کہا جاتا ہے دوسری قسم جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے مثلاً نماز۔ روزہ۔ تیسری قسم جس کا تعلق انسان کے مال کے ساتھ ہے۔ مثلاً زکوۃ اور صدقات۔

دل سے تعلق رکھنے والے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے۔ تو ان میں سے (منافقوں میں سے) بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے۔ سو جو لوگ ایمان والے ہیں۔ اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر انکار نہیں کرتے۔ مگر دل سے نہیں مانتے۔ اور مومن اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں۔ اور ہر نیا نازل شدہ فرمان الٰہی ان کے دل میں سرور پیدا کرتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

(۲) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورہ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں کے دلوں میں ذکر الٰہی کا نور ہر وقت تابندہ اور درخشندہ رہتا ہے۔

(اللھم اجعلنا منھم)

وضاحت کیلئے ایک مثال

مومنوں کے دلوں کے ذکر الٰہی کرنے کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جس طرح ایک عاشق صادق کے دل میں اپنے معشوق کی یاد دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل رہتی ہے۔ خواہ وہ شخص گاہک کو سودا دے رہا ہو۔ یا دفتر میں کام کر رہا ہو۔ یا اگر کاشتکار ہے۔ تو ہل چلا رہا ہو۔ یا کھانا کھا رہا ہو۔ یا پانی پی رہا ہو کیا مجال ہے۔ کہ زندگی کی کوئی مصروفیت بھی اسے معشوق کی یاد سے غافل کر سکے۔

وضاحت کی ایک اور مثال

ایک ولی اللہ کی خدمت میں چند درویش یاد الٰہی سیکھنے کے لئے رہتے تھے۔ وہ بزرگ ان سب میں سے ایک سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ دوسرے کو اس خصوصی امتیاز پر رشک آتا تھا۔ اس بزرگ نے ایک دن اس خصوصی امتیاز کی وجہ سمجھانے کے لئے سب سے ایک امتحان لیا۔ وہ یہ کہ سب کو ایک ایک پرندہ اور ایک ایک چاقو دیا کہ اسے ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ۔ جہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو۔ سوائے اس ممتاز شخص کے باقی سب احباب دو دو تین تین منٹ کے اندر پرندوں کو ذبح کر کے شیخ کے سامنے چاقو اور پرندہ لا کر رکھ دیا۔ وہ شخص جس کی شیخ زیادہ عزت کرتا تھا۔ وہ مغرب کے وقت واپس آیا۔ اور پرندہ زندہ اور چاقو لا کر سامنے رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی۔ جہاں کوئی نہ ہو۔ اور نہ سہی۔ تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہی دیکھنے والا موجود ہے۔ اس کے بعد ان رشک کرنے والوں کو اپنی قابلیت کا علم ہوا۔ کہ ہم ابھی کہاں ہیں۔ اور یہ شخص کہاں تک پہنچ چکا ہے۔

دوسری قسم

جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے۔ مثلاً نماز اس میں انسان کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ زبان بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ قیام میں نمازی اپنے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا ہے۔ رکوع میں اوپر کا دھڑ جھکا کر اپنی ذلت اور اس کی عظمت کا اظہار کر رہا ہے۔ سجدے میں سر بسجود ہو کر گھٹنے زمین پر ٹیک کر حتیٰ کہ پاؤں کو بھی خانہ کعبہ کی طرف متوجہ کر کے اپنی ذلت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کبریائی کا ثبوت دے رہا ہے۔

اس عبادت کا صلہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(ترجمہ):۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے کیا اس پر کچھ میل رہ سکتی ہے۔ انہوں نے عرض کی اس پر میل نہیں رہ سکتی۔ آپ نے فرمایا پس پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ ان سب کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تیسری قسم

اللہ تعالیٰ کا حق انسان کے مال کے متعلق ہے مثلاً زکوۃ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مال عطا فرماتا ہے۔ مال کے پیٹ سے تو انسان بالکل ننگا ہی آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے مال عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مالدار پر سونے اور چاندی میں سے بعد از وضع قرض چالیسواں حصہ خیرات کرنا فرض قرار دیا گیا ہے اور یہ چالیسواں حصہ بھی آسمان پر خزائی خزانہ میں جمع نہیں کرایا جاتا۔ سب سے پہلے اپنے مستحق اعزہ پر ہی صرف کرایا جاتا ہے۔ اس طریق کار سے انسان کے ذمہ سے دو حق ادا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا اور غریب رشتہ داروں کی صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس باقی صدقات کا بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔

انسانی حقوق کی تفصیل

نصوص قطعیہ سے پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کے ذمہ انسانوں کے حقوق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تب راضی ہو گا جب انسان وہ بھی ادا کرے گا۔ اب کچھ ان کی تفصیل عرض کی جائے گی۔

مال باپ کا حق

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ):۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا۔ یہی دونوں تیری بہشت ہیں۔ اور تیرا دوزخ بھی ہیں یعنی اگر انہیں راضی رکھے گا تو بہشت میں جائے گا اور ناراض کرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔

عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ

(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

ترجمہ:۔ بہز بن حکیم اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہا۔ میں نے۔ عرض کی (باقی صفحہ ۱۴ پر)

مسلمان کی امداد کرنے کا نقد انعام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے رہتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۲۴۴۲)

یتیم کی کفالت کا اجر

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح (ایک ساتھ) ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔ (صحیح بخاری: ۵۳۰۴)

بقیہ خطبہ

(صہ ۹ سے آگے)

یا رسول اللہ۔ میں کس کی خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی۔ فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیرے باپ کی پھر اسکے بعد جو زیادہ قریب ہو۔ پھر ان کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

بال بچوں کا حق

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ (رواہ الترمذی و الدارمی و ابن ماجہ)

(ترجمہ:۔ عائشہ رض سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا۔ تم سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے عیال کے حق میں تم میں سے بہتر ہو۔ اور جب تمہارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ یعنی مرنے کے بعد اس کی برائیاں بیان نہ کرو۔

ہر شخص پر رحم کرنے کی تلقین

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد و الترمذی)

(ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پہ رحمٰن رحم کرتا ہے۔ اور ان پر رحم کرو۔ جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم کرے گا۔ جو آسمان پر ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

خطبہ یوم الجمعۃ - ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۲۰ جنوری ۱۹۵۶ء

انبیائے سابقین علیہم السلام کے اتباع کا حکم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہ تعالےٰ (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ) (الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷)

ترجمہ :- یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی۔ سو تو ان کے طریقہ پر چل۔ کہدے۔ میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا ✤ سورۃ الانعام کے اسی رکوع میں ۱۸ انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ ان کا ذکر خیر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے

تمام انبیاء علیہم کے دین اصول میں متحد ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِىٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیاء علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں۔ اور ان (سب) کا دین ایک ہی ہے۔ اور ہمارے درمیان (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسےٰ علیہ السلام) کوئی نبی نہیں ہے۔

شرح الحدیث

علاتی بھائی کہتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد جو ایک ہے۔ یعنی مخلوق کی راہ نمائی۔ اسے باپ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ان کی شریعتیں جو صورتوں میں ایک دوسری سے جدا ہیں۔ اور مقصد میں ایک دوسری کے قریب قریب ہیں۔ انہیں ماؤں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کے دین کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ شریعتیں اگرچہ متعدد اور مختلف ہیں لیکن ان کے دین کی اصل توحید اور اطاعت ہے۔ وہ ایک ہے۔ پس وہ سب میرے اقارب ہیں۔ لیکن عیسےٰ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور (اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ) کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضور انور اقتداء کے لحاظ سے ابراہیمؑ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور قرب زمانہ کے لحاظ سے عیسےٰ زیادہ قریب ہیں (از لمعات شرح مشکوٰۃ)

امت محمدیہ بھی ضمناً اس حکم میں شامل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (سورہ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ :- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہذا جب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاً سابقین کے مسلک پر چلنے کے لئے مامور کیا جا رہا ہے۔ تو آپ کی امت بھی اس خطاب میں یقیناً شامل ہوگی۔

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کا طریقہ

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِىْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ :- عمرؓ سے روایت ہے۔ آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ تواضع کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے تواضع کی۔ اسے اللہ بلند کر دیگا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا۔ اور جس نے تکبر کیا۔ اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا۔ اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ ان کی نظر میں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کی بلندی

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَهُمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَىْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِىَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِىٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرٰهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِيًّا قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِىْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ فِىْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِىْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا الحدیث وفی آخرہ متفق علیہ

ترجمہ :- انس سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن بند کر دئے جائیں گے۔ یہاں تک اس (بندش) کے سبب بڑے مغموم ہوں گے۔ پھر کہیں گے۔ کاش کہ ہم اپنے رب کے ہاں کسی کی سفارش کرائیں۔ پھر ہمیں اس جگہ سے راحت پہنچاتا۔ پھر آدم کے پاس آئیں گے۔ پھر عرض کریں گے۔ آپ آدم سب کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اور اپنی جنت میں ٹھہرایا تھا۔ اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا۔ اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے۔ اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کیجئے۔ تاکہ ہماری اس

جگہ سے ہمیں راحت دے۔ پھر وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو (بہشت میں) درخت کے کھانے سے ان سے ہوئی تھی۔ حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ بلکہ نوح کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے نبی ہیں۔ جنہیں اللہ نے زمین والوں کی طرف سے بھیجا تھا۔ پھر نوح کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو غلطی سے اپنے رب سے سوال کرنے میں کی تھی۔ (جو اپنے کافر بیٹے کے لئے سفارش کی تھی) بلکہ ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور تین اپنے جھوٹ یاد کریں گے۔ جو انہوں نے بولے تھے۔ بلکہ موسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے تورات دی تھی۔ اور اس سے کلام بھی فرمائی تھی۔ اور اسے سرگوشی کے لئے قریب بھی بلایا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موسیٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے۔ جو ایک آدمی کے قتل کر ڈالنے میں کیا تھا۔ بلکہ عیسیٰ اللہ کے بندے۔ اور اس کے رسول اور اللہ کی روح اور اس کے کلمے کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر عیسیٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ بلکہ تم محمد کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں۔ جنہیں اللہ نے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ پھر میں اپنے رب کے محل میں داخل ہونے کی اجازت لوں گا۔ پھر مجھے اللہ کے روبرو حاضر ہونے کی اجازت دیدی جائے گی۔ پھر جس وقت میں اسے دیکھوں گا میں سر بسجود ہو جاؤں گا۔ الی آخر الحدیث۔

سیرت انبیاء علیہم السلام میں تین سبق

پہلا سبق

دنیا کی ابتدا سے لے کر قیامت تک اربوں در اربوں بلکہ کھربوں در کھربوں مومنوں کی تعداد ہوگی جو سب یک زبان ہو کر سوائے آدم علیہ السلام کے باقی انبیاء علیہم السلام کے حضور میں ایک پیغمبر کی سفارش بھی ساتھ لیجاتے ہیں کہ آپ بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کے اہل ہیں۔ لیکن انبیاء علیہ السلام کی ہستی اپنی نظر میں اس قدر فنا ہے کہ باوجود اتنی شہادتوں کے اپنے محاسن نظر ہی نہیں آتے۔ اور ان کے اندر عجب یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور یہی جواب دیتے ہیں کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔

دوسرا سبق

اپنا حسن و کمال تو نظر سے اوجھل ہے۔ دوسروں کا حسن و کمال بڑی وضاحت اور بڑے شوق سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ فلاں نبی کے پاس جاؤ اس میں فلاں فلاں کمال ہیں۔

تیسرا سبق

برادران اسلام! انبیاءؑ امت کے گناہوں کی قسم سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ وہ حضرات اللہ جل شانہٗ کے حکم کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ البتہ اللہ تعالےٰ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اپنی مرضی اور صوابدید کے مطابق کوئی کام کر دیتے ہیں۔ اور وہ کام اللہ تعالےٰ کی صوابدید کے خلاف ہوتا ہے۔ اس پر ان حضرات کو تنبیہ ہو جاتی ہے۔ یہی ان کا ذنب کہلاتا ہے۔ اور اُن کے ذنب میں اس قدر نیکی۔ پاکیزگی رضائے مولا مطلوب اور شفقت علی الخلق کے انوار ہوتے ہیں۔ جو اُمت کی نیکیوں میں بھی وہ انوار ہرگز نہیں پائے جاتے۔ مگر وہ حضرات مرضیٔ الٰہی کے خلاف اولیٰ کرنے کو بھی ذنب (گناہ) ہی خیال فرماتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ کے روبرو جانے سے گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کی سی صلاحیت عطا فرمائے اور صحیح طریقے سے اُن کے نقش قدم پر چلائے۔ امین یا الٰہ العالمین!

دُعا

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں انبیاءؑ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے اتباع میں مندرجہ ذیل چیزیں ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائیں۔ خواہ کوئی کتنی بھی ہماری تعریف کرے۔ مگر ہمارے اندر عجب[1] اور کبر[2] (خود پسندی)۔ اپنی عزت[3] اور دوسرں کی ذلت) پیدا نہ ہونے پائے۔ اپنے کمالات[3] اور محاسن

کمزوروں اور مسکینوں کا مرتبہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کیا کرو (یعنی میں تمہیں ان کے ساتھ ملوں گا) کیونکہ تمہیں کمزوروں ہی کے طفیل روزی ملتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲۵۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۵ھ ۔۔۔۔۔۔ جمادی الثانی ۔۔۔۔۔۔ جنوری ۱۹۵۶ء

انسانوں کی دو قسمیں اور ان کے نتائج

(از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دنیا کو بیچ کر آخرۃ خریدنے والے
آخرۃ کو بیچ کر دنیا خریدنے والے

پہلی قسم کے حالات

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ دیتے ہیں سورہ اللہ بندوں پر بڑا مہربان سورہ البقرہ رکوع ۲۵ پارہ ۲ ہے۔

باقی کیا رکھیں گے

برادران اسلام انسان کی دنیا میں سب سے آخری خواہش جان کو آرام پہنچانا ہے۔ مکان بناتا ہے تو جان کے آرام کے لئے۔ ساز و سامان گھر میں جمع کرتا ہے تو جان کے آرام کے لئے۔ بیوی کو نکاح کر کے لاتا ہے۔ تو جان کے آرام کے لئے۔ تجارت کرتا ہے تو جان کے آرام کے لئے۔ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ کرتا ہے۔ تو جان کے آرام کے لئے۔ جب ایک عاشق صادق نے پروانے کی طرح اپنے معشوق اور محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے جان دیدی۔ تو گویا کہ اس نے دنیا کی ساری چیزوں کو رضا مولیٰ کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ دنیا و مافیہا رضا الٰہی کے مقابلہ میں سب ہیچ ہیں اور دنیا دنی کی سب نعمتیں فانی ہیں، اور آخرت کی سب نعمتیں ابدی اور دائمی ہیں ۔۔۔ اور اس فرمان شاہنشاہی پر اس کا پورا پورا اعتماد ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ترجمہ جو تمہارے پاس ہے۔ ختم ہو جائے گا۔ اور جو اللہ کے پاس ہے رکوع ۱۳ پارہ ۱۴ کبھی ختم نہ ہوگا۔

جانبازی کا صلہ

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے قرآن مجید ہر موقعہ پر اس اسم کا ذکر کیا جاتا ہے جسے اس مقام پر خصوصی تعلق ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے جانبازوں کا جب ذکر خیر کیا گیا۔ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا اعلان کیا گیا۔ تو گویا کہ ان جانبازوں کو رضا الٰہی کا سارٹیفکیٹ مل گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ مل گیا۔ اب اس پر آئندہ نہ کوئی عذاب ہوگا۔ اور نہ کوئی عذاب۔

اللھم اجعلنا منھم۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ترجمہ سو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ لڑیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ بدلے بیچتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے فَيُغْلَبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا تو اسے ہم بڑا ثواب دیں گے۔ سورۃ رکوع ۱۰ پارہ ۵

یہ وہی ہیں

اس آیت میں انہیں حضرات کا ذکر ہے جو دنیا کو بیچ کر آخرت خریدنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں بڑا ثواب دینے کا اعلان فرما رہے ہیں۔

بڑے ثواب کی تصویر

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا ترجمہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ مارے گئے ہیں نہیں مردے نہ سمجھو اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ دیا ہے خوش ہونے والے ہیں۔ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان فَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے پاس نہیں پہنچے اس لئے کہ نہ سورہ آل عمران رکوع ۱۰ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

حاصل

ان آیات میں ان حضرات شہداء کا ذکر ہے۔ جنہوں نے دنیا میں اپنی جانیں قربان کر کے آخرت کی نعمتیں حاصل کر لی ہیں۔

فہرست انعامات

مذکورالصدر حضرات کو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز کیا گیا ہے۔ انہیں مردہ شمار نہ کرو بلکہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے خوش رہتے ہیں ان کے ساتھی جو ابھی تک ان کے ہاں نہیں پہنچے ان کے متعلق بھی ان کے دلوں میں خوشی ہے کہ ان پر بھی کوئی خوف طاری نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں۔

شہیدوں کی زندگی

جس جہان میں ہم اس وقت ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں مرنے کے بعد انسان جس جہان میں جائیگا۔ اسے عالم ملکوت کہا جاتا ہے۔ شہداء پر عالم ناسوت کے لحاظ سے میت کے احکام نافذ کر دیئے جاتے ہیں مثلاً شہید کا نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ اس کی بیوی بیوہ ہو جاتی ہے۔ عدت گذرنے کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ شہید کی جائیداد دوسرے میت کی طرح تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید

قرآن میں دوسری جگہ شہداء کے متعلق یہ تصریح آئی ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ترجمہ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا مت کہا کرو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے سورہ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲

حاصل

یہ نکلا کہ شہداء اگرچہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کو کچھ نہیں سکتے اس کا سمجھنا تمہاری عقل سے بالاتر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ بیشک اللہ نے مسلمانوں سے اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خریدتے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے۔

الآیہ سورۃ التوبہ رکوع ۱۴ پارہ ۱۱

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور ان کے عوض میں انہیں بہشت عطا فرمائی۔ گویا کہ ان شہداء حضرات نے دنیا کا عیش و آرام قربان کر کے اس کے بدلے میں آخرت خرید لی ہے اللھم اجعلنا منھم

دوسری قسم کے حالات

جو آخرت کو بیچ کر دنیا خریدنے والے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ ترجمہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ کی زندگی کو آخرت کے بدلے خریدا عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ سو ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا سورہ البقرہ رکوع ۱۰ پارہ ۱ اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکیگی۔

سزا کی تفصیل

ان کا عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ انہیں کسی قسم کی مدد ملیگی۔

عذاب کی نوعیت

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ ترجمہ پس اس دن اس کا سا عذاب اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ کوئی بھی نہ دے گا۔ اور نہ اس کے سورۃ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰ جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلیگا۔

یعنی یہ دنیا پرست ایسے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ جو کبھی کسی نے کسی کو ایسی سزا نہیں دی ہوگی۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ترجمہ انہوں نے اپنی جانوں کو بہت اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ہی بری چیز کے بدلے بیچ ڈالا۔ یہ کہ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اللہ کی نازل کی ہوئی چیزوں کا اس عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ ضد میں آ کر انکار کرنے لگے کہ وہ اپنے بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ فضل کو اپنے بندوں میں سے جس پر عَذَابٌ مُّهِيْنٌ سورہ بقرہ رکوع ۱۱ چاہتا ہے کیوں نازل کر دیتا ہے۔ سو پارہ ۱ غضب پر غضب میں آ گئے۔ اور کافروں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

تفصیل سزا

ایک غضب دوسرا غضب۔ کافر کا لقب۔ ذلیل کرنے والا عذاب۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ ترجمہ اور وہ (جادوگر) یہ بھی فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَّلَبِئْسَ جانتے تھے کہ جس نے جادو کو خریدا مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں يَعْلَمُوْنَ سورہ البقرہ رکوع ۱۲ پارہ ۱ اور وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچ کا خوش ہو جانے۔

سزا

ان دنیا پرستوں کے لئے آخرت میں کوئی بہتری، بھلائی اور خیر کا حصہ نہیں ہے۔

تائید حدیث

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ترجمہ ابی موسیٰ سے روایت ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ جس شخص نے دنیا کو محبوب بنایا اپنی اٰخِرَتِهٖ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا آخرۃ کو نقصان پہنچائیگا اور جس شخص نے يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى رواہ احمد والبیہقی اپنی آخرۃ کو محبوب بنایا وہ اپنی دنیا فی شعب الایمان کو نقصان پہنچائے گا۔ تم اس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہیگی۔ اس چیز پر جو فنا ہو جائے گی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے وہ

وَلَعَنَ عَبْدَ الدِّرْهَمِ روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا دینار کے بندے اور درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آخرۃ کو نظر انداز کر کے دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں۔ اور ان پر لعنت سمجھتے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منہم

دنیا میں رہنے کا صحیح طریقہ

یہ تو ناممکن ہے کہ انسان دنیا میں رہے اور کسی سے تعلق نہ رکھے۔ بلکہ دنیا میں رہنے والوں کے ساتھ تعلقات رکھنا اور خوشگوار رکھنا اسلام نے فرض عین قرار دیا ہے مثلاً والدین کے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہے ھما جنتک ونارک یہی دونوں تیرے بہشت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔ اور اعزہ اور اقربا کے ساتھ جو شخص حسن سلوک سے زندگی بسر نہیں کرے گا۔ پلصراط پر ایسے کنڈے ہوں گے۔ جو اسے کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔ اس کے علاوہ اپنی معاش کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ہی پڑے گا۔ جس سے خود بھی آرام پائے۔ اور رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کر سکے اور اس سلسلے میں دنیاداروں کے ساتھ تعلقات رکھنے ہی پڑیں گے، اب انسان دنیا میں بھی رہے اور مخلوق خدا کے علاوہ خالق بھی راضی رہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کا نصب العین فقط رضاء مولیٰ قرار دے۔ اس کے بعد دنیا میں اپنی ہر نقل و حرکت میں رضاء مولیٰ پیش نظر رہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔ جس نے اللہ کے لئے دوست رکھا۔ اور اللہ کی خاطر ناراض ہوا۔ اور اللہ کی خاطر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دینے سے رکا تو اس نے ایمان کامل کر لیا۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور دنیا میں رہنے والوں سے بھی تعلقات درست رہیں گے۔ اور جب کسی کی خواہش اللہ تعالیٰ کے مطالبہ سے ٹکرائے۔ تو اسے رد کر دیا جائے۔ پھر اسے یہ درجہ حاصل ہو جائے گا۔ (یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝)

وما علینا الا البلاغ

(صفحہ ۱۷ سے)

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم — کنبوں میں تقسیم کیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ امتیاز قائم رکھ سکو خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں کا وہی شخص مکرم ہے جو زیادہ متقی ہو۔

جملہ اولیٰ میں بنی آدم کا اشتراک بیان فرمایا گیا ہے اور جملہ جعلنا لکم سے آخر آیہ تک ان کا افتراق و تمایز ظاہر ہے کہ نظام تمدن اس کا مقتضی تھا کہ بنی آدم باوجودیکہ ایک نسل اور ایک جنس ہونے کے باہم متمایز اور متباین بھی ہوں۔ ان کے انساب محفوظ ہوں اگر ایسا نہ ہو تو ان میں اور بہائم میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ امتیاز دو قسم کے ہیں۔ ایک تمدنی و معاشرتی جنس کے منافع حیات دنیا تک محدود ہیں۔ دوسرا مذہبی و دیانتی جن کا احاطہ فوائد دار دنیا سے آخرت تک وسیع ہے۔ آیہ مذکورہ میں اول امتیاز و افتراق کو جملہ وجعلناکم شعوباً وقبائل ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم میں۔

ہر ایک امتیاز کا مبنی جداگانہ امور ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ امتیاز تمدن و معاشرت میں بہت سے شعبے امتیاز و افتراق کے ہیں۔ پہلا شعبہ نسب کا ہے مثلاً حضرت آدمؑ کے چند بیٹے ہوئے اور ہر بیٹے کی اولاد جداگانہ ہوئی۔ اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ شاخ در شاخ ہوتا چلا گیا۔ اگر بنی آدم کا تولد و تناسل مثل حیوانات و بہائم ہوتا۔ تو اس قسم کا امتیاز قائم نہ ہوتا۔ اور نہ اس کی ضرورت پڑتی۔ اس امتیاز نسبی سے کنبے، خاندان کنبوں سے چھوٹے بڑے قبیلے اور پھر قومیں پیدا ہوتی چلی گئیں۔

یہ امتیاز و افتراق شروع میں تو بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ مثلاً اپنی اولاد اور اپنے بھائی کی اولاد میں بہت کم فرق سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں بعد بڑھتا جاتا ہے مباینت بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ قبائل کا امتیاز بہ نسبت کنبہ اور خاندان کے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس اقوام کا افتراق و امتیاز تو اس درجہ ہو جاتا ہے۔ کہ گویا ان میں کہیں جا کر بھی مشارکت نسبی نہیں۔

دوسرا امتیاز ملک اور وطن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہر ایک ملک کی آب و ہوا جداگانہ ہے۔ رنگ و روپ رسم و رواج قومی جسمانی کے اتقاء و انحطاط میں اس کو بڑا دخل ہے اور جس طرح حفاظت انساب نسل انسانی کے لئے ضروری تھی۔ اسی طرح امتیاز ملک و وطن بھی تمدن کا لازمی جزو ہے بغیر اس کے نظام تمدن قائم نہیں رہ سکتا۔

تیسرا امتیاز حرفت و صنعت اور پیشہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دنیا میں بعض پیشہ اعلیٰ و ارفع موجب عزت سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعض ادنیٰ موجب حقارت و توہین ہوتے ہیں۔ مثلاً تجارت کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ گداگری و سوال کو نہایت حقارت سے۔ اسی طرح صناع میں زیور بنانے والا معزز سمجھا جاتا ہے۔ بہ نسبت جوتے سینے والے کے علیٰ ہذا درزی کا درجہ خاکروب سے بلند ہوتا ہے۔ ہر سہ امتیازات مذکورہ بالا تمدن عالم کے لئے ضروری ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو نظام عالم استوار نہیں رہ سکتا۔ امتیاز مدارج و مراتب انصرام حوائج و ضروریات زندگی۔ جلب منافع و دفع مضار کا مدار انہیں پر ہے۔ اور اس قسم کے امتیاز اور بھی ہیں۔ جن کے بیان کرنے میں طول ہے۔ یہ وہ امتیاز ہیں۔ جن سے قومیں نکلتی ہیں۔ قبیلے بنتے ہیں۔ خاندان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی امتیاز حدود بنتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے ایک ملک دوسرے ملک سے ایک خاندان دوسرے خاندان سے ہر ایک صناع و پیشہ ور دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ ان امتیازات سے تو بنی آدم کے اضعاف انواع اس پیدا ہوتے ہیں اور ایک دوسری قسم کا امتیاز اور ہے جس کا اثر افراد تک تو بیشتر اور بسا امتیاز علم و جہل۔ علم جوہر نفیس ہے جس کے اندر یہ جوہر ہو۔ اس کے محترم واجب التعظیم قابل اطاعت ہونے میں کس کو شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ علم کسی فن کا ہو انسان کے مرتبہ کو بالا و بلند کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہل۔ عزت سے ذلت اوج سے حضیض احترام و اکرام — اہانت و تذلیل کی طرف دھکیلتا ہے۔ علم و جہل سے حقیقی بھائیوں کے مدارج و مراتب میں امتیاز و افتراق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک بھائی دولت علم سے مالا مال ہو کر دنیا کا سرتاج شاہان دنیا کا مقرب۔ مخلوق کا استاد و مؤدب ہوا ہے۔ دوسرا جاہل کندۂ ناتراشیدہ اس قابل بھی نہیں کہ کوئی اس سے تخاطب کرے پاس بٹھلانے کا بھی روادار ہو۔ اور یہ امتیاز علم بسا اوقات افراد سے متجاوز ہو کر اقوام تک پہنچ جاتا ہے۔ کسی خاندان سے دولت علم زائل ہوئی۔ جہل کا غلبہ ہوا تو چند پشتوں کے بعد وہ وحشی بن جاتے ہیں۔ بجائے اخلاق انسانی وحشت حیوانی ان پر غالب آجاتی ہے۔ اسی طرح بعض ملک کے ملک جہل کی وجہ سے انسانیت سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور وحشی کہلانے لگتے ہیں۔ ایسی اقوام یا ممالک یا اقالیم کی مثالیں بھی بہت کم ہیں۔ جو کسی وقت جہل کی وجہ سے وحشی کہلاتے تھے۔ علم نے ان کو مہذب بنا کر متمدن اقوام میں داخل کر دیا۔ پہلے تو عرب ہی کی حالت دیکھ لیجئے۔ اکثر حصہ ملک بیشتر اقوام و قبائل جہل کے تیرہ و تاریک میدانوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ان میں اور وحشیوں میں تھوڑا سا ہی فرق تھا۔ اور جب علم آیا۔ اس نے فطری اخلاق و ملکات کو جلا دے دی تو کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے۔ دنیا پر اپنے علم و ہنر کا سکہ جما دیا۔ اصلی و حقیقی تہذیب کا سبق سارے عالم کو دے دیا۔ پھر امریکہ پر نظر ڈال لیجئے کہاں وہ وحشت اور کہاں یہ ترقی ایجادات و صنائع و علیٰ ہذا جاپان وغیرہ ممالک کا حال ہے۔ یا مثالاً۔ امتیاز اخلاق و اعمال ایک درجہ کے افراد میں محاسن اخلاق و مکارم اطوار سے امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ مہذب و متمدن علم کی دولت سے مالا مال نسب و حسب و قومیت میں مساوی بایں ہمہ اشتراک اخلاق شریفہ و وضیعہ سے امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ حسن خلق عالم کے علم کو مہذب تہذیب شریف النسب کے نسب کو ممتاز بنا دیتا ہے۔ جہل کے نقصانات آنکھوں سے اوجھل کر کے جاہل کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ علیٰ ہذا اس قسم کے امتیازات اور بھی ہیں۔ ان امتیازات سے قبائل و اقوام تو نہیں بنتے۔ مگر افراد یا اقوام میں فضائل و کمالات شرافت و دناءت کے درجات قائم ہو جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۵۶ء

گذشتہ قوموں کا دین الٰہی پر مذاق اڑانا اور اس کی سزا

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد نور لاہور

اما

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ الآیۃ

(سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

ایام اللہ

ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کو عذاب الٰہی سے بچایا تھا اور باغیوں کو تباہ کن عذاب میں مبتلا کیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے۔ کہ اپنی قوم کو وہ واقعات سنائیں، تاکہ ان واقعات سے موسیٰ علیہ السلام کے مخالف عبرت حاصل کریں۔ اور ان کی مخالفت چھوڑ دیں۔ بندہ نے بھی آج اس عنوان کو اسی لیے اختیار کیا ہے۔ تاکہ میرے دور کے مخالفین حق عبرت حاصل کریں اور شاہنشاہ کے فرمان یعنی قرآن مجید کو عقیدۃً مان لیں اور عملاً اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑایا گیا۔

اسی گناہ کے سبب سے ان پر عذاب الٰہی آیا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ)

(سورہ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے۔

نوح علیہ السلام کا مذاق اڑانے والے

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور وہ کشتی بناتے تھے۔ اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو۔ تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔

اس مذاق کی سزا

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے (قوم نوح) نے اسے جھٹلایا، پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام پر مذاق اڑانے اور ان کو جھٹلانے کے باعث ایسے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے کہ ان مذاق کرنے والوں میں سے ایک بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا اور سب کے سب غرق ہو گئے۔

(بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ)

(سورہ صٰفّٰت رکوع ۱ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ بلکہ آپ نے تو تعجب کیا اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

(حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ:۔ یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے۔ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ دیوانہ کس قسم کی بے سود باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

عبرت

اے موجودہ دور کے تعلیم یافتہ نوجوان، تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہیں یہ قصہ تیری تو نہیں؟ ہے؟ کہ خوش قسمت خاندان کتاب و سنت تیرے سامنے دین الٰہی پیش کرتے ہیں اور تو ان لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان پر مذاق اڑاتا ہے کہ ملاں کیا جانیں۔ اے نادان! تیرا مذاق ملاں پر نہیں بلکہ دین الٰہی پر ہے۔ کیونکہ تو ملاں کی توہین محض اس لئے کرتا ہے کہ وہ دین الٰہی کا علمبردار ہے۔ اور اسی کی تمہیں دعوت دیتا ہے۔ اور چونکہ تیرے مزاج کو انگریز اپنے مزاج پر ڈھال گیا ہے۔ اس لئے دین کے مزاج سے بیگانگی ہے۔ لہٰذا تم مزاج

اسلام کی دعوت دینے والوں کی توہین کر کے خوش ہوتے ہو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دین الٰہی اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کر کے پہلی قوموں کا کیا حشر ہوا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کر کے صفحۂ ہستی سے مٹائی نہیں گئیں؟ اور کیا تم اللہ تعالیٰ کے دین پر مذاق اور دین الٰہی کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کر کے بچ سکتے ہو؟

(وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دعوت

اے نوجوان! اگر تو دین محمدی حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے پاس آ۔ اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت بنا کر لا۔ جن کی تعداد کم از کم دس تک ہو جنہیں عربی زبان سے پہلے مناسبت ہو۔ یہ لوگ تین ماہ تک لاہور قیام کریں اور سارا وقت قرآن مجید میں غور و فکر کرنے میں صرف کریں، داخلہ کے لیے عربی زبان میں عبارت دیکھی جاوے گی اور دوسری شرط داخلہ کے لیے تیار ہونے والوں کو اس وقت بتلائی جائیگی ان کے علاوہ شرائط بعد میں طے ہو جائیں گی۔

اس کے بعد حبیب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیرے دل پر قرآن مجید کے انوار کا پرتو پڑے گا اور اس کے حقائق کو سمجھے گا تو ان شاء اللہ تو علمائے کرام کی بے ادبی اور مذاق کرنے پر خود شرمندہ ہوگا۔

تعلیم کے بعد کیا ہوگا

اے نوجوان! قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ تمام اقوام عالم کو دعوت دے سکو کہ ہمارے قرآن مجید کی تعلیم دنیا کی تمام تعلیمات سے فائق ہے اس کے اندر اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی ایسی تعلیم ہے جس سے انسان کے اخلاق کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس کی برکت سے دنیا میں نیکی پھیلے گی، برائی کے راستے بند ہو جائیں گے امن قائم ہوگا۔ بدامنی اس طرح ختم ہو جائے گی۔ جس طرح صبح نکلنے کے بعد اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عقیدے میں تبدیلی

اے انگریز کے نوجوان! آپ نے انگریز کا سکھایا ہوا سبق دہراتا ہے کہ "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" پھر ان شاء اللہ تعالیٰ تیرے عقیدے میں تبدیلی آئے گی۔ پھر تیرے اساتذہ معلمین قرآن کے متعلق عقیدہ ہوگا۔ کہ وہ میرے محسن اعظم ہیں انہوں نے مجھے گمراہی کے عمیق گڑھے سے نکالا اور صراط مستقیم کا روشن راستہ دکھایا اور مجھے صحیح معنی میں انسانیت کا پروگرام پڑھایا اور خالق اور مخلوق کو راضی کرنے والا طریقہ سمجھایا۔

اے اللہ میرے ان محسنین پر اپنی رحمت کا مینہ برسا

انہیں اپنے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل فرما، ان کو دنیا میں چین اور راحت عطا فرما، کیونکہ ان حضرات نے مجھ پر وہ احسان فرمایا ہے جو ماں باپ نے بھی نہیں کیا انہوں نے تو میری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دی ہیں۔ اور چونکہ ان کے اندر یہ خوبیاں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن گیر ہونے کی وجہ سے آئی ہیں۔ اس لئے ان کے آقائے نامدار محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

گذشتہ قوموں کا ہادیوں کو مجنون (پاگل) کہنا اور اس کی سزا

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝

(سورۃ الذاریات رکوع ۲ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر دیوانہ ہے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا۔

الزام اور سزا

فرعون نے اپنے ہادی (موسیٰ علیہ السلام) پر جادوگر یا پاگل ہونے کا الزام لگایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے ہادی کی توہین کے باعث اسے اپنے لشکر سمیت دریا برد کر دیا کہ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کیسا بچنا نہ بچنے کے برابر ہے

حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً

(الآیۃ سورۃ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام:۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا تاکہ اس کے پنجۂ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم پہنچے تو سخت پریشان ہوئے۔ آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری۔ سمندر کا پانی ادھر ادھر کھڑا ہو گیا اور خدا نے درمیان میں بارہ راستے خشک بنا دئے، یہ پار ہوئے۔ ادھر فرعون لشکر سمیت سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ خشک راستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال ڈال دئے، جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا کے وسط میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے۔ سب لشکر اور سامان موجوں کی نذر ہو گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب ڈوبتا ہوں۔ اس وقت گھبرا کر ایمان و سلام کا لفظ زبان پر لایا۔ شاید بنی اسرائیل کا خدا ایمان کا لفظ سن کر دریا کی موجوں سے باہر نکال دے۔ اس پر خدا کی طرف سے ارشاد ہوا۔ الآن وقد عصیت قبل الخ یعنی ساری عمر مخالف ہو کر گمراہی پھیلاتا اور شرارتیں کرتا رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کا یقین کیا معتبر ہے

فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ

(المومن رکوع ۱۹ پارہ ۲۴)

(تنبیہ) قبض روح اور معائنہ عذاب کے وقت ایمان لانا "ایمان غرغرہ" یا "ایمان یاس" یا "ایمان یاس" کہلاتا ہے۔ جو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک نافع نہیں۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب "الیواقیت والجواہر" میں فتوحات مکیہ سے عبارت نقل کی ہے۔ جس میں ایمان فرعون کی بابت یہی تصریح ہے۔ اور دیباچہ میں لکھا ہے "فتوحات" کے نسخوں میں ملحدین و زنادقہ نے بہت سی عبارتیں دسوس کر دی ہیں۔ میرے پاس جو نہایت مستند معتبر نسخہ "فتوحات" کا ہے۔ اس میں ان عبارتوں کا پتہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

(فائدہ) اخیر وقت میں فرعون سے لفظ "آمنت" کہلا کر حضرت موسیٰ کی دعا "فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم" کی مقبولیت کا خدا نے مشاہدہ کرا دیا۔ موضح القرآن میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا۔ بے فائدہ۔ ویسا ہی اللہ نے مرے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا۔ کہ "بنی اسرائیل" دیکھ کر شکر کریں۔ اور پیچھے آنے والے اس کے حال سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ۔ جیسا بے فائدہ ایمان تھا۔ ویسی ہی بے فائدہ نجات مل گئی۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آتی ہے۔ لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے خطاب

اے عزیز نوجوان! تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں جس طرح بعض جسمانی بیماریوں کے باعث انسان کا دماغ مختل ہو جاتا ہے، پھر وہ شخص اپنے حق میں مفید و مضر کا فیصلہ نہیں کر سکتا، اسی طرح تیرا دماغ دشمن اسلام، دشمن مسلمان یعنی انگریز کی صحبت میں مدت مدید تک رہ کر تیرے دل میں شریعت اسلامی کا ادب اور احترام وہ نہیں رہا جو ہونا چاہیئے تھا۔ اس گنہگار کو اس حق گوئی پر معاف کرنا۔ تجھ سے تو ایک دیہاتی جاہل اور بے دین مسلمان کے دل میں اسلام کی عزت، اسلام کا ادب، اسلام کا احترام اور حاملین اسلام کا ادب اور احترام بدرجہا زیادہ ہے ماسوائے چند تعلیم یافتہ قابل قدر ہستیوں کے اکثریت بڑی تعداد میں ایسی ہے جو دین سے علماً اور عملاً بے بہرہ اور حاملین دین اسلام یعنی علماء کرام پر تمسخر کرنے والی ہے۔ کہ علماء دین کیا جانتے ہیں۔ ان میں کونسی قابلیت ہے۔ بقول تمہارے بعض کے وہ تو استنجے کے ڈھیلے ہی استعمال کرنا جانتے ہیں۔ مردے کو نہلانا ہی جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چیلنج

اے تعلیم یافتہ اور دین کی تعلیم سے بے بہرہ مغرور نوجوان! واقعہ یہ ہے کہ ایسے ایسے سرکار مدینہ کی شریعت کے متبحر علماء کرام موجود ہیں جن کے علم و عمل کے مقابلہ میں میرا کوئی مقام نہیں ہے۔ ان کے علم و عمل کے مقابلہ میں اگر مجھے صفر کا درجہ دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ فیصلہ بالکل درست ہوگا۔ ایسے قلوب زکیہ اور مجسم عمل اسلام اور اسلام محمدی کی جانباز فوج کے سپہ سالار اعظم موجود ہیں۔ باوجود اپنی حقارت کے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی پشت پناہی کے بھروسہ پر تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ جو کام تم نے سینکڑوں کی تعداد میں مل کر پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک ۹ سال میں نہیں کیا مجھے تیاری کرنے کی کچھ مہلت لینی پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں علماء کرام میں سے ایسے مخلص ساتھی مہیا کر لوں گا جو انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے ہوں گے مگر نو سال کی بجائے نو دن کے اندر تو دیکھے گا۔ کہ پاکستان کا پودا اس سرزمین پر صحیح معنی میں لگ جائے گا اور اسی عرصہ میں اگ بھی آئے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ انصاف پسند دنیا اعتراف کرے گی کہ ہم تو علماء دین کو ایک فضول جماعت سمجھتے تھے مگر آج ہمیں اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

اے سرکاری عہدہ دار مسلمان

میں آپ سے خطاب کرتا ہوں کہ خدا کی قسم ہے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اسلام کا نام لے کر تمہارے عہدے چھیننا چاہتے ہیں۔ تمہاری کرسیوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے معزز بھائیو! خدا جانتا ہے مجھے ان سرکاری عہدوں سے نفرت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ عہدے تمہیں مبارک ہوں۔ مگر قائد اعظم مرحوم نے جس وعدہ پر پاکستان بنوایا تھا اور مسٹر لیاقت علی خان مرحوم نے جو قرارداد مقاصد دستور ساز اسمبلی سے پاس

بقیہ صفحہ ۱۷ پر

تنگ دستوں پر سختی مت کیجئے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے بچائے اور اسے اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے، اسے چاہیے کہ تنگ دست کو (اپنے حقوق کے مطالبے میں) مہلت دے دیا کرے۔ (ابن ماجہ:۴۵۹۲)

افضل ترین اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا:

(۱) اپنے مسلمان بھائی کے دل میں خوشی پیدا کر دو۔

(۲) یا مسلمان کا قرض ادا کر دو۔

(۳) یا مسلمان کو کھانا کھلا دو۔ (شعب الایمان: ۷۲۷۳)

مساکین کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا، مسکینوں میں موت دینا اور مسکینوں ہی میں میرا حشر فرمانا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ یہ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! کبھی کسی مسکین کو واپس نہ لوٹاؤ اگرچہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ دو۔ مسکینوں سے محبّت کرو اور انہیں اپنے قریب کرو اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کرے گا۔ (سنن ترمذی: ۲۳۵۲)

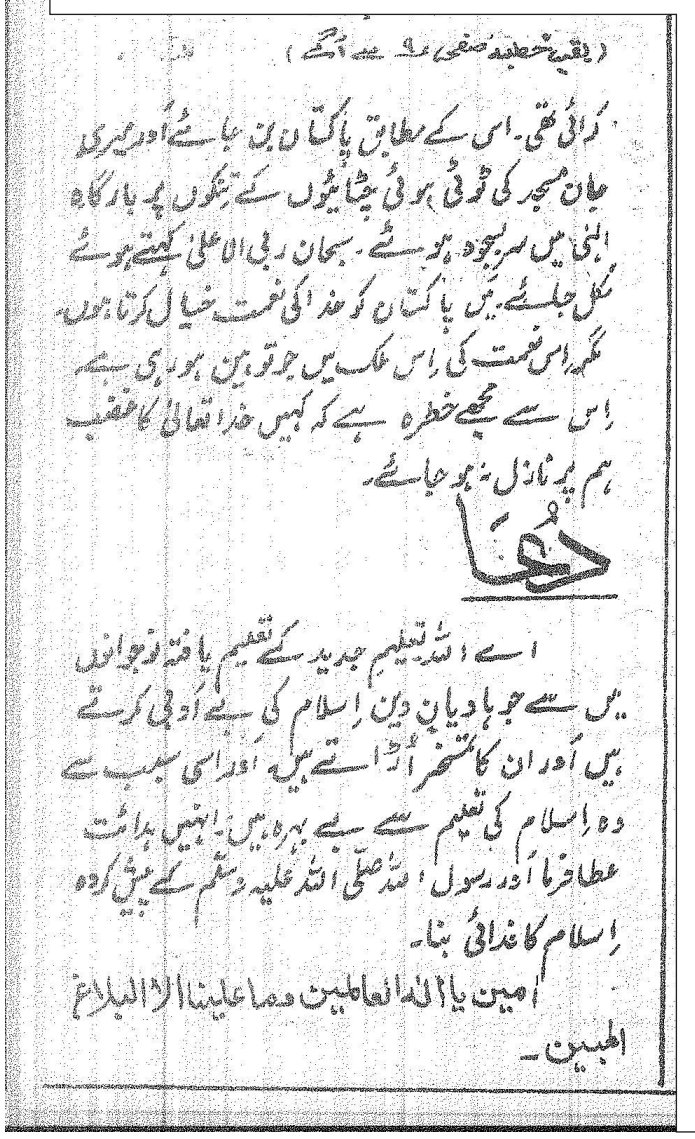

(بقیہ خطبہ صفحہ ۱۸ سے آگے)

کرائی تھی۔ اس کے مطابق پاکستان بن جائے اور میری جان مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائیوں کے تنکوں پر بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو گئے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہوئے نکل جائے۔ میں پاکستان کو خدا کی نعمت خیال کرتا ہوں مگر اس نعمت کی اس ملک میں جو توہین ہو رہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ کا عتاب ہم پر نازل نہ ہو جائے۔

دعا

اے اللہ تعلیم جدید کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں سے جو ہادیان دین اسلام کی بے ادبی کرتے ہیں اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں انہیں ہدایت عطا فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کا غذائی بنا۔

آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ المبین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۵۶ء

قرآن مجید میں مسلمانوں کیلئے

گھریلو۔ خاندانی اور قومی مشکلات کا حل موجود ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین کا مبارک لقب دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کے ذریعہ سے جو تعلیم بھی خلقِ خدا کو دی گئی ہے خواہ وہ جبرئیل کے ذریعہ سے دی گئی ہو جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ یا حضور انور کے قلب اطہر پر القاء کی گئی ہو جسے حدیث رسول کہا جاتا ہے۔ دونوں میں رحمت کا نور پایا جاتا ہے۔ ان ہدایات نبویہ پر عمل کرنے والے کے ہر معاملہ میں آپ رحمت کے باعث راحت پائیں گے۔ اور مخالفت کرنے والوں کے ہر معاملہ میں زحمت و تکلیف نظر آئیگی۔ اب میں مجوزہ عنوانات کے متعلق ہدایات الٰہیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہر گھر کی مصیبتوں کا حل

دفعہ اوّل

میاں بیوی کے مراتب

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۵ پارہ ۵

(ترجمہ:۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے۔ اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

نتیجہ

یہ ہوگا۔ کہ اگر گھر کے کسی معاملہ میں میاں بیوی میں اختلاف رائے ہو جائے۔ تو بیوی کو میاں کا حکم ماننا پڑے گا۔ اور ایسی اطاعت کرنی ہوگی جس طرح رعایا اپنے حاکم کا حکم مانتی ہے اس صورت سے نظام خانہ داری میں کوئی رخنہ اندازی اور کوئی فساد نہیں ہوگا۔

دفعہ دوم

نظام خانہ داری میں باہمی مشورہ

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

(ترجمہ:۔ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں۔ اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مشورہ سے کام کرنا پسند ہے۔ دین کا ہو یا دنیا کا۔

نتیجہ

میاں بیوی جب گھر کا ہر کام مشورہ کر کے اتفاق سے کریں گے تو اس میں برکت ہوگی۔ اور دلوں میں فرحت اور سرور ہوگا۔

دفعہ سوم

رشتہ داروں کے حق ادا کرنے میں فضول خرچی نہ ہو

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔

نتیجہ

اگر رشتہ داروں کے دینے لینے میں فضول خرچی نہ کی جائے تو مال کا بہت سا حصہ بچ جائے گا۔ اور وہ کسی نیک مصرف میں صرف ہو سکے گا۔

اقتصادی حالت کی کمزوری

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کی کمزوری کا سب سے بڑا سبب فضول خرچی ہے تقسیم ملک سے پہلے تقریباً سترہ کروڑ روپیہ مسلمان کا بیاہ کے سلسلہ میں ہندو کے ہاں جاتا تھا۔ پاکستان بننے کی برکت سے وہ سودی قرض بیباق ہو گیا ہے اور مسلمان قیامت تک بھی ہندو کے سودی قرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا تھا مسلمان بھوکا مرتے ہوئے یہ قرض ہندو لیتا تھا بلکہ عموماً شادی اور غمی میں فضول خرچی کرنے کے باعث زیر بار ہو جاتا تھا۔

فضول خرچی سے بچنے والے

الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ لوگ جو شادی اور غمی کے موقعہ پر فضول خرچی نہیں کرتے وہ اس قسم کے تباہ کن قرضوں سے بچ جاتے ہیں اور اپنی کفایت شعاری کے باعث خوش و خرم رہتے ہیں۔

دفعہ چہارم

اولاد کی دینی تعلیم

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

سورۃ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

(ترجمہ:۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم

رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

حاصل

اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے گھر کے ذمہ دار کو حکم دیا ہے کہ اپنے بال بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔ (یعنی اپنے حکم سے ان کو نماز پڑھا۔) یعنی انہیں اللہ تعالےٰ کا دین سکھانے کے تم ذمہ دار ہو۔ بال بچوں کی روٹی کا فکر نہ کر۔ وہ تو ہم انہیں کسی نہ کسی صورت سے پہنچا ہی دیں گے۔

نماز کے ضمن میں سارا دین

اصل نماز کے ضمن میں سارا دین آجاتا ہے۔ مثلاً نماز میں قرآن مجید پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا گھر کا ذمہ دار اپنے بال بچوں کو پہلے قرآن مجید کا کچھ حصہ نماز کے لئے ناظرہ پڑھائے گا۔ پھر انہیں یاد کرائے گا۔ پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز پڑھنا سکھائے گا اور نماز سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں وضو کرنا سکھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو مبارک اول سے آخر تک صحابہ کرام نے جو اپنے تابعدا[ر] کو دکھایا۔ اصلی وضو وہی ہے۔ پھر اس گھر کے ذمہ دار کو اپنے بال بچوں کو فقہاء عظام سے پوچھ کر یہ بتلانا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک میں فلاں چیز فرض ہے۔ فلاں واجب ہے۔ فلاں مستحب ہے وغیرہ وغیرہ بلکہ نماز بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے احباب کو دکھائی ہے۔ وہ تو ایک نماز مقبول کا ایک مکمل نقشہ ہے۔ اس لئے بھی گھر کے ذمہ دار کو فقہاء عظام سے یہ چیز لینی پڑے گی کہ نماز کے افعال میں کون سی چیز فرض ہے۔ اور کونسی واجب ہے اور کون سی سنت ہے۔ اور کونسی مستحب ہے۔

عرضیکہ

ایک نماز کے حکم کی کماحقہٗ تعمیل کرانے کے سلسلہ میں گھر کے ذمہ دار کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے اہل و عیال کو قرآن مجید کی بھی ضروری تعلیم دے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی روشناس کرائے۔ اور فقہاء عظام کے مسلک سے بھی انہیں آگاہ کرے۔

دفعہ پنجم

اولاد کی اخلاقی تربیت

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ الآیۃ سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵

ترجمہ:۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور دنیا کی زینت کی خاطر اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری

گھر کے ذمہ دار کے ذمہ یہ فرض بھی عائد ہوگا کہ وہ

اپنی اولاد کو یہ تعلیم دے۔ کہ بیٹا دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد بے دینوں اور فاقلوں کی صحبت میں نہ بیٹھا کرو۔ بلکہ خدا یاد کرنے والے اللہ دنیا کی زندگی میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا چاہنے والوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ تاکہ ان کی صحبت کی برکت سے تم میں بھی رضاء الٰہی کے مطالب و مقصود ہونے کا جذبہ دل میں پیدا ہو جائے۔

دفعہ ششم

گھر والے آپس میں بدگمانیاں نہ رکھیں

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ

(الایۃ سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔

دفعہ ہفتم

ایک دوسرے کے حالات کی تفتیش میں نہ لگے رہو

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہشتم

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

دفعہ نہم

رضائے الٰہی حاصل کرنے کا پروگرام

میاں اور بیوی کے مل کر گھر بنانے کا مقصد نفط اغراض نفسانی ہی کی تکمیل نہیں ہے بلکہ اس خانہ داری کی زندگی میں بھی دونوں کا مقصد حصول رضا الٰہی ہوگا جو درج ذیل ہے:۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ

(الایۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔

یہ اس لئے

اس آیت کے احکام اگرچہ عام مسلمانوں کے متعلق بھی ہیں مگر میں نے ان احکام کو میاں بیوی کی ذمہ داریوں میں شمار کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس آیت سے پہلے اس سارے رکوع میں میاں بیوی کے متعلق ہی احکام آرہے ہیں اس لئے اگرچہ احکام عام ہیں مگر آیات کا باہمی ربط قائم رکھنے سے یہ ربط قائم کیا جائے تو موزوں ہے تاکہ کلام الٰہی بے ربط نہ ہونے پائے۔

اگر گھر میں

ان نو دفعات پر عملدرآمد ہو جائے۔ تو گھر ایک امن کا گہوارہ۔ ہر گھڑی اور ہر آن میں فرحت اور سرور کا فوارہ ہوگا۔

ہر خاندان کی مصیبتوں کا حل۔ اگر مسلمان چاہیں

کہ ایک خاندان کے افراد شیر و شکر ہو کر رہیں تو انہیں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل احکام الٰہی کی تعمیل کرنی چاہیے۔ پھر ان کی مثال ایسی ہوگی جس طرح لاکھوں اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہو۔ بچے بھی اگر ان اینٹوں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر وہاں سے پھینک سکتے ہیں۔ اور اگر انہیں اینٹوں کو جوڑ کر ایک مضبوط قلعہ بنا دیا جائے۔ تو ہاتھی بھی ان دیواروں کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

دفعہ اوّل

مسلمان سب بھائی بھائی ہیں

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

دفعہ دوم

کوئی کسی سے ٹھٹھا نہ کرے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶) ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔

دفعہ سوم

کوئی کسی کو (کسی قسم کا) طعنہ نہ دے

(وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

دفعہ چہارم

کوئی کسی پر نام نہ دھرے

بعض آدمی دوسروں کو توہین آمیز لقبوں سے یاد کرتے ہیں مثلاً "او اندھے" "او کانے" وغیرہ (وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

دفعہ پنجم

کوئی کسی کے متعلق بدگمانی نہ کرے

(یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

دفعہ ششم

کوئی کسی کے حالات کی بلاوجہ چھان بین نہ کرے

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہفتم

کوئی کسی کے خلاف پروپیگنڈا نہ کرے

(وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

غیبت کیا چیز ہے:۔ جو عیب کسی شخص میں پایا جائے اس کے پس پشت اس کے اس عیب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کی تھی۔ یا رسول اللہ اگر چہ وہ عیب اس میں پایا جائے اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب پایا نہ جائے۔ اور اس کی طرف نسبت کر دیا جائے۔ تو یہ بہتان ہے۔

دفعہ ہفتم

کوئی کسی کو ذلیل نہ سمجھے

اگر خاندان کے سب افراد ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ تو پھر جھگڑے کیوں پیدا ہوں گے۔

(یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کسی قوم یا خاندان کا فرد ہونے کے لحاظ سے کسی کو کوئی شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ شخص زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور پرہیزگاری کے مراتب کو سوائے اللہ جل شانہٗ کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ لہٰذا سب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مساوات کا سلوک کریں۔

برادران اسلام

اگر مسلمانوں کے خاندانوں میں ان آٹھ دفعات پر عملدرآمد ہو۔ تو پھر یہ برادری بہشتیوں کا ایک محلہ کہلانے کی حقدار ہوگی۔ بقول شاعر ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

قومی مشکلات کا حل

دفعہ اوّل

سب مسلمان ایک ہی قوم ہیں

اسلام میں ایک قوم ہونے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ایک دادا کی اولاد کو ایک قوم مان لیا جائے۔ اسلام میں قومیت کی حد بندی فقط اسلام پر مبنی ہے۔ جو لوگ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ وہ سب ایک ہی قوم ہیں۔ بقول شاعر ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قرآن مجید کی تائید

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۶)

فرشتوں کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر کوئی صبح نہیں آتی مگر اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے مال کو ہلاک فرما۔ (صحیح بخاری: ۱۴۴۲)

اہل جنت کون لوگ ہیں

حضرت عیاض مجاشعی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ تین قسم کے ہیں:

۱. انصاف کرنے والے، صدقہ وخیرات کرنے والے، توفیق عطا کئے ہوئے اہل سلطنت۔

۲. وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو۔

۳. وہ آدمی کہ جو پاک دامن پاکیزہ اخلاق والا ہو اور عیال دار بھی ہو، لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔ (صحیح مسلم: ۲۸۶۵)

بقیہ خطبہ

(صفحہ ۹ سے آگے)

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (سورۃ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶)

(ترجمہ) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول ہے اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان ایک ہی قوم ہیں۔ ان میں سے مسلم قوم کا صحیح نمونہ وہ لوگ ہیں۔ جو باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ اور وہ حضور الٰہی میں عاجزی کرنے والے بھی ہیں۔

نتیجہ

سب مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ

ترجمہ:۔ سب مومن ایک شخص کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہو۔ تو اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہوگی۔ اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اگر ایک مسلمان پر مصیبت آئے گی تو سب اسے اپنی تکلیف خیال کرکے اس کا ساتھ دیں گے اس کی مدد کریں گے اور وہ مصیبت زدہ کو اس مصیبت سے نکال کر باہر لائیں گے۔

عصبیت کا رنگ

اس وقت مسلمانوں میں عصبیت کا یہ رنگ نظر آئے گا۔

بنی آدم اعضاء یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضو را نماند قرار

دعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ ۱۷ فروری ۱۹۵۶ء

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

★

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (الآیۃ سورہ التوبۃ رکوع ۱۲، پارہ ۱۰)

(ترجمہ:۔ ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے، جو خرچ کریں۔ کوئی گناہ نہیں ہے۔ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیر خواہی کریں)

حدیث شریف میں خیر خواہی کی مزید وضاحت

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

رواہ مسلم ترجمہ تمیم داری سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کی، کس کی (خیر خواہی) آپ نے فرمایا۔ اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

پانچوں وحی الٰہی سے ثابت ہیں

ہم مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو وحی غیر متلو مانتے ہیں، لہٰذا خیر خواہی کی دو قسمیں وحی متلو سے ثابت ہیں۔ اور تین قسمیں وحی غیر متلو سے۔ خیر خواہی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی

یہ ہے کہ اس کی طرف ایسی چیز کی نسبت کرنا جو اس کی شایانِ شان ہو اور ظاہر اور باطن میں اس کے سامنے عاجزی کرنا اور اس کے پسندیدہ کاموں میں رغبت کرنا۔ یعنی اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور اس کو ناراض کرنے والے کاموں سے ڈر کر رہنا۔ یعنی اس کی نافرمانی سے بچنا اور اس کے نافرمانوں کو اس کی طرف لوٹانے میں پوری کوشش کرنا۔ حضرت علیؓ کے ساتھی ابو شامہؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حواریوں نے عرض کی۔ اے روح اللہ، اللہ کی خیر خواہی کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ کے حق کو لوگوں کے حق پر مقدم رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیر خواہی

اس کا خود پڑھنا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دینا اور پڑھتے وقت اس کے حرفوں کو ٹھیک کر کے پڑھنا۔ اور لکھتے وقت اس کے حرفوں کو درست لکھنا اور اس کے معانی کو سمجھنا۔ اور اس کی تجویز کردہ حدوں کا لحاظ رکھنا اور جو اس میں مذکور ہے اس پر عمل کرنا۔ اور باطل پرستوں کی تحریف کو اس سے ہٹانا (یعنی مسلمانوں کو ان کی غلط بیانی اور ملمع سازی سے آگاہ کرنا جس طرح کہ آج کل حق پرست علماء کرام مودودی صاحب کی غلط تاویلوں اور باطل خیالات سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی

آپؐ کی تعظیم کرنا۔ اور آپؐ کی زندگی میں اور دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی آپؐ کی حمایت کرنا اور آپ کی سنت کو زندہ رکھنا، اس کا سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا۔ اور آپؐ کے اقوال و افعال میں آپؐ کا اتباع کرنا اور آپؐ کی محبت دل میں رکھنا اور آپؐ کے تابعداروں سے محبت رکھنا۔

مسلمانوں کے اماموں کی خیر خواہی

جس کام کے انجام پر پہنچانے کا ذمہ انہوں نے اٹھایا ہے اس میں ان کی امداد کرنا اور اگر غفلت کریں تو انہیں تنبیہ کرنا۔ اور مسلمانوں کو ان کی طرف اکٹھا کر کے لانا اور جو لوگ ان سے متنفر تھے انہیں سمجھا بجھا کر ان کی طرف لانا (بشرطیکہ امام حق پر ہو اور لوگ خواہ مخواہ بلا وجہ اس سے بدظن ہو جائیں) اور ان کی سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں کسی عمدہ طریقہ سے ظلم سے باز رکھنا، جو وہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کے آئمہ کی فہرست میں آئمہ مجتہدین بھی شامل ہیں۔

آئمہ مجتہدین کی خیر خواہی

یہ ہے کہ ان کے علوم کو پھیلانا اور ان کے مناقب کی اشاعت کرنا اور ان کے متعلق حسن ظن پیدا کرنا۔

عامۃ المسلمین کی خیر خواہی

یہ ہے کہ ان پر شفقت کرنا اور جو چیز ان کو نفع دینے والی ہے، اس کی کوشش کرنا اور انہیں وہ تعلیم دینا جو ان کے لئے مفید ہو۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف دینے سے باز رہنا اور ان کے حق میں وہی چیز پسند کرے جو اپنے متعلق پسند کرتا ہے اور اس چیز کو ان کے حق میں ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

ماخذ

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کے عنوان سے لے کر یہاں تک جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ سب کچھ بخاری شریف کی شرح فتح الباری سے لیا ہے۔ میرا تصرف فقط اتنا ہے۔ کہ اس کی عبارت کا اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ چونکہ اصلی کتاب مستند ہے اس لئے ترجمہ بھی بفضل الٰہی مقبول ہو جائے گا۔ جس طرح لکڑی کے ساتھ لوہا بھی تیرنے لگ جاتا ہے۔

ظاہری اعمال باطنی ملکات کی شرح ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ کہ دراصل انسان کی اندر کی کیفیات کی ظاہری اعمال شرح کرتے ہیں۔ مثلاً دل میں کسی شخص سے محبت ہے تو جب وہ شخص سامنے آئے گا۔ تو محبت آمیز الفاظ سے اسے خوش آمدید کہی جائے گی۔ مثلاً مزاج اقدس۔ مزاج گرامی آج تو آپ نے بڑا کرم فرمایا۔ آپ کے دیدار سے دل میں سرور اور آنکھوں میں مزید نور آگیا ہے۔ تشریف رکھیے آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے تو عید کا چاند ہو گئی۔ وغیرہ وغیرہ، اور اگر اس آنے والے سے دل میں غصہ ہے تو سلام بھی کہے گا۔ جواب نہیں دیں گے۔ جدھر سے وہ آئے گا ادھر سے دوسری طرف منہ پھیر لیں گے۔ وہ سمجھ جائے گا کہ یہ شخص مجھ سے سخت ناراض ہے۔ کہ میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

علیٰ ھذا القیاس

خیر خواہی یا بدخواہی دل کے اندر کے جذبات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی مقدس کتاب، اس کے مقدس رسولؐ، اس کے بندوں کے پیشوا اور اس کے عام بندوں کے ساتھ خیر خواہی جب عین دین قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں میں سے جو مذکورہ بالا صدر چیزوں سے عملاً خیر خواہی کرے گا وہی خیر خواہ سمجھا جائے گا۔ ورنہ محبت کا دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

۱۱ رجب ۱۳۷۵ھ ۲۴ فروری ۱۹۵۶ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

تمہید

برادران اسلام۔ یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے وجود میں آنے کے لئے بعض چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور بعض چیزوں کا نہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ہمارے بچے سلیقہ شعار۔ نیک کردار۔ با ادب۔ فرمانبردار۔ دیندار ہوں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ انہیں بے سلیقہ بدکردار بے ادب۔ نافرمان بے دین بچوں کی صحبت سے بچائیں۔ اور ایک سعادت شعار۔ شرافت مآب۔ با اخلاق معتدل مزاج استاد کی تحویل میں دیں۔ پھر دیکھئے کہ بچے کیسے قابل اور ہونہار ہوتے ہیں۔

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کیلئے بھی

چار چیزوں کا نہ ہونا ضروری ہے۔ اور ایک چیز کا ہونا ضروری ہے

پہلی

گناہوں کے باعث فطرۃ کا نور بجھ نہ گیا ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ؕ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ؕ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱ پارہ ۱)

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو انکار کر چکے ہیں۔ برابر ہے انہیں تو ڈرائے۔ یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ ہے۔ کہ چونکہ ان کے اندر نور فطرۃ نہیں رہا۔ جس کی برکت سے انسان حق بات کو قبول کر سکتا ہے اس لئے انہیں باوجود سید الانبیاء کے معلم ہونے کے ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ایک اندھے کو رنگوں کی تمیز کرانا ناممکن ہے۔ اور ایک بہرے کو آواز سنانا ناممکن ہے۔ اسی طرح بے شمار گناہوں کے باعث جس شخص کا نور فطرۃ بجھ گیا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راہ راست پر لانے کے لئے خواہ کتنی بھی کوششیں فرمائیں مگر اس بدنصیب کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

آج

بھی لوگ اپنی شامت اعمال کے باعث دروازہ الٰہی سے رد کئے جا چکے ہیں۔ انہیں ہادی راہ راست پر نہیں لا سکے گا۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہے اس لئے کوئی بھی ہادی یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ اس کے مسموخ الفطرۃ ہونے کے باعث اب اسے راہ راست کی طرف نہیں بلانا چاہیئے۔ لہٰذا ہادی اسے مرتے دم تک راہ راست کی طرف دعوت دیتا ہی رہے گا۔

دوسری

ہادی کے متعلق دل میں بدظنی نہ ہو

وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ (الآیۃ سورۃ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں۔ اس رسول کو کیا ہو گیا۔ کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان لوگوں کے دل میں بدگمانی ہے۔ کہ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں اور بازار میں کسی کام کاج کے لئے کیوں جاتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے

کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام انسان ہوتے ہیں۔ اس لئے لوازمات بشریہ بھی ان کے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ ایک جماعت تو آپ کے کھانا کھانے کے باعث بدظن ہو کر گمراہ رہی ہے دوسروں کی سننے ان کے دل میں حضور انور کے متعلق یہ اعتراض ہے کہ آپ پیغمبر خدا ہیں تو پھر آپ کے بیوی بچے کیوں ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا جواب دیا ہے (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً ط)

(الآیۃ سورۃ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳) ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔ اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔

حاصل

یہ کہ رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی ہیں تو ان کے بیوی بچے کیوں ہیں۔ تم لوگ جنہیں آپ سے پہلے نبی مانتے ہو۔ کیا ان کے بیوی بچے نہیں تھے۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی۔ تو پھر تم کس کی نسل میں سے ہو اور اگر یعقوب علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی تو پھر بنی اسرائیل کس کی نسل میں سے ہیں۔ لہٰذا حضور انور پر تمہارا یہ اعتراض بے معنی اور لغو ہے۔ مگر جو بدقسمت اسی بدگمانی میں مبتلا ہے انہیں ہدایت نہیں ہوئی۔

آج بھی

علماء دین سے اس قسم کی بدگمانیاں کرنے والے گمراہ رہتے ہیں۔ مثلاً خود دنیادار اپنے بال بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دو دو سو۔ چار چار سو۔ پانچ پانچ سو۔ ہزار ہزار روپیہ گھروں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب ان کا امام مسجد بننے کے لئے سو روپیہ تنخواہ مانگے۔ حالانکہ اس بیچارے نے اسی سو میں سے کرایہ مکان بھی دینا ہو۔ تو دنیادار کہتے ہیں جی مولوی بڑے لالچی ہوتے ہیں۔ کیا پچاس یا ساٹھ روپے تنخواہ ان کے لئے تھوڑی ہے۔

تیسری

ہٹ دھرمی اور ضد نہ ہو

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ (سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:۔ اور کافروں نے کہا۔ کہ تم اس قرآن کو نہ سنو۔ اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ یعنی تاکہ تمہارا شور و غل غلبہ پا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تمہارے کانوں تک نہ پہنچنے پائے۔

آج بھی

مسلمانوں میں اس قسم کے بندے موجود ہیں جو اپنی جہالت اور نادانی کے باوجود ہادی سے قرآن مجید سننا نہیں چاہتے۔ میرے استاد حضرت مولانا نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں اورینٹل کالج میں صدر مدرس تھے۔ انہوں نے لاہور میں موچی دروازہ کے اندر ایک مسجد میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور مسلمانوں کی ہدایت کے لئے قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا۔ چند ہی دن گذرے ہوں گے۔ کہ ایک دن نماز فجر کے بعد بازار کے دکاندار مسجد کے دروازوں میں پاؤں پھیلا کر لیٹ گئے کہ ہم دہابیوں کا درس نہیں ہونے دیں گے۔ بالآخر مولانا مرحوم کو درس بند کرنا پڑا۔ اور ایک دوسری مسجد میں جا کر درس جاری کیا۔

ان کے عالم سو فیصدی جاہل

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے حنفی حضرات کے تمام مدارس عربیہ میں کہیں بھی عبدالوہاب نجدی کے حالات کے متعلق کوئی کتاب پڑھائی نہیں جاتی۔ جس کے تابعداروں کو وہابیت کا لقب دیا جاتا ہے۔ اور ہمارے متشدد پسند علمائے کرام نے اپنے متبعین کو وہابی کا لفظ یاد کرایا ہوا ہے جس پر وہ طعن کرنا چاہیں۔ اسے فوراً وہابی کہہ دیتے ہیں۔ خواہ وہ شخص قرآن مجید ہی سنا رہا ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث ہی کی تبلیغ کیوں نہ کر رہا ہو۔ چونکہ ہمارے سارے نصاب تعلیم ہی میں کوئی کتاب عبدالوہاب نجدی کے متعلق نہیں پڑھائی جاتی۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جس دن ہمارے فارغ التحصیل طلبہ عالم ہونے کی دستار فضیلت باندھ کر مدرسہ سے نکل رہے ہوتے ہیں۔ اس

دان سو فیصدی وہابیت کی تاریخ سے جاہل ہوتے ہیں۔

چوتھی چیز

غیر متعلقہ سوالات سے پرہیز

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ

(الایۃ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پارہ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو۔ پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے یا جیسا تو خیال کرتا ہے۔ ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے۔ یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ۔ یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے۔ جسے ہم بھی پڑھ سکیں۔

اب بتلایئے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیثیت رسولِ خدا ہونے کے ان سوالات کا کیا تعلق ہے مگر ان لایعنی اور غیر متعلقہ سوالات کے باعث وہ لوگ گمراہی کے گڑھے سے نکل نہیں سکے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

آج بھی

جدید تعلیم یافتہ طبقہ علماء اسلام پر لایعنی اور غیر متعلقہ اعتراضات کرنے کے باعث ان سے عموماً متنفر رہتا ہے اور ہدایت الٰہی یعنی قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ رہتا ہے۔ مثلاً ان مولویوں کو انقلاب فرانس کا کیا پتہ ہے۔ انقلاب روس کو یہ کیا جانے۔ سائنس کی ترقیوں کو مولوی لب جانتے ہیں۔ یہ مولوی لینن اور سٹالن اور ٹراٹسکی کو کب جانتے ہیں انہیں کیا پتہ کہ کمیونزم کیا ہے۔ شوشلزم کیا ہے اور نازی ازم کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اے نوجوان انصاف کر!

یہ ٹھیک ہے۔ موجودہ زمانہ کی جدید چیزوں کو تم مولویوں سے بہتر جانتے ہو۔ مگر اے عزیز جس چیز کو مولوی جانتے ہیں اسے تم نہیں جانتے۔ جن معلومات پر تمہیں ناز ہے ہم مانتے ہیں کہ ان چیزوں سے اکثر مولوی جاہل ہیں۔ مگر جن چیزوں کو مولوی جانتے ہیں ان سے تم جاہل ہو۔ میرے بھائی تمہیں تو انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم۔ اے تک کلمہ لا الٰہ الا محمد رسول اللہ بھی نہیں پڑھایا۔ تمہیں تو انگریز نے نہ خدا تعالےٰ کی ذات سے روشناس کرایا نہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے روشناس کرایا۔ نہ اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔

نہ اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں کلمہ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سے واقف کیا۔ نہ تمہیں اسلام کی خوبیوں کا علم نہ تمہیں اسلام کی مخالفت کرنے پر نقصانات کا علم۔ بلکہ عزیزو یہ سب چیزیں جو عرض کر گیا ہوں۔ ان چیزوں کا صحیح علم اور اس علم کی برکت سے دل میں نور فقط قرآن مجید اور ارشادات نبوی کے پڑھنے اور ان میں پورا غور و خوض کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ میرے عزیز اگر مولوی کو انگریزی زبان کا تار پڑھنا ہو تو تیرا محتاج ہوگا۔ اگر تو نے دین محمدی سیکھنا ہے اور مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے تو پھر تم مولوی کے محتاج ہو۔

اگر مولوی نے

لینن اور سٹالن اور ٹراٹسکی کو نہ سمجھا تو اس کا نہ دنیا میں کچھ بگڑے گا اور نہ آخرت میں۔ اگر تم نے مولوی کے پاس اگر قرآن مجید کو نہ پڑھا اور ایسے ہی مخالف رہے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے تمہاری دنیا کی زندگی بھی تلخ گزرے گی اور تمہاری آخرت بھی برباد ہوگی۔

مولوی کی مخالفت اور اسکی توہین کا نتیجہ

ہمیں تو اللہ تعالےٰ کے فرمان پر یقین ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تمہیں بھی یقین عطا فرمائے اور تو اپنی اصلاح کرے۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ (سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:۔ جب اس دوزخ میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کیلئے ہمیں فطرۃ سلیمہ کا نور ہونا ضروری ہے

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ہر بچہ فطرۃ پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد ماں باپ یہودی۔ نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ فطرۃ سے مراد استعداد۔ قبولیت حق ہے۔ دراصل حق کے قبول کرنے کی استعداد ہر بچے میں ہوتی ہے۔ پھر دنیا میں آنے کے بعد جس طریقہ کے ماں باپ پابند ہیں اسی طریقہ کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ وہ اسی سانچہ میں ڈھل جاتا ہے۔ پھر بعض اوقات وہ حق کی مخالفت کرنے لگ جاتا ہے۔

دنیا میں فطرۃ سلیمہ کے نور والے

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

(سورۃ ال عمران رکوع ۲۶ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔

آپ نے دیکھا

دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود رہتے ہیں کہ بس اللہ تعالےٰ کی طرف سے بلانے والا آیا اور وہ آواز سنتے ہی غوراً ایمان لے آئے۔

آخری دعا

اے اللہ اپنے مخلص دیندار دل کو استقامت عطا فرما۔ اور بے دینوں کو ہدایت دے۔ آمین! یا الٰہ العالمین!

— بقیہ تلاوت قرآن میں۔ (صفحہ ۲ سے آگے)

اور ان مجالس کے بغیر آپ کو قرار نہیں تو مجالس تلاوت قرآن اس سے کہیں زیادہ دل کو پکڑنے والی ہیں اور بڑے سے بڑے مغنی کے گانا اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔ اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، تو تلاوت کیجئے۔ اور اگر آپ اسلام کے مدعی ہیں مسلم ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو حضورؐ کا حکم ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرو۔ جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے۔ تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔ اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے۔ ٹرکی ٹوپی کے آپ اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک خالص اسلامی لباس ہے۔ قومی شعار میں آپ خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہر طرح اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں۔ جلسوں میں ریزولیشن پاس کرتے ہیں۔ تو اللہ کا رسولؐ آپ کو حکم دیتا ہے۔ کہ جس قدر ممکن ہو۔ قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

بے جا نہ ہوگا۔ اگر میں یہاں پہنچ کر سر برآوردگان قوم کی شکائت کروں کہ قرآن پاک کی اشاعت میں آپ کی طرف سے کیا اعانت ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ خدارا ذرا غور کیجئے کہ اس کو بند کرنے میں آپ کا کس قدر حصہ ہے۔ آج اس کی تعلیم کو بے کار بتلایا جاتا ہے، عمر کو ضائع کرنا سمجھا جاتا ہے اس کو محض بے کار، دماغ سوزی اور بے نتیجہ عرق ریزی کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے آپ اس سے موافق نہ ہوں۔ لیکن ایک جماعت جب ہمہ تن اس میں کوشاں ہے تو کیا آپ کا سکوت اس کی اعانت نہیں ہے؟ حالانکہ آپ اس خیال سے بیزار ہیں۔ مگر آپ کی اس بے زاری نے کیا فائدہ دیا ہے؟

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ رجب ۱۳۷۵ھ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء

انسان کی تین حالتوں پر سوائے قرآن مجید کے کوئی کتاب نہیں بولتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

(۱) ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے سے پہلے تو کیا تھا اور تیری مختلف حالتوں کی تبدیلی کس کے حکم سے ہو رہی تھی۔

(۲) مرنے کے بعد تمہیں کیا کیا حالات پیش آنے والے ہیں۔ اور ان میں تم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہو۔

(۳) نمبر ۲ کو مدنظر رکھ کر تمہیں دنیا کی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام مذکور الصدر تینوں عنوانوں میں سے پہلا اور دوسرا عنوان تو ایسا ہے کہ عقل سلیم اس پر شاہد ہے کہ انسان اس پر روشنی ڈال ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ پہلے مردہ ہوتا ہے اس کو کئی منزلیں طے کرانے کے بعد اللہ تعالےٰ اس مردہ کے اندر روح ڈالتا ہے اس وقت انسان زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان کب یہ بتلا سکتا ہے کہ میں پہلے کس حالت میں تھا اور پھر کس کس حالت سے منتقل ہو کر زندگی کے درجہ پر پہنچا ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس نمبر ۲ کے متعلق بھی انسان بیان کرنے سے محض عاجز ہے۔ جب انسان مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات سے محض نابلد ہے۔ تو ان حالات کے پیش آنے پر کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ دنیا کی زندگی میں تیاری کر کے نہ جائے۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ ہی انسان کی دنیا کی زندگی میں پروگرام (نظام الاوقات) بنا کر دے سکتا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کی مرنے کے بعد والی زندگی خوش گوار ہو جائے۔

دونوں زندگیوں کی خوشحالی

اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جو شخص میری رضا کو مدنظر رکھ کر زندگی بسر کرے گا۔ میں اس کی دونوں زندگیاں (دنیا اور آخرت) سنوار دوں گا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ:۔ (جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائینگے اور ان کا حق انہیں بدلہ میں دیں گے۔ اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

دونوں زندگیاں برباد

اللہ تعالےٰ نے خداوندی نظام الاوقات کی مخالفت کرنے والوں کی دونوں زندگیاں برباد ہونے کا بھی اعلان فرمایا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

(ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر (قرآن مجید) سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے کی دونو زندگیاں برباد ہوں گی۔

مسلمانوں کا فرض

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ پروگرام زندگی کو عملی جامہ پہنائیں تاکہ ان کے دونو جہاں سنور جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

تفصیل اجمال اول

ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے سے پہلے تو کیا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا) الایۃ سورۃ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ:۔ اے لوگو! تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا۔ تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔)

حاصل

یہ نکلا کہ اے انسان تمہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی سے لے کر سات درجے طے کرا کے ماں کے پیٹ سے باہر نکالا۔

نتیجہ

اب اس احسان الٰہی کا شکریہ یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے جس کام کے لئے انسان کو دنیا میں پیدا کیا ہے وہ کام کرے اور وہ فقط یہ ہے کہ اسی خالق کے تجویز کردہ دستور العمل حیات انسانی یعنی قرآن مجید پر اس طریقہ پر عمل کرے جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے

تفصیل اجمال دوم

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ سورہ عبس رکوع ۱ پارہ ۳۰

(پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا)

(ب) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۵ پارہ ۲۴

(ترجمہ:۔ پھر اللہ نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچا لیا اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔ وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے ان باغیوں کو صبح اور شام قبر میں آگ پر پیش کیا جاتا ہے

قیامت کے دن قبروں سے اٹھنا

(قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورہ یٰسین رکوع ۳ پ ۲۳

(ترجمہ:۔ کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں قیامت اور اس کے متعلقہ واقعات کا انکار کیا کرتے تھے وہ قبروں سے اٹھتے ہی انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو اطلاعات انہیں پہنچی تھیں ان کی فوراً تصدیق کر دیں گے۔ مگر اب اس تصدیق کا کیا فائدہ۔

اعمال ناموں کی تقسیم

(ا) (فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ

اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ) سورۃ الحاقہ رکوع ۱۱ پارہ ۲۹

(ترجمہ:- جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا کہ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات پر جو لوگ ایمان لے آئے تھے اور ان اطلاعات کی بنا پر آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کی دنیا میں پوری کوشش کی تھی۔ وہ لوگوں کو بلا بلا کر اپنا نامۂ اعمال دکھائیں گے اور کہیں گے کہ مجھے اپنے حساب کا یقین تھا۔ اس لئے میں وہیں سے تیاری مکمل کر کے آیا تھا۔ ایسے لوگوں کو وہاں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

(ب) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۝ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:- اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا۔ کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ انہیں قیامت کے دن دست حسرت ملنا پڑے گا۔ اس دن کہیں گے کہ میرا مال اور میرا دنیاوی رعب و داب میرے کسی کام نہ آیا۔ خدا تعالیٰ کا غضب ایسے لوگوں کے خلاف بھڑکے گا۔ حکم ہوگا۔ کہ ان کے گلے میں طوق ڈال کر دوزخ میں داخل کر دو۔ ایسے بے ایمانوں کو ستر گز لمبے زنجیر میں جکڑ کر لے جاؤ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

میدان محشر سے فراغت کے بعد منکرین کا ٹھکانا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:- اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں سدا رہو گے۔ پس وہ تکبر کرنے والوں کے لئے کیسا برا ٹھکانا ہے۔

پرہیزگاروں کا ٹھکانا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ

(سورۃ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:- اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

تفصیل اجمال سوم

انسان کی دنیوی زندگی کا نظام الاوقات

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۗءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ

(ترجمہ:- بے شک ایمان والے کامیاب ہوئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے مونہہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر۔ اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو۔ تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ سورۃ المؤمنون پ ۱۸ ع ۱

حاملین قرآن کا فرض

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

(سورۃ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:- کہدو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر مونہہ پھیرو گے۔ تو پیغمبر پر تو وہی ہے۔ جس کا وہ ذمہ دار ہے۔ اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے۔ اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

اس اعلان

کی بناء پر حاملین قرآن مجید پر فقط اتنا فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ منبع ہدایت و رحمت الٰہی یعنی قرآن مجید کے احکام تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے اس کے بندوں تک پہنچا دیں۔ جو لوگ ان پر عمل کریں گے ان کی آخرت سنور جائے گی۔ اور جو لوگ ان کے تسلیم کرنے سے انکار کریں گے۔ ان پر اتمام حجت ضرور ہو جائے گا۔ قیامت کے دن وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے۔

ربنا ما جاءنا من نذیر

(ترجمہ:- اے رب ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ یوم الجمعہ : ——— ۲۵ر رجب المرجب ۱۳۷۵ھ ۹ر مارچ ۱۹۵۶ء

معراج سیّد الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسّلام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے اپنے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بعض ایسی خوبیوں سے ممتاز فرمایا ہے جو آپؐ کے سوا کسی پیغمبر میں بھی پائی نہیں جاتیں۔ ان خوبیوں میں سے ایک معراج شریف بھی ہے۔ اور یہ معراج شریف جس کا آج کے معروضات میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ معراج جسمانی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وجود مبارک سے جس کی زیارت سے لوگ شب و روز مشرف ہوتے تھے (حطیم (خانہ کعبہ کا غیر مسقف حصّہ) سے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ثابت عن انس سے مروی ہے۔ میں سواری پر سوار ہوا۔ جو بیت المقدس پہنچا۔ سواری کو اسی حلقہ سے باندھ دیا۔ جس سے انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ مسجد میں جا کر میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں جو یزید بن ابی مالک عن انس سے ہے۔ اس میں نماز کے متعلق یہ تصریح ہے۔ میرے پہنچ جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اذان دی گئی اور اقامت کہی گئی۔ صفیں درست ہوئیں۔ میں انتظار میں تھا۔ کہ نماز کون پڑھائے گا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ بعد از نماز جبرئیلؑ نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی۔ میں نے کہا نہیں۔

جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ سب وہ انبیاء ہیں۔ وہ منجانب اللہ مبعوث ہو چکے ہیں۔

معراج شریف کے متعلق چند ضروری عنوانات

(۱) معراج جسمانی تھا یا روحانی
(۲) معراج کا عقلی ثبوت
(۳) روایاتِ معراج میں سالوں کا اختلاف
(۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف
(۵) نتیجہ اختلاف
(۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم
(۷) تحفہ معراج
(۸) وعید تارک تحفہ معراج۔

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصہ عبارات مفسرین

عبارات مفسرین کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ و عزّ برہانہ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے۔ ہاں اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بھی ایک قلیل جماعت ہے گی اور اس کا منشا بعض صحابہ کرامؓ (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے۔ لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری مرتبہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے۔ یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے۔ تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جز ہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے۔ اس حصّہ کے نشوونما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن کی ساخت عناصر سے ہے۔ اور دوسرا جز انسان کی روح ہے۔ روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ چار ماہ کے بعد جب اعضاء کی ساخت ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روحی طاقت اس بے جان جسم کے اندر آ گھستی ہے۔ اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے۔ بدن کے ڈھانچہ میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ۔ تمام اقوال و افعال انسانی کا منبع فقط یہ روح ہے۔ جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان بے کار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے۔ ان دونوں کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے۔ نقل و حرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا۔ یہی سٹیم جب زیادہ طاقت ور ہو جائے تو انجن کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بعینہٖ

اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی کام کو اپنے کلمہ کن سے بے انتہا درجہ تک لے جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر انسان لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اڑا سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی قدرت میں انہیں اشیاء کو دو کروڑ یا دو سو لکھ میل بلکہ اس سے بھی زائد مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔

اختلاف روایات معراج شریف کس سال ہوا

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
(۱)	ہجرت سے چھ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
(۲)	ہجرت سے آٹھ ماہ پہلے ہوا	〃 〃 〃 〃
(۳)	ہجرت سے گیارہ ماہ پہلے ہوا	〃 〃 〃 〃
(۴)	ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا	فتح الباری و عینی شرح بخاری
(۵)	ہجرت سے چودہ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری
(۶)	ہجرت سے پندرہ ماہ 〃 〃	فتح الباری و عینی شرح بخاری
(۷)	ہجرت سے سترہ ماہ 〃 〃	〃 〃 〃
(۸)	ہجرت سے اٹھارہ ماہ 〃 〃	〃 〃 〃
(۹)	ہجرت سے تین سال 〃 〃	عینی شرح بخاری
(۱۰)	ہجرت سے آٹھ سال 〃 〃	〃 〃 〃

معراج شریف کس ماہ میں ہوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالہ کتاب
۱	شوال	فتح الباری و عینی شرح البخاری
۲	ذی الحجہ	〃 〃
۳	ربیع الاول	〃 〃
۴	ربیع الآخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری و عینی شرح البخاری
۶	رمضان	فتح الباری

نتیجہ اختلاف

جو رسم و رواج حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ عمل میں لائے گئے۔ یا جن عبادات کو اس مبارک زمانہ میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپ سے صحابہ کرام نے سیکھے۔ علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے لہٰذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکورہ سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مبارک زمانہ میں یا صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کبھی تقریب کے

منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرورِ کائنات (فداہ ابی و امی) کی اس عزت افزائی سے فرحت و مسرور نہ ہو۔ جو آپ کو معراج شریف کی رات دربارِ الٰہی میں نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ نہیں بلکہ جائز نہیں جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفۂ معراج کے عنوان میں آئے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شبِ معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھ کر رات کو در و دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو کول جلانا کہتے ہیں۔ جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے۔

تحفۂ معراج

برادرانِ اسلام! معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روزِ روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا کہ آپ اپنی امت کے لئے بارگاہِ جل مجدہٗ عزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اسے قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تا دمِ آخر ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا معراج شریف کی آسمانی برکت سے محروم رہنا چاہتا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج

حضرت جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملانے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین!

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل (علیہ السلام) مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو بلایا گیا فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا! ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے میرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا یوسف (علیہ السلام) کو پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اور اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل نے فرمایا یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا ہارون (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اور اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا موسیٰ (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں ان کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ ان سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے اس لئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے بعد بھیجا گیا اس کی امت میری امت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا ابراہیم (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیل نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا۔ اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبرئیل نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں (دربارِ الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ (علیہ السلام) کے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

بے مثال نصیحتیں

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۲) اور (صدقہ) ان لوگوں سے شروع کرو جو تمھاری کفالت میں ہوں۔

(۳) اور بہتر صدقہ وہ ہے جو دل کی مال داری سے کیا جائے۔ (یعنی جس کے دینے کی وجہ سے انسان خود محتاج نہ بن جائے)

(۴) اور جو شخص سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے۔

(۵) اور جو شخص (لوگوں سے) مستغنی ہونا چاہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۲۷)

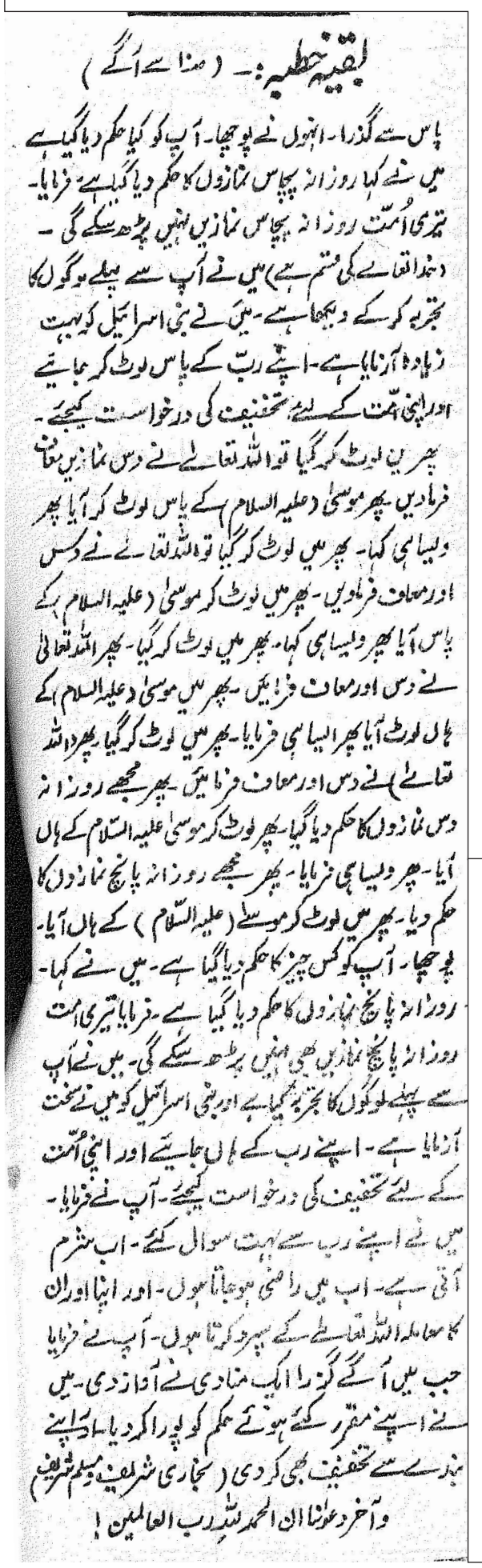

بقیہ خطبہ:۔ (صفحہ سے آگے)

پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا۔ تیری اُمت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ (خدا تعالےٰ کی قسم ہے) میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے ربّ کے پاس لوٹ کر جایئے اور اپنی اُمّت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا۔ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جایئے اور اپنی اُمّت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب میں آگے گزرا ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر دیا اور اپنے بندے سے تخفیف بھی کر دی (بخاری شریف و مسلم شریف)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین!

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۵۸۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ۔ ۲ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء

محنت کے سوا کسی کام میں کامیابی نہیں ہوتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى) سورۃ النجم رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے۔ جو کرتا ہے ✦

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے کی استعداد رکھی ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

(فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا)

(سورۃ الشمس رکوع ۱ پ ۳۰)

(ترجمہ) پھر اس کو بدی اور نیکی سمجھائی ✦ اسکے علاوہ یہ ارشاد ہے

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

(سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ پارہ ۳)

ترجمہ:- دین کے کام میں زبردستی نہیں ہے۔ بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

علاوہ اس کے یہ اعلان الٰہی ہے:-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الآیۃ (سورۃ الکہف رکوع ۴ - پارہ ۱۵)

(ترجمہ:- اور کہدو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے۔ مان لے۔ اور جو چاہے انکار کر دے۔

چار چیزیں

مذکورۃ الصدر آیات میں سے چار چیزیں برآمد ہوتی ہیں

(۱) انسان کو اس کی محنت کا پھل ملتا ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے انسان کو نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی استعداد دی ہوئی ہے۔

(۳) کسی کو اسلام لانے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔

(۴) جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر اختیار کرے۔

ایک ہی قاعدہ

برادران اسلام! کوئی کام بھی ہو خواہ دین کا ہو یا دنیا کا سب کے لئے ایک ہی قاعدہ کلیہ ہے۔ جو شخص اپنے کام میں پوری کوشش کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی۔ اور وہ کامیاب ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ نے دینداروں کو دین کے کاموں میں اور دنیاداروں کو دنیا کے کاموں میں امداد دینے کا اعلان فرمایا ہوا ہے شہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو:-

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝) (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵)

(ترجمہ:- ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں۔ ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔

سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالنا

میرے معزز بھائیو! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہ سلسلہ اسباب کے سوا کلمہ کُن سے بھی سارے نظام کو چلا سکتا ہے البتہ اس نے اپنی مرضی سے سلسلہ اسباب کے ساتھ اس نظام کو وابستہ کیا ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی طرح وہ چاہے۔ تو ہر جگہ کی مٹی سے آدمی پیدا کر سکتا ہے۔ مگر اب اس نے یہ نظام چلایا ہوا ہے۔ کہ انسان نکاح کر کے بیوی لائے۔ گھر بنائے اللہ تعالےٰ اس کی بیوی کے ذریعہ سے اولاد عطا فرمائے گا۔ یا مثلاً کاشت کار کاشت کاری کے تمام آلات کو کام میں لاتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اس کے ایک من زمین میں بیجے ہوئے بیج سے پچاس من پیدا کر دیتا ہے علیٰ ہذا القیاس

دین میں کامیابی کیلئے بھی یہی دستور ہے

برادران اسلام! عام طور پر مسلمان دنیا کے کاموں میں تو اسی قانون کا پابند ہے کہ ہاتھ پاؤں مارنے سے ہی کامیابی ہوگی۔ مگر دین میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے عموماً کامیابی حاصل کرنے کے ذرائع کو نظر انداز کر دیتا ہے مگر کامیابی کا خیال بلکہ یقین دل میں رکھتا ہے۔

چند مثالیں

۱

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) نماز قائم کرو۔ مسلمان نماز تو پڑھتا نہیں۔ اور خیال یہ کرتا ہے۔ کہ چونکہ میں مسلمان ہوں۔ اس لئے میں ہی بہشت میں جاؤں گا۔ دوزخ میں ہندو۔ سکھ۔ یہودی اور نصرانی ہی جائیں گے۔

۲

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) اے مسلمانو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے مسلمان روزہ تو رکھتا نہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں۔ اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا۔ اور دوزخ میں ہندو۔ سکھ۔ عیسائی اور یہودی ہی جائیں گے۔

۳

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اٰتُوا الزَّكٰوةَ) اے مسلمانو زکوٰۃ دو۔ اب مسلمان زکوٰۃ تو دیتا نہیں۔ اور خیال یہ کرتا ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں۔ اس لئے میں بہشت میں جاؤں گا۔ اور ہندو۔ سکھ۔ نصرانی اور یہودی دوزخ میں جائیں گے۔

۴

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) سورۃ آل عمران رکوع ۱۰ پ ۴) (اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ باوجود حج فرض ہونے کے حج تو کرتے نہیں۔ اور عقیدہ یہ ہے کہ ہم تو بہشت ہی میں جائیں گے۔ اور ہندو سکھ یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے۔

۵

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵

(ترجمہ:- اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے ✦

آجکل کے زانی مسلمان کا بھی عموماً یہ خیال ہے چونکہ میں مسلمان ہوں۔ اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا۔ اور ہندو۔ سکھ۔ یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے۔

تقسیم میراث میں شریعت کے منکر اور رواج کے پابند

۶

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں۔ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے۔ اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو۔ تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں ✦

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بعض آدمی ایسے ہیں۔ جو اپنے اندر ایمان اور اسلام کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد ایک گروہ ان میں سے پھر جاتا ہے۔ اور وہ لوگ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے حق یہ فیصلہ کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی عدالت کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہاں! اگر انہیں یہ یقین ہو۔ کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ تو پھر گردن جھکا کر آجاتے ہیں۔

اس رویہ کا نتیجہ

ان کے اس رویہ کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں۔ شریعت کے دروازے

پر تب آتے ہیں جبکہ ان کی غرض پوری ہوتی ہو۔ لہٰذا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں۔

محمڈن لاء سے انکار اور رواج کے پابند

لوگ اسی زد میں آتے ہیں۔ انگریز کے وقت میں صوبہ پنجاب کے اکثر زمیندار اور شہری صاحب جائداد بھی بکثرت اس مرض کے مریض تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

اس کا نتیجہ

شریعت محمدیہ سے انکار کرنے کے باعث جب ان میں ایمان نہیں رہا۔ تو پھر اگرچہ وہ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں حج کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ ان کی کوئی نیکی نہ قبول ہوگی۔ نہ نجات اُخروی کا ذریعہ بنے گی۔

دعوت توبہ

پاکستان بننے کے بعد اب بھی جو لوگ اس خیال کے ہیں انھیں اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور شریعۃ محمدیہ کے سامنے ہر وقت سر جھکائے رکھنا چاہیئے۔ اور شریعت جو فیصلہ کرے۔ اسے صدق دل سے مان لینا چاہیئے۔ اس جذبہ کے سوا ایمان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

یہودیوں کی سرکشی اور اس کا نتیجہ

مسلمانوں کی جس سرکشی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور قرآن کے حکم کی تعمیل کرنے سے کتراتے ہیں یہی سرکشی یہودیوں میں بھی تھی۔ ارشاد ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کو بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قرآن مجید پر رواج کو ترجیح

دینے والوں کے لئے اس آیت میں عبرت ہے۔ جس طرح یہودی توراۃ کو کتاب الٰہی مان کر اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ انھیں گدھے اور ظالم کا لقب دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو مسلمان قرآن مجید پر ایمان لاکر پھر عملاً اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا انھیں گدھے اور ظالم نہیں کہا جائے گا۔

عذاب الٰہی سے بچنے کا نظام الاوقات (پروگرام)

۱

حقوق اللہ کا ادا کرنا

(عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ اطلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یُرٰی علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا) الحدیث۔

ترجمہ:۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ اس وقت میں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ہم پر ایک شخص ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا نہایت سیاہ بالوں والا۔ اس پر سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ ہم میں سے اُسے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے آپ کے دونوں گھٹنوں سے ملا دیئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیں۔ اور کہا اے محمدؐ۔ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بیشک محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور بیت (اللہ) کا حج کرے۔ اگر تمہیں وہاں پہنچنے کی توفیق ہو۔ اس نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا ✦ دراصل یہ شخص جبرئیل تھا۔

مسلمانوں کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر سچا مسلمان بننا چاہتا ہے۔ تو کلمہ توحید کا دل سے اقرار کرے اور اسلام کے چار رکنوں کی پوری پابندی کرے۔

۲

حقوق العباد کا ادا کرنا

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار (رواہ مسلم ص۳۲۴)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کیا۔ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم اور نہ کوئی سامان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بے شک میری امت میں سے مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا اور ایسے حال میں آئے گا۔ اس کو تو گالیاں دی تھیں۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی۔ اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ قبل اس کے کہ پورے کئے جائیں۔ وہ حق جو اس کے ذمہ تھے۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے۔ پھر وہ اس (ظالم) پر ڈال دیئے جائیں گے پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی مسلمان کے ذمہ ایک لازمی چیز ہے جب تک وہ حقوق ادا نہ ہوں۔ اس وقت تک اس سے نہ خدا راضی ہوگا۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکے گا۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خطبہ یوم الجمعۃ ۹ شعبان ۱۳۷۵ھ - ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء

شبِ براءۃ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

(ا) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شبِ براءۃ کہتے ہیں - اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں ؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں - یعنی دن کو حلوا پوری - رات کو چراغاں اور آتشبازی آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔

جواب حصہ اوّل

قرآن مجید میں شب براءۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے - قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے - جس میں بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ کا ذکر ہے - اور وہ آیت سورۃ دخان پارہ ۲۵ کی ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

(ترجمہ:- تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے بیشک ہم (انسانوں) کو ان کی غلط کاریوں سے ڈرانے والے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر معالم التنزیل - بیضاوی - جلالین) میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں - بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے لیلۃ القدر (جو رمضان شریف میں آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ شب براءۃ ہے۔

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی الاشعری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں - ومن قال انها لیلة النصف من شعبان لما روی عن عکرمة فقد بعد الصحة فان نص القرآن انها فی رمضان -

(ترجمہ:- اور جو شخص یہ کہے - کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے - پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص قویہ بتاتی ہے - کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔

ابن کثیر نے اپنے ذکر کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل آیتوں سے استشہاد کیا ہے - (شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر)

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو - صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں - لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے - صحیح بات یہ ہے اور علماء کرام اسی کے قائل ہیں - کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہرحال تحقیق یہی ہے - کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے - البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(ا) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فان اللہ تعالیٰ ینزل فیها لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا من کذا الا من کذا حتی یطلع الفجر

(رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ:- حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب شعبان کی پندرھویں رات ہو - پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو - کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے - پس فرماتا ہے - خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے - کہ اسے بخش دوں - خبردار کوئی رزق لینے والا ہے - کہ اسے رزق دوں - خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے اسے چھڑا دوں - خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے - طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عن ابی موسیٰ الاشعری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرک او مشاحن

(رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ:- ابی موسیٰ الاشعری سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے - پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے)

(۳) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة فاذا هو بالبقیع فقال اکنت تخافین ان یحیف اللہ علیک ورسوله قلت یا رسول اللہ انی ظننت انک اتیت بعض نسائک فقال ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب

(رواہ الترمذی)

(ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے - انہوں نے فرمایا - کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا - پھر ناگہاں - وہ بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں پائے گئے - تب آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا - کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے - میں نے کہا - یا رسول اللہ - میں نے خیال کیا تھا - کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں - تب آپؐ نے فرمایا - تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے - اس روایت کو ترمذی سے روایت کیا ہے۔

(۴) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال هل تدرین ما فی هذه اللیلة یعنی لیلة النصف من شعبان قالت ما فیها یا رسول اللہ فقال فیها ان یکتب کل مولود بنی آدم فی هذه السنة وفیها ترفع اعمالهم وفیها تنزل ارزاقهم فقالت یا رسول اللہ ما من احد یدخل الجنة الا برحمة اللہ تعالیٰ فقال ما من احد یدخل الجنة الا برحمة اللہ تعالیٰ ثلثا قلت ولا انت یا رسول اللہ فوضع یده علی هامته فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منه برحمته یقولها ثلث مرات

(رواہ البیہقی فی الاعوات الکبیر)

(ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں - آپ نے فرمایا - تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے - حضرت عائشہ نے عرض کی - یا رسول اللہ اس رات میں کیا ہے - آپ نے

فرمایا - جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے - اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں اُن کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں - اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں - تب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا - کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا جنت میں داخل ہو - پھر آپؐ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے تین دفعہ آپ نے یہ جملہ فرمایا - میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا جنت میں نہیں جا سکیں گے - پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا - اور میں بھی نہیں جا سکوں گا - مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا -

برادران اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ مع ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں - ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں - تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں - چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں - مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آچکی ہے وہی دوسری حدیث میں ہوگی - تو اس کو اختصار کا شمار نہیں کیا جائے گا

پہلی حدیث شریف کے مطالب

(۱) اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو (۲) شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو (۳) اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالےٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے -
(۴) اس رات کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں "کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں (۵) کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں (۶) کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اسے نجات دے دوں - علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو اس کی وہ حاجت پوری کر دوں -

دوسری حدیث شریف کے مطالب

(۸) شب براءۃ میں اللہ تعالےٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے -
(۹) مگر مشرک (جو اللہ تعالےٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا (۱۰) مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا -

تیسری حدیث شریف کے مطالب

(۱۱) شب براءۃ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصہ شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے -
(۱۲) اس رات کو اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

(۱۳) اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے -
(۱۴) اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے
(۱۵) اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں -
(۱۶) اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے - یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر موکل ہیں ان کے سپرد کیا جاتا ہے
(۱۷) کوئی آدمی بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا -

جواب حصہ دوم

شب براءۃ سے پہلے دن کو حلوا پکی اور رات کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے -
قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا - وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشا کی صورت دے دیتے تھے - چنانچہ سورہ انعام رکوع ۸ میں ہے (وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

(ترجمہ:- اور چھوڑ دو - ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر - تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو ایسے نفس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا - اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا - تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے - ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے - کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے -

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق :-

پہلا وعید

جو بے دین دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنالیں - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے - خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو - جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائمقام بنا رکھی ہیں - خدا تعالےٰ سے ڈرو - اور ان لغویات کو چھوڑ دو - ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں - جب اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا - تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی - اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کرو گے - اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے - اور کس کی جنت میں ٹھکانا مل سکے گا -

دوسرا وعید

(وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵

(ترجمہ:- اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو - بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں - اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے -

اللہ سے ڈرو

برادران اسلام! اللہ سے ڈرو - اور غور کرو - کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے - بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی اور اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہیں -

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی حرکتوں سے بچائے جن سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو جائیں -
وما علینا الا البلاغ المبین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۶ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء

اسلام میں اخلاق حمیدہ کی اہمیت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث شیرانوالہ لاہور

(وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) سورۃ القلم رکوع ۱ پ ۲۹

(ترجمہ:- بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں)

اللہ تعالےٰ کی محبت حضور انور کی تابعداری سے حاصل ہوتی ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)

سورۃ آل عمران رکوع ۴ پ ۳

ترجمہ:- کہدو- اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو- تاکہ تم سے اللہ محبت کرے- اور تمہارے گناہ بخشے- اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے-

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں- یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعوے کرے- تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے- نہ جس طرح اپنا جی چاہے- اور اسی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے اور اللہ بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو- اور گناہ پر نہ پکڑے الخ

صاحب خلق عظیم کی تابعداری

برادران اسلام- صاحب خلق عظیم نے اخلاق حمیدہ کی جو تعلیم ہمیں دی ہے- ہمارا فرض ہے کہ اس تعلیم کو اپنائیں- اور اسے عملی جامہ پہنائیں- تاکہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں-

سب سے عمدہ اخلاق والا سب سے زیادہ محبوب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا

(رواہ البخاری) باب حسن الخلق مشکوٰۃ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک تم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب تم میں سے بہترین اخلاق والا ہے-

سب سے برگزیدہ بہترین اخلاق والا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا-

(متفق علیہ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے برگزیدوں میں سے وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے-

حضور انور کی بعثت عمدہ اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے ہے

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

(ترجمہ) مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے)

انسان کا امتیاز اخلاق حمیدہ ہی سے ہوتا ہے

برادران اسلام- اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان بھی دراصل ایک حیوان ہی ہے- البتہ باقی حیوانات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز اخلاق حمیدہ ہی تو ہے اگر اس صورۃ انسانیہ کے اندر وہ اخلاق نہ ہوں- تو پھر باقی حیوانات اور انسان میں کیا فرق ہے- کیا دو ٹانگوں والا ہونے کے لحاظ سے اسے وہ شرف حاصل ہے- ہرگز نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر وہ صفات حمیدہ نہ پائی جائیں تو یہ دوسرے حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے- ارشاد الٰہی ہے :-

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ- ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ) (سورۃ التین پ ۳۰)

(ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے- پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے- سب سے نیچے پھینکے جانے والے وہی ہیں جو اخلاقی لحاظ سے گر چکے ہیں-

قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری اخلاق ہی ہونگے

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- ابی الدرداء سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں- آپ نے فرمایا بیشک سب سے بھاری چیز جو مومن کی میزان میں قیامت کے دن رکھی جائے گی- اچھا خلق ہوگا- اور بے شک اللہ ہر بے حیا بدزبان سے بغض رکھتا ہے) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بے حیا اور بدزبان بدخلق ہے اللّٰھم لا تجعلنا منھم

با اخلاق شب بیدار دن کو روزہ دار کا درجہ پاتا ہے

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

(رواہ احمد والترمذی والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ذر سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے فرمایا- جہاں کہیں بھی تو ہے اللہ سے ڈر- اور گناہ کے بعد نیکی کر- وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی- اور لوگوں سے اچھے خلق سے پیش آ)- برادران اسلام آپ نے دیکھ لیا کہ دربار نبوی سے مسلمان کو حکم دیا جا رہا ہے- کہ لوگوں سے اچھے خلق سے معاملہ کرو-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْاِيْمَانِ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (رواہ ابوداؤد والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- ایمان کے لحاظ سے سب سے بڑا کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو خلق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو-

برادران اسلام- اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جب تک انسان کے اخلاق نہ سنوریں اس وقت تک انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا-

احسان فراموشی بداخلاقی ہے

بداخلاقی کی بہت سی قسمیں ہیں- جن میں سے ایک قسم اپنے محسن کی احسان فراموشی ہے- ہر عقلمند کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے- اس قاعدہ کی بناء پر محسنوں کے تمام نمبر ہوں گے- جس محسن کے احسانات زیادہ ہوں گے-

اسی قدر اس کی احسان فراموشی بڑا جرم ہوگا۔ مثلاً بعض دوست بھی محسن ہوتے ہیں۔ ان محسنوں کی احسان فراموشی کر کے مخالفت کرنا جرم ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے مقابلہ میں دوستوں کے احسانات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا پہلے شخص سے زیادہ احسان فراموش اور مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ مثلاً مٹی سے لے کر ماں کے پیٹ میں انسان کا مکمل ڈھانچہ بنا کر اس میں روح پھونک کر ماں کے پیٹ سے باہر لانا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کرنا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا انسانوں پر احسان عظیم ہے اور رحمۃ للعالمین کے وجود مسعود میں بے شمار کمالات کا پایا جانا اور انسانوں کے لئے آپ کو نمونہ بنانا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے احسانات کی فراموشی کر کے اس کی نافرمانی کرنا اتنا بڑا شدید جرم ہے کہ جس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔

مشرک اور کافر سب سے بڑے بداخلاق اور ظالم ہیں۔

اسی لئے حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (سورہ لقمٰن رکوع ۲ پ ۲۱)

(ترجمہ: اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک شرک کرنا بڑا بھاری جرم ہے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ پ ۳)

(ترجمہ:۔ اور کافر ہی ظالم ہیں)

یہ کیوں؟

اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

(ترجمہ:۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے)

شرک اور کفر کیا چیز ہے؟

انسان کا جو تعلق اللہ تعالےٰ ہی سے ہونا چاہیئے تھا۔ اس کا تعلق غیر اللہ سے رکھے تو شرک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے تو کفر لازم آتا ہے۔

رحمۃ للعالمین اور صحابہ کرام کی مخالفت بداخلاقی ہے اور اس کی سزا

(وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (۵)

(سورۃ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵)

(ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

حاصل

اس آیت کا یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کرام رضؓ کی مخالفت اتنی بڑی بداخلاقی ہے کہ اس کی سزا دوزخ کا داخلہ ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

یتامیٰ کا مال ناحق کھانا بداخلاقی ہے اور اسکی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (۱۰)

(سورۃ النساء رکوع ۱ پارہ ۴)

(ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

مثلاً

جو لوگ بڑھ کے دن ایک میت کو دفن کر کے آتے ہیں۔ اور دوسرے دن جمعرات کی شام کو اسی میت کے مال میں سے ختم کے نام سے روٹیاں کھانے کے لئے آجاتے ہیں۔ حالانکہ اب وہ مال میت کا نہیں رہا بلکہ ورثاء کا ہے۔ جن میں نابالغ بچے بھی ہیں۔ اور نابالغ بچوں کا مال کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر اولاد میں سے کوئی بالغ بیٹا یا بیٹی اپنے ذاتی مال میں سے یا میت کا بھائی اپنے مال میں سے یا میت کا باپ اپنے مال میں سے میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات کرے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

زنا بداخلاقی ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے)

شراب پینا اور جوا کھیلنا بداخلاقی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

ماپ اور تول میں کمی کرنا بداخلاقی ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ (سورہ التطفیف پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔)

بیاج کھانا بداخلاقی ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ (سورۃ البقرۃ پارہ ۳ رکوع ۳۸)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

یہ بداخلاقیاں

جن بداخلاقیوں کا اپنے خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ آجکل کے دور میں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں میرا فرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو متنبہ کروں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان سے باز آئیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرے کسی بندے نے ہمیں دنیا میں ان بداخلاقیوں پر متنبہ نہیں کیا تھا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

دعاء

اللہ تعالےٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو ان بداخلاقیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین! یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ شعبان ۱۳۷۵ھ - ۶ اپریل ۱۹۵۶ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض

خصوصیات کا ذکر

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! خصوصیات جمع کا لفظ ہے۔ اس کا واحد خصوصیت ہے۔ خصوصیت وہ چیز ہوتی ہے جو اس کے سوا اور کہیں نہ پائی جائے مثلاً مشک کا خاصہ مشکینی ہے۔ یہ مشکینی مشک اور عنبر میں بھی نہیں پائی جاتی۔ یا مثلاً آنکھ کا خاصہ دیکھنا ہے۔ یہ چیز سوائے آنکھ کے وجود کے اور کسی حصہ میں نہیں پائی جاتی اسی قاعدہ کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار خصوصیات میں سے چند خصوصیات مختصر طور پر آج کے خطبہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

آپ خاتم النبیین ہیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے یہ لقب فقط ہمارے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو عطا ہوا ہے۔ اس اعلان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں آئے گا۔

قرآن مجید کی شہادت

(مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝) سورۃ الاحزاب رکوع ۵ پ ۲۲

ترجمہ:- محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کا رسول ہے۔ اور سب نبیوں پر مہر ہے۔ اور اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

تھیلی یا مکان میں کوئی چیز مہر کے بعد اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ آپ کو یاد ہوگا۔ تقسیم ملک کے وقت جن مکانوں پر حکومت پاکستان کی مہر لگ جاتی تھی۔ پھر اس کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور جو شخص مہر توڑ کر اندر جاتا۔ وہ مجرم ہو جاتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس قصر نبوت پر حضور انور کا وجود بمنزلہ مہر کے ہے۔

حدیث شریف کی شہادت (نمبر ۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ أُحْسِنَ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (متفق علیہ)

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری مثال اور دوسرے سب انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جسے خوب بنایا گیا تھا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ دیکھنے والے آتے تھے۔ مکان کی عمدگی اور اس خالی جگہ کے متعلق تعجب ظاہر کرتے تھے۔ اب میں ہوں جس نے اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے میرے ذریعہ ہی سے عمارت ختم ہوئی اور میری وجہ ہی سے رسول ختم کئے گئے اور وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں سب انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔

معمولی عقل والا

ہر معمولی عقل والا انسان بھی اس حدیث شریف سے یہی سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حدیث شریف نمبر ۲

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ:- جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے۔ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں اللہ نے میرے ذریعہ سے کفر کو محو کر دیا۔ میں حاشر ہوں۔ کہ لوگ قیامت کو میرے بعد اٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی اور نہ ہو۔

نمبر ۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے سب انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت ہے (۱) مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے (۲) مجھے رعب سے مدد دی گئی (۳) مال غنیمت ہم پر حلال کیا گیا (۴) روئے زمین کو ہمارے لئے مسجد اور سبب طہارۃ بنایا گیا (۵) مجھے تمام مخلوقات کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) میری ذات پر انبیاء کا خاتمہ ہو گیا۔

نتیجہ

بالکل صاف اور ظاہر ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضور انور کی خصوصیتیں

(۱) مذکورۃ الصدر حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶ خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی خصوصیت

آپ کو جوامع الکلم دی گئی ہیں۔ جوامع الکلم آپ کے وہ ارشادات ہیں۔ جن کے الفاظ تو مختصر ہیں مگر مطالب کے لحاظ سے وہ دریا در کوزہ بند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اگر ان مختصر الفاظ پر عمل کیا جائے تو ایک ہی ارشاد پر عمل کرنے سے انسان کی دنیا اور آخرۃ دونوں سنور جاتی ہیں۔

مثال ۱

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى (رواہ احمد والبیہقی)

ترجمہ:- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی دنیا کو محبوب بنایا اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا۔ اور جس نے اپنی آخرت کو محبوب بنایا اپنی

دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ پھر تم اس کو ترجیح دو جو باقی رہے گی (یعنی آخرت) اس پر جو فنا ہو جائے گی۔

مثال ۲

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ بِخَیْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَہٗ بِتَقْوٰی (رواہ احمد)

ترجمہ:- ابی ذرؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ بے شک تو کسی سرخ اور سیاہ سے بہتر نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تو اس سے پرہیزگاری میں بڑھ جائے۔

دوسری خصوصیت

دشمنوں کے دلوں میں آپ کا ڈر ڈال دیا گیا ہے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے۔ کہ ایک مہینہ کی مسافت پر بھی رہنے والے دشمن آپ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

تیسری خصوصیت

آپ کے لئے غنیمتوں کے مال حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جب دشمن پر فتح پاتے تو جو مال غنیمت ہوتا۔ وہ اکٹھا کر کے رکھ دیا جاتا۔ آسمان سے آگ آتی اور وہ اسے جلا دیتی۔

چوتھی خصوصیت

آپ کی شریعت میں مسلمان ساری زمین پر جہاں چاہے نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور پانی نہ ہو۔ تو پاک زمین پر تیمم کر سکتا ہے

پانچویں خصوصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر پیغمبر فقط اپنی اپنی قوم کے لئے ہادی ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ایک ہی وقت میں متعدد انبیاء دنیا میں موجود ہوتے تھے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ایک ہی وقت میں موجود ہیں یا مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ہی وقت میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر موسےٰ علیہ السلام بھی آپ کے زمانہ میں ہوتے۔ تو انھیں بھی آپ کی تابعداری کے سوا چارہ نہ تھا۔

چھٹی خصوصیت

آپ کی تشریف آوری پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

ساتویں خصوصیت

آپ رحمۃ للعالمین ہیں

رب العالمین نے سید المرسلین خاتم النبیین کو رحمۃ للعالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس طرح رب العالمین کی ربوبیت سے کوئی چیز بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تفہیمات سب کے لئے اور سب کے فائدے کے لئے ہیں۔ اور کوئی شخص بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ کے فیض سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی قومیں غور کریں کہ حضورؐ کی نبوت کے بعد کیونکر انہوں نے حضورؐ کی تعلیمات کا اقتباس بالواسطہ یا بلاواسطہ طریق سے کیا ہے۔ بقول شاعر

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

مثلاً

اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے شراب کو حرام قرار دیا تھا۔ اور انگلینڈ اور امریکہ میں ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شراب کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ ۱۹۱۴ء کی جنگ سے پہلے ایک جرمن عالم برن ہارڈی نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ آئندہ جنگ میں وہی قوم جیتے گی جس کے نوجوانوں کی ہڈیاں شراب نے کھوکھلی نہ کر دی ہوں گی۔

(۲) اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے نکاح بیوگان کو جائز قرار دیا تھا۔ مگر ہندو قوم نے لاکھوں بیوہ عورتوں کو اپنے ہاتھوں سے آگ میں جلانے کے بعد انگریز کے ہندوستان کے آخری دور میں نکاح بیوگان کا قانون بنوایا تھا۔

یہ کیوں؟

قرآن مجید کے قوانین میں آج تک تبدیلی کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ مگر دوسری بڑی بڑی قومیں صدیوں ٹھوکریں کھا کر بالآخر قرآن مجید کے قانون کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ کیوں

صحیح جواب

اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ انسان کی تمام ضروریات کا علم اور ان کا ایسا حل جو کبھی بھی انسان کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ وہ فقط اللہ تعالےٰ ہی تجویز فرما سکتا ہے۔ اور آج سطح دنیا پر قرآن مجید کے سوا اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ کوئی کتاب بھی باقی نہیں رہی۔ اس لئے اگرچہ مندر اور مٹ دھرمی سے پہلے غیر مسلم قومیں قرآن مجید کے تجویز کردہ حل کو نہیں مانتیں۔ لیکن بالآخر صدیوں کی ٹھوکروں کے بعد پھر قرآن مجید ہی کے تجویز کردہ حل کو انہیں ماننا پڑتا ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں مساوات

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس کی نگاہ میں رومی۔ یونانی مصری سوڈانی سب مساوی ہیں۔ جس کے دربار میں مدعم سوڈانی۔ بلال حبشی۔ فیروز خراسانی۔ سلمان فارسی صہیب رومی۔ اثامہ نجدی اور مری طائی پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں۔ جہاں حنبل کا بادشاہ اکیلا نہیں بلکہ عمان کا حکمران جیفران آل جمیر کا مدعی الوہیت فدا لکلاع اور ملک یمن کا بڑے کاہن ضماد غلامان بارگاہ سے بہت پیچھے صف نعال میں خرم و شادماں موجود ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں صنف نازک کی حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے دیکھا کہ کہیں تو عورت کو اناج۔ غلہ۔ روپیہ پیسہ کی طرح دان (خیرات) میں دیا جاتا ہے (ہندو مت) اور کہیں عورت کو بے روح بتایا جاتا ہے۔ یا کبھی عورت کو مجسم شیطان تعبیر کیا جاتا ہے (سترھویں صدی سے پہلے کی عیسوی) کہیں اسے صرف اغراض شہوانی کا آلہ کار قرار دیا جاتا ہے (یہودیت) اور کہیں بے جان زمین کی طرح اسے مردوں کا لکڑ کوب ہونا تجویز کیا ہے (ایران کے مزدکیہ و مانویہ) اور ان جملہ حالات میں اس کی شخصیت۔ ذہنیت اور حقوق کا ذرہ بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا گیا۔ ان جملہ معائب کو دور کرنے کے لئے یہ حکم سناتا ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ الآیۃ

ترجمہ:- جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں۔

صنف نازک کی مزید حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جس نے عرب کے اس رواج کو توڑا۔ کہ میت کا ورثہ خاندان کے صرف ان لوگوں کو ملے گا۔ جو تلوار و نیزہ اٹھا سکتے ہوں۔ عورت اور معصوم بچے بیٹی۔ بہن کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ وہ ایک عورت کو باپ کی جائداد سے بوجہ بیٹی ہونے کے بھائی کی جائداد سے بوجہ بہن ہونے کے شوہر کی جائداد سے بوجہ زوجہ ہونے کے اور اولاد کی جائداد سے بوجہ والدہ ہونے کے متعدد حصے دلاتا ہے۔ اور حضور کے تعلیم کردہ قانون توریث کو اصولاً بہت ہی غیر مسلم قوموں نے بھی لے لیا ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں غلاموں کی حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جس نے غلامی کے نقائص دور کرنے کی تدابیر کیں۔ غلاموں کو برابر کا کھلانا۔ برابر کا پہنانا۔ ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام نہ لینا فرض ٹھیرایا۔ اور اس طرح پر غلاموں کو خاندان کا ایک جزو یا ممبر بنا دیا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے مکاتب غلام کو چندہ دینے کا حکم سب کو دیا۔ حتیٰ کہ وہ آقا بھی چندہ دے جس کی غلامی سے اس نے آزاد ہونا ہے۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جس نے اسلامی سلطنت کی آمدنی صدقات میں سے ۱/۸ حصہ خزانہ میں غلامی کے چھڑانے کے لئے مقرر فرمایا۔ وَفِي الرِّقَابِ (سورۃ التوبۃ)

صدقہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو (ضرورت مندوں پر) خرچ کر، میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۵۲۵۳)

کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا کہ کون سا اسلام (اسلام کا کون سا عمل) سب سے بہتر ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو اور جسے نہ جانتے ہو، سب کو سلام کرو۔ (صحیح بخاری: ۱۲)

رحمۃ للعالمین وہ ہے۔ جس نے آقاؤں کو عتاق من النار کا ذریعہ آزادی غلام بنایا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے آزاد کو آقا کے برابر حقوق عطا فرما کر آقا کو غلام کا مولیٰ اور غلام کو آقا کا مولیٰ ٹھہرایا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے آزادیٔ غلام کے بعد بھی آقا و غلام میں ایک ایسی نسبت ایک ایسا علاقہ پیدا کر دیا۔ جو صرف خون کے رشتہ میں ہوتا ہے۔ یعنی آقا کے لاوارث ہونے پر غلام کو اور غلام کے لاوارث ہونے پر آقا کو اس کا وارث ٹھہرایا۔

رحمۃ للعالمین کے دربار میں انسانیت کا مفہوم

رحمۃ للعالمین وُہ ہے جو انسانیت کے درجۂ رفیع کو نہ تو زر و دولت کے لباس میں دیکھتا ہے اور نہ فقر و تہیدستی کے وقت اس کی نفی فرماتا ہے۔ بلکہ انسانیت کا مدار اور ابن آدم کہلانے کا استحقاق وہ صرف ایمان اور علم پر مبنی کرتا ہے۔

حضور انورؐ حیوانات کیلئے بھی رحمت ہیں

طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلی بن مرہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بہ نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی۔ اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے ہاں ایک تقریب ہے تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے اونٹ کے مالکوں سے سرگزشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

مسلمانوں پر فرض

جب ہم مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کے دعویدار ہیں۔ تو ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم میں مساوات کی روح۔ انسانیت کا صحیح مفہوم۔ بیکسوں کی حمایت۔ حتیٰ کہ حیوانات کے ساتھ بھی رحمدلی کا سلوک ہو۔ تاکہ آپ کی سچی امت کے زمرہ میں شامل ہو کر قیامت کے دن حضور انورؐ کے سامنے سرخرو ہو جائیں اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔ وجعل آخر ما خیر من الاولیٰ

دعائے خیر:۔ میں نے آج کے مضمون میں قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری کی رحمۃ للعالمین سے اقتباسات دیئے ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کی تصانیف کو آئندہ نسلوں کیلئے مشعل راہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ :- یکم رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی خصوصیات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

پہلی

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ آج سطح دنیا پر کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جس میں یہ اعلان ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

شہادت

(هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ)

الآیۃ - سورۃ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

(ترجمہ:- وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں)

دوسری

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید سے پہلے اور بھی کتابیں نازل فرمائی تھیں۔ مثلاً توراۃ۔ انجیل، زبور وغیرہ مگر سوائے قرآن مجید کے اور کسی کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کی ذمہ داری کے باعث ہی قرآن مجید آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

شہادت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

(ترجمہ:- ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں)

تیسری

ہر پیغمبر اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتا تھا اس لئے اس وقت کی آسمانی کتاب میں بھی اسی قوم کی عادات و اطوار۔ رسم و رواج کو پیش نظر رکھا جاتا تھا۔ تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے۔ مگر قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اس لئے اس میں تمام اقوام عالم کے عقائد اعمال۔ عادات و اطوار کو مدنظر رکھ کر احکام دئے گئے ہیں۔

شہادت

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ)

سورۃ السبا رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ:- اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

چوتھی

قرآن مجید کے قوانین اٹل اور ناقابل ترمیم و تنسیخ ہیں۔

شہادت

(وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا)

سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸)

(ترجمہ:- اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں)

نتیجہ

اسی اعلان خداوندی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج تک قرآن مجید کے کسی فیصلہ پر ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی بمقابلہ اس کے کئی مرتبہ یہ نظارہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء بڑی سوچ و بچار کے بعد ایک قانون بناتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد اس کے نقائص مجبور کرتے ہیں۔ کہ اس میں ترمیم کی جائے۔ مثلاً ہندوؤں کا نکاح بیوہ میں ترمیم کرنا۔ اور یورپ کا ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شراب کو ممنوع قرار دینا۔ اور ہٹلر (جرمنی) کا ڈکٹیٹر) کا حکم کہ عورتوں کو دفتروں سے ہٹا کر گھروں میں واپس کرنا وغیرہ)

پانچویں

آج سطح دنیا پر خدا کی جانب سے کوئی کتاب سوائے قرآن مجید کے حلال اور حرام میں تمیز کرنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) الآیۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پ ۳)

(ترجمہ:- جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دئے ہیں۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

چھٹی

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب جسمانی عبادت کا نظام الاوقات (پروگرام) بتلانے والی موجود نہیں ہے۔

شہادت

(وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ)

(سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲

ترجمہ:- اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے)

ساتویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب مالی عبادت کا نظام الاوقات بتلانے والی نہیں ہے

شہادت

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ) الآیۃ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پ ۱۱

(ترجمہ:- ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے۔ کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور ان کے باطن کو صاف کر دے۔ اور انہیں دعا دے۔

آٹھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون اخلاق پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

(ترجمہ:- اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے

کو طعنے نہ دو۔ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔ فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں۔ اور جو باز نہ آئیں۔ سو وہ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔ اور ٹوہ بھی نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

نویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون معاشرت پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

ا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) سورہ الحجرات ع ۲ پ ۲۶

ترجمہ:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے)

ب۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ○)

(سورۃ النساء رکوع ۱ پ ۴)

(ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو۔ جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے)

دسویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون اقتصادیات پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○)

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان ہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

(ب) (وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ○

(سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹)

(ترجمہ:۔ اللہ کے بندے وہ ہیں) جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے)

گیارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون جنگ پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ الایۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پ ۲)

(ترجمہ:۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

بارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ ایسے قانون پر روشنی ڈالنے والی نہیں کہ مفتوح قوم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر وہ غیر مسلم رہنا چاہیں تو ان کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے اور اگر مسلمان ہو جائیں تو ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک ہونا چاہیے۔

شہادت

اگر دشمن ہار کر صلح کے لئے آمادہ ہو جائے تو مسلمانوں کو اس سے صلح کر لینی چاہیے۔

(وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورہ انفعال رکوع ۸ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(ب) مفتوح قوم کو جبراً مسلمان نہیں کیا جائے گا۔

(لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ) الایۃ۔ سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پ ۳

(ترجمہ:۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

(ج) حکومت اسلامیہ کی طرف سے ان کی جان اور مال اور عزت کی حفاظت کے صلہ میں ایک ٹیکس ان سے وصول کیا جائے گا۔ جسے اسلامی اصطلاح میں جزیہ کہا جائے گا۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (سورۃ التوبہ رکوع ۴ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

تیرھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جو یہ بتلائے کہ جو عورتیں کافروں کے ملک سے خود بھاگ کر دارالاسلام میں آجائیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

شہادت

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَا ھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَا ھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ وَاٰتُوْھُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ذٰلِکُمْ حُکْمُ اللّٰہِ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (سورہ الممتحنہ پارہ ۲۸ ع ۲

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو اُن کی جانچ کر لو۔ اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پس اگر تم انہیں مومن معلوم کر لو۔ تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ یہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں۔ اور ان کفار کو دے دو۔ جو انہوں نے خرچ کیا۔ اور تم پر گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو اور کافر عورتوں کے ناموس

(باقی صفحہ پر)

ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا بہتر ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! اپنی ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا تیرے لیے بہتر ہے اگر تو اس کو روک لے گا تو تیرے لیے برا ہو گا۔ اور دینے کی ابتداء اپنے اہل و عیال سے کر۔ اور اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۰۳۶)

بقیہ خطبہ

(صفحہ ۹ سے آگے)

کو قبضہ میں نہ رکھو۔ اور جو تم نے ان عورتوں پر خرچ کیا تھا۔ مانگ لو۔ اور جو انہوں نے خرچ کیا۔ وہ مانگ لیں۔ اللہ کا یہی حکم ہے۔ جو تمہارے لئے صادر فرمایا۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے)

چودھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ جو یہ بتلائے۔ کہ اگر میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے تو مسلمان نماز کس طرح ادا کریں

شہادت:

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۵ پ ۵)

(ترجمہ:۔ اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کرتی ہے اُن میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لے لیں پھر جب یہ سجدہ کریں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آوے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ تاکہ تم پر ایک بارگی ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں (اور تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدقہ کی قدردانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اللہ صرف پاک کمائی کو قبول کرتا ہے۔ پھر اس کو خیرات کرنے والے کے لیے پالتا رہتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ خیرات پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ :- ۸ رمضان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء

مرحبا اے ماہِ رمضاں مرحبا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

(الآیۃ سورۃ البقر رکوع ۲۳ پارہ ۲)

(ترجمہ :- وہ مہینہ رمضان ہی کا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے)

رمضان شریف کے فضائل :-

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات حاصل کرنے کا پروگرام اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا ہے اللہ تعالےٰ نے اسی مہینہ کو یہ شرف بخشا ہے

(۲) اس مہینہ کی جس رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے نازل ہوا ہے۔ اس رات کو مبارک رات کا لقب دیا گیا ہے۔

(۳) اس مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو نوافل میں پڑھ کر امت کے لئے ایک سنت قائم فرمائی ہے۔ جسے مسلمان آج تک نباہتے آئے ہیں۔ کہ رمضان شریف کی راتوں میں تراویح میں مسلمان قرآن مجید سنتے آئے ہیں۔ اور قیامت تک سنتے رہیں گے۔

(۴) یہی وہ مہینہ ہے۔ جس کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (اس کے سب پہلے گناہ بخش دئے جائیں گے) دیا گیا ہے۔

(۵) یہی وہ مہینہ ہے جس کے دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جائیں گے) ہے۔

(۶) یہی وہ مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ) سورۃ القدر پارہ ۳۰ ترجمہ :- لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔

(۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (متفق علیہ)

(ترجمہ :- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

روزہ کے فضائل :-

(۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ - (متفق علیہ)

(ترجمہ :- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس میں فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

(ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن آدم کے ہر عمل کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ کیونکہ روزہ میرے لئے ہے کہ میں ہی اس کا بدلہ ہوں (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی خوشبودار ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو۔ تو نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے۔ اور نہ غل مچائے۔ پس اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے۔ پھر یہی کہے کہ میں تو روزہ دار آدمی ہوں۔

(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(ترجمہ :- عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن بندے کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روک رکھا تھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے رات کو اسے سونے سے منع کیا تھا۔ اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی

روزہ افطار کرانے کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ

شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! تحقیق تم پر عظمت والا مہینہ آپہنچا ہے۔ مبارک مہینہ۔ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس میں روزہ رکھنا فرض کیا ہے۔ اور اس کی رات کا قیام کرنا نفل ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں کوئی نیکی کا کام کرکے (اللہ کا) قرب حاصل کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں) فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں فرض ادا کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا۔ جس نے ستر فرض (رمضان کے مہینہ کے سوا) ادا کئے۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) ہمدردی کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص نے اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرایا۔ یہ روزہ افطار کرانا اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوگا۔ اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کرنے کا باعث ہوگا۔ اور روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے جیسا اجر ہوگا۔ سوائے اس کے کہ روزہ رکھنے والے کے اجر سے کچھ کم ہو۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم میں سے ہر ایک نہیں پاتا۔ وہ چیز جس سے کہ ہم روزہ دار کا روزہ افطار کرائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا جس نے روزہ دار کا روزہ لسی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر پلایا۔ اس کو اللہ میرے حوض سے اس طرح پلائیگا کہ پیاسا ہی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو اور وہ ایسا مہینہ ہے۔ اول اس کا رحمت ہے۔ اور اس کا درمیان بخشش ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جس شخص نے اس میں اپنے غلام سے (کام لینے میں) تخفیف کی۔ اللہ اسے بخش دے گا۔ اور اسے دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

روزہ دار کیلئے ضروری پرہیز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں۔ اور ایسی باتوں پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا چھوڑے اور اپنا پینا چھوڑے۔

حاصل

یہ ہے کہ روزہ دار کو چھوٹی باتیں اور بری باتیں مونہہ سے نہیں نکالنی چاہئیں۔ اور نہ ہی برے کام کرنے چاہئیں۔ ورنہ بارگاہ الٰہی میں اس کے روزے کی قیمت نہیں ہوگی۔

روزہ یاد نہ رہے اور کھا پی لے تو حرج نہیں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (متفق علیہ)

(ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا۔ پھر کھا لیا۔ یا پی لیا۔ پھر اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیئے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

روزہ دار کو مسواک کی اجازت ہے

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ:۔ عامرؓ بن ربیعہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ دیکھا ہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہا تحقیق حمزہؓ بن عمرو الاسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی (کیا) میں سفر میں روزہ رکھوں۔ اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو روزہ رکھو۔ اگر چاہو تو افطار کر لو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مسافر کو اختیار ہے۔ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اور چاہے تو نہ رکھے۔

روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (رواہ ابوداؤد)

(ترجمہ:۔ معاذ بن زہرہؓ سے روایت ہے، کہا۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو فرماتے۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا تھا۔ اور تیرے رزق پر افطار کیا ہے۔

سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ

(رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ)

(ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطار کریں گے۔ کیونکہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں۔

روزے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کے اندر دو چیزیں جمع کی ہوئی ہیں۔ جنہیں عام طور پر روح اور جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں ملکیۃ اور بہیمۃ کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جسم زمین کے اجزاء سے بنایا گیا ہے اور روح آسمان سے لاکر اس کے ڈھانچے میں ڈالی جاتی ہے۔ جب حسب ارشاد نبوی حمل کے بعد چار ماہ پورے ہو جاتے ہیں تو انسان کا ڈھانچہ ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ تب اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔ بہیمیۃ یہ چاہتی ہے کہ یہ جسم میری خدمت میں مصروف رہے۔ خوب محنت کر کے کمائے۔ اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے اور عمدہ سے عمدہ قیمتی کپڑے پہنائے۔ اور ملکیۃ یہ چاہتی ہے۔ کہ یہ ڈھانچہ دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شاغل رہے۔ کیونکہ ملکیۃ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرور اور لذت حاصل ہوتی ہے اس عالم ناسوت یعنی اس مادی جہان میں انسان نے چند روز زندہ رہ کر بالآخر عالم ملکوت یعنی ملکیۃ کے ملک میں جانا ہے۔ اور وہاں ابدالآباد کے لئے (باقی بر ۱۶)

مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا ہولناک انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کے مال کو قیامت کے دن آگ کے سانپ کی صورت میں بنا دیا جائے گا، پھر اس سے اس کی پیشانی کو داغا جائے گا۔ اور یہ اس دن ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ لوگوں کا حساب مکمل ہو جائے گا۔ (نسائی: ۱۱۵۵۷)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ سے آگے)

رہنا ہے۔ لہٰذا انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ بہیمیت کو ملکیت کے تابع ہو کر رہنے کا عادی بنایا جائے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ویسے بھی بہت سی برکتوں کا حامل ہے اسی مہینہ میں مسلمان سے روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ اس کی بہیمیت کمزور ہو۔ اور ملکیہ کی طاقت بڑھ جائے۔ اسی لئے روزہ دار کو کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے روک دیا جاتا ہے۔ اور رات کو علاوہ نماز عشاء کے تراویح کی نماز اس سے پڑھوائی جاتی ہے۔ تاکہ قرآن مجید جو رئیس الاذکار ہے وہ سرو قد ہو کر ہمہ تن گوش بن کر سنے۔ اور اس ریاضت سے ملکیہ کی طاقت میں جو کمی تھی۔ اس کا جبر نقصان ہو جائے۔ اور رمضان شریف کے بعد مسلمان اس چیز کو پیش نظر رکھے کہ ہمیشہ ملکیہ کی خواہشات کو بہیمیہ کی خواہشات پر ترجیح دے۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے انسان کی بہتری ہو جائیگی اور آخرت میں کامیاب ہو سکے گا۔ اور بندگان خدا کی اس ریاضت کی قدر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ہوگی

جس کا ذکر آپ رمضان شریف کے فضائل اور روزہ کے فضائل کے عنوانات میں سن چکے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

بقیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(صفحہ سے آگے)

(۱۳) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْزِلَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (مسلم)

ترجمہ:۔ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک عیسیٰ ابن مریمؑ نازل نہ ہوں گے۔

(۱۴) يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً

(ترجمہ:۔ عیسےٰؑ ابن مریمؑ نازل ہوں گے اور زمین پر چالیس سال تک ٹھہریں گے)

(۱۵) أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَإِنَّ عِيْسٰى يَأْتِي عَلَيْهِ آنِفًا

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں اور عیسیٰ جس کو تم بزعم خود خدا سمجھ رہے ہو اس کو موت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ رمضان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء

ماہِ رمضان کے متعلق ارشاداتِ نبوی ﷺ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۝

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(ترجمہ رمضان) وہ مہینہ ہے۔ جس کی ابتداء رحمۃ (الٰہی) کے نزول کا وقت ہے۔ اور اس کا درمیان مغفرۃ کا زمانہ ہے (جو رحمتِ الٰہی پر مرتب ہوگی۔ اور آخر اس کا دوزخ سے آزاد ہونے کا وقت ہے (یعنی وہ پورا اجر مل جانے کا وقت ہے)

تینوں چیزوں کے حصول کا ذریعہ

(وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ) سورۃ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ:- اور اللہ سے معافی مانگو۔ پھر اس کیطرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

برادرانِ اسلام! سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو فرمایا تھا۔ (فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝)

(سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

(ترجمہ:- پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار (مینہ) برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اے گنہگارو۔ تم اللہ تعالےٰ سے پہلے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو۔ وہ تمہیں گناہ بخش دیگا اور تمہارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا۔

یہی نسخہ

حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ سے پہلے اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی مانگو۔ اور گناہوں کی راہ سے لوٹ کر اللہ تعالےٰ کیطرف لوٹ آؤ تب تم پر اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کا نزول ہوگا۔

یہی دعوت

اپنے مسلمان بھائیوں کو وہی انبیاء علیہ السلام والی دعوت دیتا ہوں چونکہ رمضان مبارک رحمۃ مغفرۃ اور دوزخ سے آزادی کا مہینہ ہے۔ آؤ۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں اور گزشتہ غلط راستوں سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کیطرف منہ پھیریں کہ اے اللہ ہر معاملہ میں تیرا ہی حکم مانیں گے اور تیری ہی رضا کے ماتحت زندگی بسر کریں گے۔ اسلئے ہمیں اس مبارک مہینہ کی رحمۃ مغفرۃ اور دوزخ سے آزادی کا ٹکٹ ہمیں بھی عطا فرما

قانونِ الٰہی کے نقطہ نگاہ سے چند غلطیاں اور انکی اصلاح

۱

عقائد میں اصلاح

(۱) اے اللہ تیرے سوا اپنا حاجت روا اور مشکلکشا کسی کو خیال نہیں کریں گے۔

(۲) اے اللہ ہر نفع حاصل کرنے اور ہر تکلیف سے بچنے کے لئے فقط تیرے ہی دروازہ پر چل کر آئیں گے۔

(۳) اور فقط تیرے ہی سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔

(۴) اور جب تک کامیاب نہیں ہوں گے تیرے ہی دروازے پر ہاتھ پھیلاتے رہیں گے۔

(۵) اور جب کامیاب ہوں گے تو فقط تیرا ہی شکر بجا لائیں گے۔

عبادات کے متعلق اصلاح

اے اللہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے سلسلہ میں تیرے حکم کی تعمیل کا عہد کرتے ہیں۔

معاملات میں اصلاح

برادرانِ اسلام۔ اگر اس مہینہ کی برکات (رحمۃ مغفرۃ دوزخ سے آزادی) حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالےٰ سے عہد کریں۔ کہ آئندہ کسی مسلمان کا مال ناحق نہیں کھائیں گے۔ نہ چوری سے۔ نہ ڈاکہ زنی سے۔ نہ فریب دہی سے۔ نہ دھوکہ بازی سے۔ نہ رشوت سے۔ غرضیکہ کسی بھی ناجائز طریقہ کسی مسلمان کا ایک پیسہ نہیں کھائیں گے۔

شادی کی غلطیوں کی اصلاح

(۱) اے اللہ چونکہ باجے بجانا حرام ہے (اگر یہ معلوم کرنا ہو۔ تو میرا رسالہ شہادۃ التحاریر علی حرمۃ المزامیر دفتر انجمن خدام الدین سے مفت لے کر پڑھ لیں) اس لئے ہم آئندہ شادیوں میں باجے نہیں بجائیں گے اور حلال کا کمایا ہوا مال حرام میں خرچ نہیں کریں گے۔ اور اے اللہ دولھا کے سر پہ سہرا باندھنا کافروں کی رسم ہے اس لئے آئندہ دولھا کے سر پہ سہرا نہیں باندھیں گے۔ اور اے اللہ نام و نمود کے لئے جو پر تکلف کھانے پکا کر برات کو کھلاتے ہیں۔ یا دعوت ولیمہ پر اپنی توفیق سے بڑھ کر محض نام و نمود کے لئے جو کھانے پکاتے ہیں۔ اس سے باز رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ اور اے اللہ شادی کے موقعہ پر جو آتش بازی چلاتے ہیں۔ چونکہ وہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ اس لئے آئندہ اس سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

میت کے متعلق غلطیوں کی اصلاح

اے اللہ ہمنوں اور بیٹیوں کو مال میراث سے حصہ نہ دینے کے گناہ سے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ مرنے والے کے بعد اس کے مال میں اگر کسی یتیم کا حصہ ہوگا تو اس مال سے خیرات کرنے سے توبہ کرتے ہیں۔ اور اے اللہ اگر میت کے مال میں کسی یتیم کا حصہ نہیں ہے مگر اس میں کئی حصہ دار ہیں۔ مثلاً چار بیٹے اور چار بیٹیاں ایک بیوی۔ ایک میت کا باپ اور ایک اس کی ماں۔ تو جب تک سب سے اجازت نہیں لے لیں گے۔ اس وقت تک اس میت کے مال سے ہرگز کوئی خیرات نہیں کرینگے۔ اے اللہ ہم عہد کرتے ہیں کہ میت کے مال کی تقسیم تیرے فرمان کے مطابق کیا کریں گے۔

بیٹیوں کی حق تلفی

اے اللہ۔ ایک سخت گناہ پہلے کیا کرتے تھے۔ اس گناہ سے بھی اس رمضان مبارک میں توبہ کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ لڑکی کو شادی کے وقت جو جہیز دیتے ہیں یا اس کی شادی کے موقعہ پر دعوتوں وغیرہ پر خرچ ہوتا تھا۔ اس سارے خرچ کو اس کے مال میراث میں وضع کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اسے کچھ نہیں دیتے تھے۔ حالانکہ ہم بیٹے کی شادی پر بھی تقریباً ویسا ہی خرچ کر دیتے تھے۔ دعوتیں بیٹے کے بیاہ کی طرح بیٹے کے بیاہ پر بھی کرتے ہیں۔ اور جس طرح بیٹی کو جہیز میں زیورات دیتے ہیں۔ اسی طرح دری میں بہو کو پہنا دیتے ہیں۔ اور یہ سارا خرچ جو بیٹے کے بیاہ میں ہوتا ہے۔ اسے بیٹے کے مال میراث میں سے وضع نہیں کرتے۔ اے اللہ اس گناہ سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

رات کا خلاف شرع مشغلہ

اے اللہ ہم دن کو مختلف ذرائع معاش سے روپیہ کماتے ہیں اور رات کو شراب خوری اور سینما بینی میں اسے برباد کرتے ہیں۔ ہم تیری بارگاہ میں صدق دل سے ان گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔

اولاد کو دین کی تعلیم نہ دینے کا جرم

اے اللہ ہم اس گناہ سے بھی توبہ کرتے ہیں۔ کہ باوجود تیرے فرمان کے اپنی اولاد کو تیرے دین کی تعلیم نہیں دیتے۔ آئندہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی

دلایا کریں گے۔ تاکہ اس دنیاوی تعلیم کے زہر کا تریاق دینی تعلیم سے آئے۔ اور بچوں کو آخرت بھی یاد رہے اور دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف رہے۔

نتیجہ۔ برادران اسلام۔ اگر ان گناہوں سے ہم توبہ کرلیں۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمیں رمضان مبارک کی برکتوں سے مالا مال کردے گا۔ اور اگر ہم لوگ ان باغیانہ حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے۔ تو پھر خود اپنے دل سے پوچھو۔ کہ اگر باغی بغاوت سے باز نہ آئے۔ تو پھر کیا بادشاہ کی نظر رحمت اس پر پڑ سکتی ہے؟

ایک مفید اور صحیح مشورہ

میرے معزز بھائیو۔ میں آپ کو ایک مفید مشورہ دیا کرتا ہوں۔ اور آج اسے دہراتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جس عقل خداداد سے آپ دنیا کے معاملات کو طے کرتے ہو۔ اسی عقل سے خدا تعالےٰ کے معاملہ کو درست رکھو گے تو اللہ تعالےٰ یقیناً راضی ہو جائے گا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ عام طور پر مسلمان اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں اس عقل خداداد سے کام نہیں لیتا۔ یہی چیز جو ابھی اوپر گذری ہے۔ دنیا کے بادشاہ کے متعلق تو مسلمان بآسانی سمجھ جاتا ہے۔ کہ اگر باغی اپنی بغاوت سے باز نہ آتے۔ تو بادشاہ کبھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگرچہ میں مرتے دم تک باغی رہوں تو بھی میرے لئے بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال باطل کی قرآن مجید میں صاف تردید فرمادی ہے۔

پہلا ارشاد

(اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ) سورۃ الجاثیہ رکوع ۲ پ ۲۵

(ترجمہ:۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کردیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں)

دوسرا ارشاد

(وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝)

سورۃ فاطر رکوع ۳ پارہ ۲۲

(ترجمہ:۔ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں۔ بے شک اللہ سناتا ہے۔ جسے چاہے۔ اور آپ انہیں سنانے والے نہیں۔ جو قبروں میں ہیں)

حاصل

یہ ہے کہ جسطرح قدر یہ دو دو قسمیں آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

روزہ کے متعلق بعض مسائل

(۱) دن کو سرمہ لگانا۔ تیل لگانا۔ خوشبو سونگھنا درست ہے۔

(۲) سرمہ لگانے کے بعد اگر تھوک میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) حلق کے اندر مکھی چلی گئی۔ یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا۔ یا گرد و غبار چلا گیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۵) عطر۔ کیوڑہ۔ گلاب۔ پھول وغیرہ خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو۔ جائز ہے۔ روزہ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔

(۶) اگر پان کھا کر خوب کلی کر کے مونہہ صاف کر لیا۔ لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی۔ تو بھی روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(۷) اگر کوئی شخص مونہہ میں پان رکھ کر سو گیا۔ اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی۔ تو روزہ نہیں ہوگا۔ قضا کرنا پڑے گا۔ اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

روزہ کے فدیہ کے بعض مسائل

جو شخص اتنا بوڑھا ہو جائے۔ کہ اسے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رہی۔ یا اتنا بیمار ہے۔ کہ اب تندرست ہونے کی امید نہیں رہی۔ اور روزہ رکھنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ تو وہ شخص روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے۔ یا صبح اور شام اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ اور اگر غلہ کے بدلہ میں اسی قدر غلہ کی قیمت دیدے۔ تو بھی درست ہے۔ اگر کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے۔ اور مرتے وقت وصیت کر گیا۔ کہ میرے روزوں کے بدلہ فدیہ دیدیا جائے تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے۔ اور کفن اور دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے۔ اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے۔ تو دینا واجب ہوگا۔ اگر میت نے وصیت نہیں کی۔ مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ ادا کر دیا۔ تب بھی امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قبول فرمالیگا۔ اگر میت وصیت نہ کر جائے۔ تو اس کے مال میں سے روزوں کا فدیہ دینا جائز نہیں ہے

لیلۃ القدر کی فضیلت

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ (لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ) ترجمہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے۔ کہ اس کے سوا دوسرے دنوں میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اس قدر ثواب نہیں ملتا۔ جتنا کہ اس ایک رات کی عبادت کرنے سے مل جاتا ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ رات سے مراد غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک ہے۔ اس وقت کے اندر جتنے گھنٹے ہونگے۔ اتنے گھنٹوں کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب کا مستحق بنا دیگی۔ مثلاً گرمی کی موسم میں شام کے ۸ بجے آفتاب غروب ہوتا ہے۔ اور رات کے ۴ بجے صبح صادق ہو جاتی ہے۔ تو آٹھ گھنٹوں کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب دلا دیدیگی۔ اس آیت کا شان نزول امام سیوطی نے لباب النقول میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا۔ اور جس نے ہزار مہینے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) ہتھیار لگائے تھے پس مسلمانوں نے اس بات سے تعجب کیا (اور افسوس کیا۔ کہ ہمیں یہ نعمت کیسے حاصل ہو سکتی ہے) اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ)

رمضان شریف میں اعتکاف

رمضان شریف کے آخری دس دن میں اعتکاف میں بیٹھنا سنۃ مؤکدہ ہے۔ ہر ایک شہر والوں کے لئے یہ سنۃ مؤکدہ کفایہ ہے۔ یعنی سارے شہر والوں میں سے ایک شخص بھی اعتکاف میں بیٹھ گیا۔ تو سب کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائے گی۔

مسائل متعلقہ اعتکاف

(۱) معتکف حاجت انسانی یا نماز جمعہ کے سوا مسجد سے باہر نہ جائے۔

(۲) ان دو چیزوں کے سوا اگر کسی اور کام کے لئے باہر گیا۔ تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۳) معتکف مسجد ہی میں کھائے۔ پیئے۔ اور سوئے

(۴) کسی چیز کی خرید و فروخت بھی مسجد میں کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں موجود ہو

وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم جمعۃ الوداع ——— ۲۹ رمضان ۱۳۷۵ھ - ۱۱ر مئی ۱۹۵۶ء

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام - آج آزاد "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کا یہ پہلا جمعۃ الوداع ہے - جو ۲۹ رمضان المبارک کے دن ادا کرنے کے لئے ہم مسلمان جمع ہوئے ہیں

سوال

اس تحریک آزادی کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟

جواب

(۱) یہ تحریک آزادی علماء ہند کے ہاتھوں انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ سے شروع ہوئی - اور اس کی سنگ بنیاد رکھنے والے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے خاندان کے لوگ اور ان کے شاگرد اور مریدین ہیں -

(۲) اس تحریک میں فرقہ واریت اور مذہبی تنگ دلی کا نام نہ تھا - بلکہ تمام ہندوستان اور اس کے باشندوں کو بدیشی مظالم سے جو کہ تمام ملک کو برباد کر رہے تھے نجات دلانا تھا -

(۳) اس تحریک کا مقصد دنیاوی مفاد - ملک گیری خود غرضی - عہدوں اور منصوبوں کا حاصل کرنا، کسی قوم کو غلام بنانا - ان کی دولت اور ذرائع دولت کو ہتھیانا ہرگز نہ تھا - بلکہ محض خدا کی ہندوستانی عام مخلوق کو یورپین سپید بھیڑیوں اور ان کے حلفا کی لوٹ مار، چیر پھاڑ، تذلیل و توہین وغیرہ سے بچانا تھا - جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا عظیم ترین مقصد ہے - عدل و انصاف امن و امان، انسانی ہمدردی، غربا پروری، کمزوروں کی امداد اسی مقصد اعلیٰ کے پھل پھول اور شاخیں ہیں

الحاصل دارالحرب بن جانے کے فتویٰ مذکورہ کے بعد اس کے فرائض کی انجام دہی میں غور و خوض شروع ہوا - حضرت شاہ صاحب مرحوم اور ان کے خاندانی حضرات اور تلامذہ اور مریدین با اخلاص میں گفت و شنید، بحث و تمحیص ہونی ضروری تھی - اس کے بعد عام مسلمانوں کو ساتھ لینے اور اس فریضہ کی انجام دہی کے عمل میں لانے کی تدبیریں سوچی گئیں - اور ضروری سمجھا گیا - کہ عام مسلمانوں کو فریضہ مذکورہ کی دعوت دی جائے - مگر جب تک مدعوین کے کیریکٹر اور اخلاق و اعمال میں استقامت اور استقلال خدا ترسی اور اخلاص وغیرہ اعلیٰ ترین اخلاق پیدا نہ ہوں تو مقصد حاصل نہیں ہو سکتا - اور اگر بغیر ان کے اقدام کیا گیا - تو بجائے نفع کے ضرر کا سخت اندیشہ ہے - اس لئے ملک میں دورہ کرنا، ہر جگہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ و تفہیم سے لوگوں کے عقائد و اخلاق و اعمال کو درست کرنا اور ان سے عہد و میثاق لینا کہ وہ اللہ تعالےٰ اور رسول علیہ السلام کی سچی اور پکی تابعداری کریں گے - چوری - زنا - ناحق قتل کرنا - لوگوں پر بہتان باندھنا وغیرہ تمام بڑے بڑے گناہوں سے دور رہیں گے - ضروری سمجھا گیا اور اس کام کے لئے حضرت سید احمد صاحب بریلوی مرید و خلیفہ خاص حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے بھتیجے شاہ محمد اسمٰعیل صاحب اور داماد و بھتیجے مولانا عبدالحی صاحب مرحومین کو منتخب کیا گیا - اول الذکر کو سب کا سردار اور ہر دو بزرگوں کو جو کہ بحکم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سید صاحب کے مرید بھی ہو گئے تھے - ان کا دست و بازو بنا دیا گیا - (منقول از نقش حیات جلد دوم ص ۱۶-۱۷)

یہ تحریک آزادی ہند ۱۸۰۶ء یا ۱۸۰۳ء سے شروع ہوئی - اور ۱۹۴۷ء کی آزادی ہند تک باقی رہی - اس کی جنگی کارروائی صوبہ سرحد میں ۱۸۲۶ء میں شروع ہوتی ہے - باقی بیس برس گزشتہ زمین تیار کرنے اور تمام لوازمات کے پورے کرنے میں خرچ ہوتے ہیں - چھ برس متواتر جنگ رہنے اور کثرت فتحمند ہونے اور اپنوں کی غداریوں کی بنا پر جبکہ ۱۸۳۱ء میں حضرت سید صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور بہت سے مجاہدین شہید ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں میں سے بہت سے حضرات اپنے اپنے اوطان کو واپس آ جاتے ہیں تب بھی ایک جماعت مسلمان مجاہدین کی وہاں باقی رہتی ہے اور اپنی تمام جدوجہد کی کارروائیوں کو سرگرمی کے ساتھ عمل میں لاتی رہتی ہے - وہ مایوس نہیں ہوتی - اس پر نامردی اور نامرادی کا اندھیرا مؤثر نہیں ہوتا - اس کی جماعت ہزاروں سے بڑھتے بڑھتے بعض اوقات میں لاکھ تک پہنچ جاتی ہے - عام مسلمانان ہند میں وہی جذبہ اور جوش آزادی اور جہاد کا اس قدر زوروں پر قائم اور مؤثر ہے - کہ رنگروٹ مہیا کرتے ہیں - مالی امداد نہایت مخفی طریقوں پر سالہا سال سے جاری کئے ہوتے ہیں - گورنمنٹ برطانیہ انتہائی سختی سے اس سب کو اپنی ہمہ گیر قوت سے دبانا چاہتی ہے - مگر باوجود شدید مظالم اور زمانہ کی دراز دستی کے کامیاب نہیں ہوتی ہے -

(منقول از نقش حیات جلد دوم ص ۳۲-۳۳)

جہاد حریت ۱۸۵۷ء

اب ہم ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کے متعلق کچھ عرض کریں گے - مگر چونکہ اس بارہ میں بہت سی تحریرات مختصر اور طویل لکھی جا چکی ہیں - اس لئے ہم غیر ضروری تفصیلات اور غیر مناسب واقعات کو درج کر کے ناظرین کے اوقات ضائع نہ کریں گے - اگرچہ انگریزوں کے خوف سے اس زمانہ میں بلکہ ابھی تک پورے اور صحیح واقعات کا لکھنا اور شائع کرنا ممکن نہ تھا - اسلئے عام طور پر لوگوں کے علم میں سب واقعات نہیں آئے ہاں اس زمانہ کے موجودہ لوگوں سے روایتیں پہنچی جن کو علم میں نہیں آیا - انگریزوں نے اپنی وحشیانہ درندگیوں کو چھپانے اور اہل ہند (ہندو اور مسلمانوں) کو شیطان اور وحشی وغیرہ ثابت کرنے کے لئے سر سے زیادہ تصانیف کیں - مگر سب کی سب تقریباً جھوٹ لے انتہا سے پر اور حقیقت سے خالی ہیں - صرف ایڈورڈ ٹامسن کی تصنیف انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ کسی قدر بلکہ بڑے درجہ تک قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے

جہاں تک واقعات اور احوال خبر دیتے ہیں - وہ یہ ہے - ایک طرف تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں اس قدر چور اور بدمست ہو گئے تھے - کہ نہ کسی عہدنامے کا خیال رہا تھا نہ کسی راجہ مہاراجہ، نواب، بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے - تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے - جیسا کہ وارن ہسٹنگز کا مقولہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں - "انگریز ہندوستان میں آ کر ایک نیا انسان بن جاتا ہے - جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہ لا سکتا تھا ان کے کرنے کے لئے یہاں صرف اپنا انگریز ہونا کافی سمجھتا ہے" لارڈ سڈنہم بھی اسی کے قریب قریب کہتا ہے -

الغرض جس قدر بھی زمانہ آگے بڑھتا جاتا تھا - انگریزی عہدشکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے - دوسری طرف ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی فلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی چلی جاتی تھی - کہ جس کا پہلے لوگوں کو وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا - ریاستیں خلاف معاہدہ ضبط ہو رہی تھیں - اور ان کو اپنے خالص علاقہ میں شامل کر لیا جاتا تھا - گدی نشین کو طرح طرح کے حیلوں سے برطرف اور محروم کر دیا جاتا تھا - معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پروپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم خصوصاً عادی ہیں والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ - وغیرہ -

حسب قول مشہور "تنگ آمد بجنگ آمد" مجبور ہو کر آزادی کے لیے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا۔ نیز وہ لوگ جو کہ سید صاحب کی تحریک میں داخل ہو کر سرحد پر پہنچے تھے۔ اور وہاں کی لڑائیوں اور جہادی کارروائیوں میں شریک رہے تھے۔ اور بالاکوٹ میں سید صاحب کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوطان کو واپس آ گئے تھے۔ اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید صاحب کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ تک شریک تھے۔ ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہتے تھے۔ اس لئے تمام ہندوستانیوں نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب ۱۸۵۷ء کو ضروری سمجھا۔ اور مقرر کیا گیا کہ ۱۱ مئی کو تمام ہندوستان میں انقلابی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور علم جہاد بلند کیا جائے۔ (منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی ص ۳۹-۴۰ جلد دوم۔

ہمارے اکابر کا ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لینا

ہمارے تمام اکابر (علماء دیوبند و سہارنپور و مظفر نگر) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے تلامیذ کے شاگرد اور خوشہ چین رہے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ حضرت شاہ صاحب اور ان کے خاندان کے مسلک اور حکم کے خلاف چلیں۔ چنانچہ جب سید صاحب کی تحریک جہاد شروع ہوئی۔ تو حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی (دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی) اور حضرت شاہ نصیرالدین صاحب دہلوی (سابق پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب) اور بہت سے حضرات (اطراف سہارنپور مظفر نگر وغیرہ کے) شریک تحریک ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سرحد میں جا کر شہید ہوئے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اعلیٰ جذبات حریت و جہاد اور ان کی تعلیمات روحانیہ سے ان حضرات کو انتہائی شغف اور حسن اعتقاد رہتا تھا۔ سرحد کی ناکامی اور آپس کی غداریوں سے ان حضرات کے قلب میں انتہائی قلق اور اضطراب ہمیشہ محسوس ہوتا رہتا تھا جب

انقلاب

۱۸۵۷ء کی تحریک اطراف و جوانب ہند خصوصاً اطراف دہلی میں چلنی شروع ہوئی۔ تو ان حضرات کے جوش حریت میں نئی حرکت پیدا ہوئی۔ ان بزرگوں نے محسوس کیا۔ کہ اس انقلاب میں حصہ لینا فرض اور لازم ہے۔ انگریزوں کے افعال ماضیہ اور احوال حاضرہ پر بخوبی مطلع تھے۔ اس تمام جماعت میں حضرت حافظ ضامن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز زیادہ پیش پیش تھے۔ (حضرت حافظ صاحب قطب العالم میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین اور اعلیٰ ترین خلفاء میں سے تھے۔ نسبت روحانیہ نہایت قوی اور بے مثل پائی تھی۔ میانجی صاحب مرحوم کی وفات کے وقت تک حضرت حاجی امداد صاحب کی تکمیل کیلئے سلوک تصوف پوری نہیں ہوئی تھی تو میانجی صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی تکمیل کیلئے حافظ ضامن صاحب ہی کے سپرد کیا تھا) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک انقلاب میں حافظ صاحب کے ہمنوا تو ضرور تھے مگر پیش پیش اور اس قدر زیادہ جوش میں نہ تھے۔ اسی قصبہ تھانہ بھون میں میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے خلیفہ مولانا شیخ محمد صاحب رہتے تھے۔ چونکہ تینوں حضرات پیر بھائی اور ایک ہی مقدس ہستی میانجی صاحب کے دریوزہ گر تھے۔ اس لئے آپس میں میل جول اتحاد و اتفاق بڑے پیمانہ پر رہتا تھا۔ مگر مولانا شیخ محمد صاحب علوم عربیہ کے باقاعدہ فاضل تھے۔ علماء دہلی سے تمام نصاب علم ظاہر پڑھ چکے تھے۔ بخلاف حضرت حافظ صاحب اور حاجی صاحب کے کہ دونوں حضرات نے علوم عربیہ کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اگر نسبت باطنیہ میں بدرجہا بڑھے ہوئے تھے۔ اس بناء پر مسائل شرعیہ میں ہر دو حضرات مولانا شیخ محمد صاحب ہی کا اتباع کرتے تھے۔ بدقسمتی سے مولانا کی رائے یہ ہی تھی۔ کہ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ہم مسلمانوں پر فرض تو درکنار موجودہ احوال میں جائز ہی نہیں۔ اس اختلاف اور فتویٰ کی بنا پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو ان کے اوطان سے دونوں حضرات نے بلوایا۔ یہ دونوں حضرات اس سے بہت پہلے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی اور حضرت مولانا مملوک علی صاحب اور دیگر اساتذہ دہلی سے سند فراغ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اور اپنی ذکاوت اور مہارت میں پوری شہرت حاصل کر کے سلوک و طریقت کی منازل بھی طے کر چکے تھے۔ جب ہر دو حضرات (مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما) پہنچ گئے۔ تو ایک اجتماع میں اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے مولانا شیخ محمد صاحب سے پوچھا (چونکہ وہ چچا پیر تھے۔ اس لئے ہمیشہ ان کا ادب کیا جاتا تھا۔ کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ ان دشمنان دین و وطن پر جہاد کو فرض بلکہ جائز بھی نہیں فرماتے تو انہوں نے جواب دیا:۔

کہ ہمارے پاس اسلحہ اور آلات جہاد نہیں ہیں۔ ہم بالکل بے سروسامان ہیں۔ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ کیا اتنا بھی سامان نہیں ہے۔ جتنا کہ غزوۂ بدر میں تھا۔ اس پر مولانا شیخ محمد صاحب مرحوم نے سکوت فرمایا۔ اس پر حافظ ضامن نے فرمایا۔ کہ مولانا بس سمجھ میں آ گیا۔ اور پھر جہاد کی تیاری شروع ہو گئی اور اعلان کر دیا گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام مقرر کیا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار افواج قرار دیا گیا۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو قاضی بنایا گیا۔ اور مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔ چونکہ اطراف و جوانب میں مذکورہ بالا حضرات کے تقویٰ علم (تصوف اور تشرع) کا بہت زیادہ شہرہ تھا۔ ان حضرات کے اخلاص اور للہیت سے لوگ بہت زیادہ متاثر تھے۔ ہمیشہ سے ان کی دیندارانہ اور خدا ترسی دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ان پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ علاوہ مریدین اور تلامذہ کے عام مسلمان بھی بے حد معتقد تھے۔ اس لئے بہت تھوڑی مدت میں جوق در جوق لوگوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اس وقت تک ہتھیاروں پر پابندی نہ تھی۔ عموماً لوگوں کے پاس ہتھیار تھے۔ جس کو رکھنا اور سیکھنا مسلمان ضروری سمجھتے تھے۔ مگر یہ ہتھیار پرانے قسم کے تھے۔ بندوقیں توڑے دار تھیں۔ کارتوس اور رائفلیں نہ تھیں۔ یہ صرف انگریزی فوجوں کے پاس تھیں مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اور تھانہ بھون اور اطراف میں اسلامی حکومت قائم کر لی گئی اور انگریزوں کے ماتحت حکام نکال دئے گئے۔ خبر آئی۔ کہ توپ خانہ سہارنپور سے شاملی کو بھیجا گیا ہے۔ ایک پلٹن لا رہی ہے۔ رات کو یہاں سے گذرے گی۔ اس خبر سے لوگوں میں تشویش ہوئی۔ کیونکہ جو ہتھیار ان مجاہدین کے پاس تھے وہ تلوار بندوق توڑے والی اور برچھے وغیرہ تھے۔ مگر توپ کسی کے پاس نہ تھی۔ توپ خانہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ فکر مت کرو۔

بہت اچھا کہہ کر ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ گھوڑوں کی سیکرٹنی شروع کی۔ افسر بار بار راؤ صاحب کے چہرہ پر نگاہ جماتا۔ اور اس درجہ مطمئن پا کر کبھی مخبر کی دروغ گوئی کا غصہ اور گاہے اپنی ناکامی و تکلیف سفر کا افسوس لاتا تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا ہوا حاکم اس حجرہ کی طرف بڑھا جس میں اعلیٰ حضرت کی سکونت کا مخبر نے پورا پتہ دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر کہ "اس کوٹھڑی میں کیا گھاس بھری جاتی ہے" اس کے پٹ کھولدیئے راؤ عبداللہ خاں کی اس وقت جو حالت ہوئی ہوگی۔ وہ انہیں کے دل سے پوچھا چاہیئے۔ سمجھتے تھے۔ کہ تقدیر کے آخری فیصلہ کا وقت آگیا۔ اور پیمانہ حیات لبریز ہو کر چھلا چاہتا ہے۔ اس لئے راضی برضا الٰہی ہو کر جی ہاں کہا۔ اور حکم گرفتاری کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ خداوندی حفاظت کا کرشمہ دیکھئے کہ جس وقت کوٹھڑی کا دروازہ کھلا ہے۔ تخت پر مصلیٰ ضرور بچھا ہوا تھا۔ لوٹا رکھا ہوا۔ اور نیچے وضو کا پانی البتہ بکھرا ہوا پڑا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا پتہ بھی نہ تھا۔ افسر متحیر و حیران اور راؤ عبداللہ خاں دل ہی دل میں شیخ کی عجیب کرامت پر فرحاں و شاداں کچھ عجیب سماں تھا۔ کہ حاکم نہ کچھ دریافت کرتا ہے نہ استفسار۔ کبھی ادھر دیکھتا ہے کبھی ادھر۔ آخر مخبر کی دھوکہ دہی سمجھ کر بات کو ٹالا۔ اور کہا کہ خاں صاحب یہ لوٹا کیسا اور پانی کیوں پڑا ہے۔

راؤ صاحب بولے۔ جناب اس جگہ ہم مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اور وضو میں مونہہ ہاتھ دھویا کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی آپ کے آنے سے دس منٹ قبل اسی کی تیاری تھی۔ افسر ہنس کر کہا۔ آپ لوگوں کی نماز کے لئے تو مسجد ہے یا اصطبل کی کوٹھڑی۔ راؤ صاحب نے فوراً جواب دیدیا۔ کہ جناب مسجد فرض نماز کے لئے ہے۔ اور نفل نماز ایسی ہی جگہ پڑھی جاتی ہے جہاں کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ جواب لاجواب سن کر افسر نے پٹ بند کر دئے۔ اور اصطبل کے چاروں طرف غائر نظر ڈالنے کے بعد باہر نکلا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو یہ کلمات کہہ کر رخصت ہوا۔ "راؤ صاحب معاف کیجئے۔ آپ کو اس وقت ہماری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اور پھر بھی ہمیں کوئی گھوڑا پسند نہ آیا۔"

راؤ عبداللہ خاں کی نظر سے دور شش کے سوار جب اوجھل ہوئے۔ تو واپس ہوئے۔ اور کوٹھڑی کھول دی۔ دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سلام پھیر چکے اور مصلے پر مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔

(امداد المشتاق ص ۲۹-۳۰ از تذکرۃ الرشید ص ۷۶)
از نقش حیات ص ۵۴ تا ۵۶)

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی تحریک جہاد ۱۸۵۷ء کے ارشد تلامذہ میں سے

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک آزادئ وطن

ہندوستان کو انگریز کے پنجہ سے آزاد کرانے کیلئے علماء کرام کی جدوجہد

رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کی نقل ریشمی خطوط والی سازش

اگست ۱۹۱۶ء میں اس سازش کا انکشاف ہوا جو گورنمنٹ کے کاغذات میں ریشمی خطوط کی سازش کہلاتی ہے۔

یہ ایک تجویز تھی۔ جو ہندوستان ہی میں تیار کی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ شمالی مغربی سرحد سے ایک حملہ ہو۔ ادھر ہندوستان کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوں۔ اور سلطنت برطانیہ کو تباہ و برباد کر دیا جائے اس تجویز پر عمل کرنے اور اس کو تقویت دینے کے لئے ایک شخص مولوی عبیداللہ نے اپنے تین رفقاء فتح محمد اور محمد علی کو ساتھ لے کر اگست ۱۹۱۵ء میں شمالی مغربی سرحد کو عبور کیا۔ عبیداللہ سکھر سے مسلمان ہوا ہے۔ اور صوبہ جات متحدہ کے ضلع سہارنپور میں مسلمانوں کے مذہبی مدرسہ دیوبند میں اس نے مولوی کی تعلیم پائی تھی۔ وہاں اس نے اپنے جنگی اور خلاف برطانیہ خیالات سے عملہ مدرسہ کے بعض لوگوں اور کچھ طلبہ کو متاثر کیا۔ اور سب سے بڑا شخص جس نے اس پر اثر ڈالا وہ محمود الحسن تھا۔ جو سکول میں بہت دیر تک ہیڈ مولوی رہ چکا ہے۔ عبیداللہ چاہتا تھا کہ دیوبند کے مشہور مدرسہ کے تعلیمیافتہ مولویوں کی رفاقت سے تمام ہندوستان بھر میں ایک عام اسلامی جوش اور مسلمانوں میں برطانیہ کے خلاف تحریک پھیلا دیں۔ لیکن اس کی تجاویز کے راستہ میں مدرسہ کے مہتمم اور انجمن کے لوگ سدِ راہ ہوئے انہوں نے اسے اور اس کے چند ساتھیوں کو مدرسہ کی ملازمت سے برخواست کر دیا۔ اس امر کا بھی ثبوت مل چکا ہے کہ وہ بعض حالات میں مصیبت میں گرفتار رہا۔ پھر بھی وہ مولانا محمود الحسن کے پاس عام طور پر آتا رہا۔ مولانا کے مکان پر خفیہ جلسے ہوتے رہے اور اس امر کی اطلاع ملی ہے۔ کہ سرحد سے کچھ آدمی بھی وہاں آتے تھے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو محمود الحسن نے بھی ایک شخص محمد میاں اور دوستوں کے ساتھ عبیداللہ کی مثال کی پیروی کی۔ اور شمال کی طرف جانے کے لئے نہیں بلکہ عرب کے صوبہ حجاز میں مقیم ہونے کے لئے ہندوستان چھوڑ دیا۔ روانہ ہونے سے پہلے عبیداللہ نے دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور وہ ایسی کتابیں معرضِ اشاعت میں لایا۔ جن میں ہندوستانی مسلمانوں کو جنگی اور مذہبی جوش کی ترغیب دی گئی تھی اور ان کو جہاد کے فرض اولیٰ کے ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔ اس شخص کا اور اس کے دوستوں کا جن میں مولانا محمود الحسن صاحب بھی شامل ہیں عام مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک بہت زبردست حملہ ہندوستان پر ہو۔ اور مسلمانوں کی بغاوت سے اس کو تقویت پہنچے اب ہم ذیل میں ان کوششوں کا ذکر کریں گے جو ان لوگوں نے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے کیں۔ عبیداللہ اور اس کے دوست پہلے ہندوستانی مسلمانان مذہب کے پاس گئے۔ اور اس کے بعد کابل پہنچے۔ وہاں پر ترکی۔ جرمنی کے ممبروں سے ملے اور ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد ان کا دیوبندی دوست مولوی محمد میاں انصاری بھی آملا۔ یہ آدمی مولانا محمود الحسن صاحب کے ساتھ عرب گیا تھا۔ اور ۱۹۱۶ء میں وہ اعلان جہاد ساتھ لے کر آیا۔ جو حجاز کے ترکی فوجی حاکم "غالب پاشا" نے مولانا محمود الحسن کو دیا تھا۔ اثناء راہ میں "محمد میاں" اس تحریر (جو غالب نامہ سے مشہور ہے) کی نقلیں ہندوستان اور سرحدی قوموں میں تقسیم کرتا ہوا آیا۔

(منقول از جہادِ حریت ۱۸۵۷ء سے بعد علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے از ص ۱۵۴ تا ۱۵۶)

آزادی ہند کے سلسلہ میں ارکین جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاریاں

(منقول از علماء حق اور انکے مجاہدانہ کارنامے حصہ دوم)

۲۹-۳۰ دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۲۷-۲۸ شعبان ۵۹ھ کو مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس زیر صدارت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حسب ذیل اعلان مرتب کیا گیا۔

"برطانیہ کی طرف سے اس نازک ترین تاریخی موقع پر بھی ہندوستان کی آزادی کو تسلیم نہ کرنا اور بعد از جنگ ہندوستانیوں کی آزادی کا اعلان نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو اپنے اوپر حکومت کرنے کا حق اور کسی قسم کا اقتدار دینا ہی نہیں چاہتی۔ اور اس صورت میں یہ ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کا جنگ میں برطانیہ کے ساتھ جس قدر تعاون اور امداد ہے وہ رضاکارانہ ہرگز نہیں ہے۔ ان کی طرف سے ان کی مرضی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند اپنے وطن ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے یہی

سڑک ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے۔ اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو۔ جب میں حکم کروں۔ سب کے سب ایک دم فائر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری۔ تو سب نے یکدم فیئر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی۔ کہ خدا جانے کس قدر آدمی یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحب کی مسجد کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ اس سے لوگوں میں ان حضرت کی فراست ذکاوت، فنون حربیہ کی مہارت، معاملہ فہمی، اور ہر قسم کی قابلیت کا سکہ بیٹھ گیا۔

(منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتہم مدنی ص۴۱ تا ۴۴ جلد دوم)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی بناء پر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے لئے علماء کرام نے جہاد کا اعلان کیا۔ تاکہ ہندوستان انگریزوں کے پنجہ سے آزاد ہو جائے۔

جنگی عہدہ دار

(۱) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام المجاہدین۔

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سپہ سالار۔ افواج المجاہدین

(۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قاضی افواج المجاہدین۔

(۴) حضرت مولانا محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔

جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف دہلی کے علماء کرام کا فتوے

علماء میں مولانا احمد شاہ صاحب دلاور جنگ صاحب مدراسی۔ مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی۔ جنہوں نے دہلی میں بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں علماء کے سامنے تقریر کی تھی۔ اور استفتاء پیش کیا تھا۔ مفتی صدر الدین صاحب آزردہ صدر الصدور دہلی۔ مولوی عبد القادر صاحب۔ قاضی فیض اللہ صاحب دہلوی مولانا فیض احمد صاحب بدایونی۔ ڈاکٹر مولوی وزیر خان اکبر آبادی۔ سید مبارک شاہ رام پوری نے اس پر دستخط کر دئے تھے۔ اور اس فتوی کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی تھی۔ دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہو گئی تھی (الثورۃ الہندیہ ص۱۵۶ از تاریخ ذکاء اللہ منقول از نقش حیات ص۴۵-۴۶

تقدیر تدبیر پر غالب آ گئی

ہندوستانیوں کو اپنے اعمال سابقہ کی سزا ملنی تھی۔ گذشتہ مصائب پاداش کے لئے احکم الحاکمین کے دربار عدالت میں کافی نہ تھے۔ اس لئے باوجود اس قدر جاں بازیوں کے برٹش شہنشاہیت کو ہندوستانیوں پر اس طرح مسلط کر دیا گیا۔ جس طرح کوڑے لگانے والے بھنگی جلاد کو مجرم پر مسلط کر دیا جاتا تھا۔ جس میں نہ شرافت ہوتی ہے۔ نہ رحم و انسانی ہمدردی۔ ہندوستانیوں کو سپید برطانوی بھیڑیوں کے سامنے سرنگوں کرنا قدرت کی تجویز تھی۔ وہ ہو کر رہی۔ تحریک انقلاب و آزادی ناکام کر دی گئی۔ غلامیت کا طوق پہلے سے ہزاروں درجہ بوجھل کر کے ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کی گردن میں ڈلوا دیا گیا۔ قصبہ تھانہ بھون اور اس کے اطراف و جوانب کے وہ مقامات جن کی شکایت کسی دشمن نے کر دی۔ برباد کر دئے گئے۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم ص۴۴-۴۵)

دہلی کی حالت زار

"وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی۔ جو فتح دہلی کے بعد انگریزی فوج نے جائز رکھی۔ شارع عام پر پھانسی گھر بنائے گئے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی۔ والپول کا بیان ہے کہ تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی۔ جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مؤلف تبصرۃ التواریخ لکھتا ہے کہ ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا۔"

(شاندار ماضی ص۶۹ از افسانہ غم ص۲۸-۲۹ منقول از نقش حیات ص۴۷)

علماء کرام کی استقامت

الحاصل ان (فتوی دینے والے) علماء نے آخر وقت تک اپنے فتوی کے مطابق عمل کیا۔ جنرل بخت خاں اور اس کی فوج اور مجاہدین نے پوری داد شجاعت دی۔ مگر آپس کے غداروں نے (جن کے سرغنہ مرزا الٰہی بخش اور مرزا مغل شہزادہ تھے) ہر قسم کی ابتری پھیلا دی اور نتیجہ وہی ہوا۔ جو ایسی باتوں کا ہوتا ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو پوری دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور انتہائی سفاکی سے دہلی میں قتل عام جاری کر دیا گیا۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم ص۴۷)

امام المجاہدین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

تینوں حضرات (حضرت حاجی صاحب۔ مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہے۔ اور گرفتار کنندہ کے لئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا ہے۔ لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب راؤ عبد اللہ خاں رئیس پنجلاسہ کے اصطبل کی ایک اندھیری کوٹھڑی میں مقیم ہیں۔ چاشت کی نماز کا وقت ہے (یعنی ۹ یا ۱۰ بجے صبح کا) ایک روز اسی کوٹھڑی میں وضو فرما کر چاشت کی نماز کے ارادہ سے مصلی بچھایا اور جان نثار حضار جلسہ سے فرمایا کہ آپ لوگ جائیں۔ میں نفلیں پڑھ لوں۔ راؤ عبد اللہ خاں اعلیٰ حضرت کے بڑے جاں نثار خادم اور مشہور مرید ہیں۔ گھر کے خوشحال زمیندار اور سرکار کے نزدیک باوجاہت شخص سمجھے جاتے تھے۔ سمجھتے تھے۔ کہ اعلیٰ حضرت پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کے قائم ہوتے ہوئے حضرت کے لئے اپنا مکان کھول دینا دنیاوی حیثیت سے کس درجہ خطرناک ہے کیونکہ باغی کی اعانت بھی سرکاری بغاوت میں شمار ہے مگر اس کے ساتھ ہی غلبہ حب دین اور فرط عشق میں اس درجہ مغلوب تھے۔ کہ نہ مال کی پروا تھی۔ نہ جان کی۔ خدا کی شان کہ جس وقت راؤ عبد اللہ خاں حضرت کو تحریمہ باندھے نوافل میں مشغول چھوڑ کر کوٹھڑی سے باہر نکلے اور پٹ بند کر کے اصطبل کے دروازہ کے قریب پہنچے ہیں تو سامنے سے دوش کو آتے دیکھا۔ اور ہکا بکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ خدا جانے مخبر کون تھا۔ اور کس بلا کا پتلا تھا۔ جس نے عین وقت پر روپوشی کی کوٹھڑی تک معین کر دی تھی۔ چنانچہ دوش اصطبل کے پاس پہنچی۔ اور افسر نے مسکرا کر راؤ صاحب سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ گویا اپنے آنے کی وجہ کو چھپایا۔ جہاں دیدہ و تجربہ کار راؤ صاحب دور ہی سے تاڑ گئے تھے۔ کہ

"ایں گل دیگر شگفت" مگر

"نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن"

اپنی جان یا عزت کے جانے، ریاست و زمینداری کے ملیا میٹ ہونے اور ہتھکڑیاں پڑ کر جیلخانہ پہنچنے یا پھانسی پر چڑھ کر عالم آخرت کا سفر کرنے کی تو مطلق پروا نہ تھی۔ اگر فکر و رنج یا حزن و افسوس تھا۔ تو یہ کہ ہائے غلام کے گھر سے اور آقا گرفتار ہو۔ اور عبد اللہ خاں کے گھر میں اس کا جان سے زیادہ عزیز شیخ پابہ زنجیر کیا جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی راؤ صاحب، ایک جوانمرد مستقل مزاج نہایت دلیر قوی القلب راجپوت تھے۔ تشویش کو دل میں دبایا۔ اور چہرہ یا اعضاء پر کوئی بھی اثر اضطراب کا محسوس نہ ہونے دیا مسکرا کر جواب دیا۔ اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ دوش کا افسر گھوڑے سے اترا۔ اور یہ کہہ کر میں نے آپ کے یہاں ایک گھوڑے کی تعریف سنی ہے۔ اس لئے بلا اطلاع یکایک آنے کا اتفاق ہوا۔ اصطبل کی جانب قدم اٹھائے۔ راؤ صاحب

اس کا متمع نظر اور نصب العین ہے۔ نہ وہ نازی ازم کو ہندوستان پر مسلط دیکھنا چاہتی ہے۔ نہ فیسزم کو نہ اشتراکیت کو پسند کرتی ہے۔ نہ جاپانی پالیسی اور اقتدار کو وہ اپنے اوپر خود حکومت کرنے کا حق چاہتی ہے۔ اور بس۔

لہذا وہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ اس کی پالیسی جو ستمبر ۳۹ء میں میرٹھ کی تجویز کی شکل میں شائع ہو چکی ہے اور جس کی تصریح مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۱۳ر جنوری ۴۰ء (بنام وائسرائے ہند) میں کر چکے ہیں باوجود ایک سال گزر جانے اور مختلف مدارج و منازل سے گزر چکنے کے بعد آج بھی بدستور قائم ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ برٹش سامراج کی اس تحفظ شہنشاہیت کی جنگ میں شریک ہونے کی کوئی وجہ جواز نہیں پاتی۔

علمائے حق کی گرفتاریاں

جمعیتہ علماء ہند کے محترم اراکین اپنی اس پالیسی کی اشاعت تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے کر رہے تھے۔ مگر افسوس حکومت نے ان کی پر صداقت صدا کی طرف منصفانہ توجہ دینے کی بجائے جبر و تشدد کے ذریعہ سے اس آواز حق کو دبانا چاہا۔ چنانچہ جابجا "کلمۃ الحق" کو سربلند کرنے والے مجاہد علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اور ان پر مقدمات چلائے گئے۔ اور ان کو سزائیں دی گئیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل علمائے کرام کے اسماء گرامی خاص طور قابل تذکرہ ہیں:۔

(۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جو سیاسی تدبر علمی متبحر تحریر اور تقریر کی اعلیٰ مہارت میں ممتاز ترین درجہ رکھتے ہیں۔

(۲) سالار اعظم انصار اللہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپوری

(۳) حضرت مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری

(۴) حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب فاخری الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل صاحب الہ آباد رکن مجلس عاملہ جمعیتہ علماء ہند

(۵) مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب (ایم۔ ایل۔ اے) استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

(۶) مولانا سید اختر اسلام صاحب استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد وغیرہ وغیرہ۔

علمائے کرام جن کی

فہرست

کی طوالت اور اق کتاب کی وسعت کے لئے غیر قابل برداشت ہے۔

وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب کا علمائے کرام کو خراج تحسین کیونکہ آزادی ملک اُن کا بھی حصہ ہے

بنوائے وقت ۱۶ر اپریل ۱۹۵۶ء

ایک انٹرویو کے دوران میں آپ نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق میرا نظریہ وہی ہے جو میں عوام سے تعلق رکھنے والے ہر دوسرے مسئلہ کے متعلق ظاہر کرتا رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ عوام کی رائے کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔

پنڈت نہرو نے کہا تھا۔ کہ اگر کشمیر میں استصواب منعقد کرایا گیا۔ تو اس سے یہ مسئلہ حل ہونے کی بجائے اور پیچیدہ ہو جائے گا۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اس رائے سے عدم اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے۔ کہ مسئلہ کشمیر کا واحد حل یہی ہے۔ کہ اسے عوام کے سپرد کر دیا جائے۔ جو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا پیدائشی حق رکھتے ہیں۔

جب ان کی توجہ پنڈت نہرو کے بیان کے اس حصے کی طرف مبذول کرائی گئی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بھارت کے لیڈر انقلابی ہیں جب کہ پاکستانی لیڈروں پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ تو ڈاکٹر خانصاحب نے کہا مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ پنڈت نہرو نے یہ بات کہی ہے۔ وہ جدوجہد آزادی میں پاکستانی عوام اور لیڈروں کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اپنے آپ کو تحریک آزادی کا ایک ناچیز کارکن قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ خان عبدالغفار خاں اور اُن کے ہزاروں رفقاء کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آزادی کی راہ میں اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اور برطانوی سامراج کو پس پائی پر مجبور کر دیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی اور اُن جیسے دوسرے علماء کی خدمات کہاں گئیں جو زندگی بھر غیر ملکی استبداد کیخلاف لڑتے رہے کیا وہ انقلابی نہیں تھے

حاصل

یہ ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے مملکت پاکستان کو یہ طعنہ دیا تھا۔ کہ پاکستان کے لیڈر انقلابی نہیں ہیں۔ تو وزیر کبیر مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب نے اس کا منہ توڑ جواب علماء کرام کو سامنے رکھ کر دیا۔ کہ کیا یہ علماء کرام انقلابی نہیں تھے۔ جو زندگی بھر ملکی استبداد کے خلاف لڑتے رہے

آزادی ملنے کے بعد اب کیا ہو رہا ہے

از نوائے وقت مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۵۶ء

بدعنوانی اور رشوت ستانی

ہمارا موجودہ دفتری نظام عبارت ہے اقربا پروری خویش نوازی۔ رشوت ستانی اور جنبہ داری سے اور یہ بدعنوانیاں گھن کی طرح پورے معاشرے کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ ان کی مثالیں ہی نہیں۔ بلکہ داستانیں لوک زبان ہیں۔ اور سو میں سے ننانوے اپنے داؤ پر ہیں۔ سفارش رشوت اثر و رسوخ وغیرہ ایسی ناگزیر برائی بن چکی ہیں کہ آج کوئی شخص اپنے کسی جائز کام کے لئے بھی ان میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کئے بغیر حصول مقصد کا تصور نہیں کر سکتا قیام پاکستان کے بعد حب الوطنی خدمت خلق۔ فرض شناسی دیانت اور اس نوع کے دوسرے محاسن کا جو مظاہرہ قوم نے بڑی فراوانی سے کیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ ناپید ہوتے گئے۔ اور اُن کی جگہ بددیانتی لالچ اور ہوس ناکی نے لے لی۔ کچھ عرصہ تک تو لوگوں کو اس کا احساس ہوتا تھا۔ اور نجی محفلوں میں اس پر بڑے دردناک انداز میں رائے زنی کی جاتی تھی۔ مگر اب یہ متاع بھی ختم ہو گئی۔ احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ اور اب معمولی سے معمولی کام کے لئے بھی ہر شخص کسی جھجک کے بغیر یہ استفسار کرتا ہے۔ کہ یہ کام کیسے پورا ہی ہو سکتا ہے۔ متعلقہ افسر کس کی سفارش مانتا ہے۔ اس کا قریبی عزیز یا دوست کون ہے لوگ نہ صرف ایسی معلومات فراہم کر دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی غرض مند پریشان ہو تو اُسے بلا تکلف یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں کی مٹھی گرم کرو۔ اور پریشانی سے نجات پاؤ

اس سے پہلے رشوت نے وباء کی یہ صورت اختیار نہیں کی تھی۔ ان بدعنوانیوں کی وجوہ کیا ہیں اور ان کے انسداد کی تدابیر کے باوجود ان کی بیخ کنی کیوں نہیں ہو پائی اور یہ زہریلا پودا عشق پیچاں کی بیل کی طرح آخر سارے معاشرے اور نظم و نسق کے گرد کیوں لپٹا ہوا ہے۔ عوام ان برائیوں کے آگے کیوں سپر ڈالتے ہیں۔ اور ان کے فروغ میں حصہ لینے پر کیوں مجبور ہیں؟ یہ بڑے اہم سوالات ہیں۔ مگر ان کے جواب کچھ مشکل نہیں۔ ان بدعنوانیوں نے ہمارے دفتری نظام اور معاشرے کا جو سرچشمہ گدلا کر رکھا ہے۔ اگر اس کے منبع کا پتہ چلایا جائے۔ تو یہ گندا نالہ اقتدار کی اونچی چوٹی سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔ الناس علی دین ملوکھم عوام کالانعام ہر معاملہ میں خواص کی تقلید کرتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں انہی کا نمونہ ثابت ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح سرکاری ملازمین بھی اپنے اعلیٰ افسروں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ افسر اپنی باری میں وزرائے کرام اور سیاسی لیڈروں کے کردار کو اپناتے ہیں۔ بادشاہ اگر کسی باغ میں سے ایک سیب ناجائز طور پر وصول کرے تو اُس کے اہل کار پورا باغ ہی اجاڑ دیں گے۔

بہ نیم بیضہ چوں سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

جمہوریت میں بادشاہ کی جگہ وزیروں اور پبلک لیڈروں نے لے لی ہے۔ سرکاری اہل کاروں کے سامنے مثال انہی کی ہے۔ اگر سرکاری اہل کار کو اس کا علم ہو۔ کہ وزیر بے داغ کیرکٹر کا مالک ہے۔ تو رشوت لینے کا عادی افسر بھی ایسے وزیر کے ماتحت محکمے میں سہم جائے گا۔ اور رشوت لیتے ہوئے ہچکچائیگا۔ لیکن اگر وزیر

خود ہی افسر کو بلا کر کہے۔ کہ فلاں آسامی پر میرے فلاں عزیز کو مقرر کر دو۔ یا فلاں ٹھیکہ یا ڈپو وغیرہ میرے فلاں آدمی کو دے دو۔ تو ایسا وزیر صرف اُس افسر ہی کو جس سے وہ یہ ناجائز کام لیتا ہے۔ بددیانتی کی ترغیب نہیں دیتا۔ وہ پورے دفتر کو غلط راستے پر لگانے کا مجرم ہے۔ اور جب ایک محکمہ کے افسروں یا اہلکاروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارا وزیر کنبہ پروری دوست نوازی یا رشوت ستانی کو معیوب خیال نہیں کرتا۔ تو وہ بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اُنہیں کھلی چھٹی مل گئی ظاہر ہے کہ جس وزیر کا اپنا دامن پاک نہیں۔ وہ کسی دوسرے افسر کا محاسبہ کس زبان سے کریگا۔

رشوت صرف یہی نہیں۔ کہ کوئی وزیر یا پبلک لیڈر نقد روپیہ وصول کرے کسی وزیر یا پبلک لیڈر کا اپنی پوزیشن اور اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور اپنے کسی غیر مستحق دوست یا عزیز کو اپنے ماتحت محکموں میں سے کسی محکمے کے منصب پر فائز کر دینا یا کسی اور محکمے میں اُس کی سفارش کرنا۔ ایسا منصب دلانا جس کا وہ حق دار نہیں۔ ٹھیکوں۔ الاٹمنٹوں۔ اجاروں اور پرمٹوں میں براہ راست اپنا یا کسی عزیز کا حصّہ رکھنا بھی بدترین قسم کی رشوت اور بددیانتی ہے۔ اس لئے تطہیر کی مہم سب سے پہلے اوپر سے شروع ہونی چاہئے۔ رشوت کے خلاف وعظ و نصیحت کی کوئی مہم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہوگی۔ جب تک وزیروں اور سیاسی لیڈروں کا اپنا دامن اس قسم کے دھبوں سے پاک نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ بھی ایک تلخ تجربہ ہے۔ کہ اگر کوئی سر پھرا اور حد درجہ دیانت دار افسر کسی وزیر یا سیاسی لیڈر کی سفارش قبول نہ کرے۔ تو اُس کے خلاف انتقامی کارروائی کی جاتی ہے۔

یہ صحیح ہے۔ کہ انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ معمولی کلرک چپڑاسی انسپکٹر سپرنٹنڈنٹ یا پٹواری اور کانسٹیبل ہی پکڑے جاتے ہیں۔ اور اُنہیں سزا ملتی ہے۔ لیکن بڑے بڑے مگرمچھ صاف بچ جاتے ہیں۔ ان مگرمچھوں میں وزراء پارلیمنٹ کے ممبر اعلیٰ سرکاری افسر اور پبلک لیڈر سب ہی شامل ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان پر ان کی بدعنوانیوں کے افسانے ہوتے ہیں۔ اس سے قبل اگر کسی وزیر کے متعلق یہ شکایات ہوتیں۔ کہ وہ پرمٹوں۔ ڈپٹوں لائسنسوں اور ٹھیکوں میں اپنا حصہ رکھ کر لاکھوں روپیہ کما رہا ہے۔ تو اس کے خلاف پروڈا کے تحت کارروائی بھی اتنی مشکل بنا دی جاتی تھی۔ کہ کوئی شخص درخواست کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اب جب کہ پروڈا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ آج تک کسی وزیر۔ سیاسی لیڈر یا بڑے افسر کا کوئی مواخذہ نہیں ہوا۔ حالانکہ قانون کی نگاہ میں نہ صرف چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ ہر مجرم کو اُس کے منصب کے مطابق سزا ملنی چاہئے۔ یاد ہوگا۔ کہ سابقہ پنجاب اسمبلی میں ایک ممبر نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ کتنے وزراء کے پاس کتنی الاٹمنٹیں ہیں پرمٹ ہیں۔ اور مقدمات میں مداخلت کون کرتا ہے۔ لیکن اس سوال کے جواب میں معنی خیز خاموشی اختیار کی گئی۔ اس ضمن میں ہم یہ بھی متنبہ کر دیں۔ کہ کچھ لوگوں کو محض عبرتناک سزا دے دینے سے ہی معاشرہ اس گندگی سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ اور یہ بدعنوانیاں اُس وقت تک ختم نہیں ہونگی۔ جب تک انہیں کچلنے کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بھی اختیار نہ کئے جائیں۔ اس لئے کہ یہ محض انتظامی مسئلہ ہی نہیں۔ اس کا ایک انسانی پہلو بھی ہے۔ سرکاری ملازمین میں رشوت لینے کے رجحان کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ فی زمانہ انسانی اقدار بدل گئی ہیں۔ وہی شخص سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس کے پاس اچھا گھر ہو۔ جس کا لباس شاندار ہو۔ جس کی کوٹھی اور کار ہو۔ اور جس کا بنک بیلنس ہو۔ سرکاری ملازم بھی اس رجحان کا شکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ لوگ اب اس سادگی پر مطمئن نہیں جتنے آج سے پچاس یا سو سال قبل تھے۔ پہلے جو اشیاء تعیش کا سامان سمجھی جاتی تھیں۔ اب لوازمہ زندگی ہیں۔ اس طرح رہن سہن کا معیار بڑھ چکا ہے ساتھ ہی اخراجات زندگی بھی بڑھ گئے ہیں۔ پھر تقسیم کے بعد متروکہ جائدادوں کے حصول کے امکانات ہیں عام پبلک کو جس میں سرکاری ملازمین بھی شامل ہیں۔ لالچی بدکردار اور حریص بنا دیا۔ ان کے سامنے بڑوں کی مثال تھی۔ جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کی قیمت گھناؤنے طریقوں سے وصول کی۔ عوام نے سوچا۔ کہ جب ہر شخص مالدار بن سکتا ہے۔ تو وہ کیوں نہ بنیں۔

رشوت ستانی کی ایک اور بنیادی اور بڑی وجہ کنٹرول کا بڑھتا ہوا نظام ہے۔ تجارت اور صنعت کا نظام تو بالکلیہ کنٹرول کے تحت ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھوٹے سے کام کے لئے ایک شخص پرمٹ یا لائیسنس حاصل کرنے پر مجبور ہے اس طرح ساری پبلک سرکاری ملازموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے سرکاری ملازمین کے بھی اتنے وسیع اختیارات ہیں۔ کہ وہ تجارت پیشہ لوگوں اور صنعت کاروں کی سرپرستی کر سکتے ہیں۔ اُن کے قلم کے الٹ پھیر سے لاکھوں کے وارے نیارے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح رشوت اور بددیانتی کے امکانات بے حد وسیع ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں مناسب یہ ہے۔ کہ

۱۔ مقدمات اور امور سرکاری میں وزراء سیاسی قائدین اور ارکان اسمبلی کے بے جا مداخلت کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔ اور سرکاری حکام کو اس کی ضمانت دی جائے۔ کہ وہ ان سفارشا... کیخلاف ورزی پر سفارش کنندہ کے عتاب سے محفوظ رہیں گے

۲۔ ایمان دار و وفادار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے اعزاز اور تمغوں کے طریقہ کی تجدید کی جائے۔

۳۔ سرکاری ملازمین کے سفر خرچ اور تنخواہوں کے بل کی فوری ادائیگی کا انتظام کیا جاوے اور اخراجات زندگی میں اضافہ کے تناسب سے گرانی الاونس اور تنخواہ کے سکیل پر نظر ثانی کی جاوے۔

۴۔ اعلیٰ حکام کو مجبور کیا جاوے۔ کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں۔

۵۔ رشوت کھانے والے افسروں کے خلاف کارروائی کو آسان اور مؤثر بنایا جائے۔ سزا فوراً دی جاوے۔ اور جتنا بڑا افسر ہو اتنی ہی زیادہ سزا دی جاوے۔

۶۔ کنٹرول کے نظام کو ختم کر کے ایک عام آدمی کی زندگی میں کم سے کم مداخلت کی جاوے۔ ع

رُخ سوئے میخانہ دارد پیرما

چیست یاران طریقت بعدازیں تدبیرما

نظم از حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی

(۱)۔ زمیں بدلی زماں بدلا۔ مکیں بدلے مکاں بدلا
(۲)۔ نہ میں بدلا نہ تو بدلا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۳)۔ زمانے کی روش بدلی۔ زمین و آسمان بدلے
(۴)۔ نہ بدلا فکر انسانی۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۵)۔ وزارت ہی بدلنی تھی۔ تو پھر بدلی تو کیا بدلی
(۶)۔ نہ بدلا جو بدلنا تھا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۷)۔ نہ عادت حکمراں بدلی۔ نہ حالت بیکساں بدلی
(۸) حکومت ہی نہ جب بدلی۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۹) نہ راشی کی روش بدلی۔ نہ خویشاں پروری بدلی
(۱۰) نہ یہ بدلی نہ وہ بدلی۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۱۱) بدلنا ہے اگر تجھ کو۔ بدل جیسے عمر بدلے
(۱۲) نہ جیسے بوجہل بدلا۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۱۳) بدل دے جو بدلنا ہے۔ بدلنا جرم ہے مخفی
(۱۴) بدلنا ہی نہ گر بدلا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا

پاکستان کے مطالبہ کے وقت مسلمانوں کا نعرہ

اے پاکستان میں بسنے والو۔ آپ کو یاد ہے پاکستان کے مطالبہ کے وقت اپنا یہ نعرہ گلی کوچوں سڑکوں اور شاہ راہوں پر ہزارہا کی تعداد میں جلوس نکال کر لگاتے تھے۔ "پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ کہ پاکستان میں فقط اللہ تعالےٰ کی حاکمیت ہوگی۔ اور کیا اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اس ملک میں سوائے قانون الٰہی یعنی قرآن مجید کے اور کوئی قانون

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

بقیہ خطبہ: ——— (صـ۱۲ سے آگے)

نافذ نہیں ہوگا۔ اور اے مسلمان کیا یہ تیرا عقیدہ نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

حاصل

اس مطالبہ کا یہ نکلا۔ کہ حدود پاکستان کے اندر کتاب (قرآن مجید) اور سنتہ (رسول) کے مطابق قانون نافذ ہوگا

دستور ساز اسمبلی کی تصدیق

پاکستان کے مقصد لا الہ الا اللہ ہونے کی جو توجیہ میں نے کی ہے۔ اس میں توجیہ قرار دے کر میں مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم نے کی ہے۔ جو دستور ساز اسمبلی نے منظور کی ہوئی ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کی قرداد

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و حریت ومساوات ورواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں۔ ترتیب دے سکیں۔

شہیدوں کی دس لاکھ روحوں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو، مشرقی پنجاب میں جو دس لاکھ مسلمان شہید کئے گئے تھے، اُن کی روحیں تمہیں زبان حال سے پکار رہی ہیں کہ جب ہمیں محض کلمہ گو ہونے کے باعث انتہائی بے دردی اور سفاکی سے اپنے بیوی بچوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا اور ہم نے کلمہ کے ناموس کی خاطر جان دے دی تھی، تو اب پاکستان میں خوشیاں منانے والو اب کیوں کلمہ لا الہ الا اللہ کے جھنڈے کو سربلند نہیں کرتے؟ اور اب کیوں اسلام محمدی کا نام لینے سے گھبراتے ہو؟ اور سیکولر سٹیٹ "لادینی" ریاست بنانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ یاد رکھو ہمیں ذبح کرا کر تم نے پاکستان میں اسلام کا جھنڈا بلند نہ کیا تو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گلے ہوں گے۔ اور احکم الحاکمین کا دربار انصاف ہوگا۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

اگر قیامت پر ایمان ہے

اور اعمال کی جزاء وسزا کے قائل ہو تو پھر تمہارے لئے دنیا میں عزت پانے اور آخرت میں اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا جھنڈا بلند ہو اور اس کے ماتحت کتاب وسنت کا قانون رائج ہو (ارواح شہداء کا مطالبہ ختم)

لاکھوں بیوگان کا مطالبہ

اے پاکستان میں بسنے والو، خواہ عوام ہو یا خواص۔ رعایا ہو یا حکام، تم سے لاکھوں بیوگان یہ مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ اے ہمارے سہاگوں کے خون کی ہولی کھیل کر اور ہمیں دربدر دھکے دلا کر پاکستان بنانے والو، اب کیوں اس خدا کے قانون کو پاکستان میں نافذ نہیں کرتے، جس کے لئے ہمارے سہاگوں کو بھینٹ چڑھایا تھا۔ اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ورنہ قیامت کے دن دربار شہنشاہ میں ہم مستغیث ہوں گی اور آپ مستغاث علیہ ہوں گے۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

لاکھوں یتیموں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو، تم سے وہ بے کس اور بے بس در در کے دھکے کھانے والے یتیم بچے بزبان حال مطالبہ کر رہے ہیں کہ اے پاکستان کے باشندو، ہمارے شفیق اور مہربان باپوں کے خون سے ہولی کھیل کر پاکستان بنانے والو، ہمارے باپوں کو جس مقصد کے لئے قربانی کا بکرا بنایا تھا اس وعدے کو پورا کرو۔ یعنی لا الہ الا اللہ والا قانون بنا کر پاکستان میں نافذ کر دو۔ تو فبہا، ورنہ یاد رکھو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے ہم مستغیث ہوں گے اور تم مستغاث علیہ ہو گے۔ اور احکم الحاکمین کا دربار ہوگا جس میں ہر فیصلہ صحیح ہوگا اور ہر مظلوم کی داد رسی ہوگی۔ اور کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ پھر دیکھنا کہ کس کو داد ملتی ہے اور کس کو پابزنجیر کر کے دوزخ میں بھیجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا ایک ضروری مطالبہ

دستور ساز اسمبلی جو قانون بنائے اس پر نظر ثانی کرنے کے لئے مستند اور مقتدر علمائے کرام کا ایک بورڈ نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ دستور ساز اسمبلی کے اراکین کا عالم دین ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے ممکن ہے کہ بعض قوانین یا ان کی بعض شقیں دین محمدی (جو تیرہ سو سال سے آرہا ہے) کے خلاف تجویز ہو جائیں اور علماء کرام کے اس بورڈ کا فیصلہ خواہ متفقہ ہو یا اکثریت کی تائید اسے حاصل ہو۔ وہی قطعی اور آخری فیصلہ سمجھا جائے

اس بورڈ کے دو شعبے

(ا) سنیوں سے متعلقہ احکام پر نظر ثانی کرنے والا بورڈ سنی علماء کا ہوگا۔

(ب) اور شیعہ حضرات کے متعلقہ قوانین کی دیکھ بھال کرنے والا بورڈ شیعہ حضرات کے مستند علماء کرام سے مرتب ہوگا شیعہ حضرات کے متعلق بھی اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو زندہ، تابندہ اور پائندہ بنانے کے اصول

پہلا

یورپین تہذیب وتمدن میں سے مخرب اخلاق چیزوں کو روکنا۔ مثلاً مخلوط تعلیم۔ دفاتر میں مخلوط ملازمتیں، سینما، ڈانس، جوئے کی مختلف صورتیں مثلاً لاٹری وغیرہ

دوسرا

سکولوں اور کالجوں میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ایک معقول درجہ تک پڑھائی جائے تاکہ انہیں اسلام کی اہمیت، معقولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا یقین کامل ہو جائے اور دین اسلام کے متعلق طلبہ اور طالبات کو اتنے معلومات ہوں کہ وہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی فوقیت بدلائل واضح کر سکیں۔ اور زمانہ تعلیم میں ان میں عملی روح پھونکنے کی بھی پوری کوشش کی جائے۔ مثلاً نماز پڑھنے روزہ رکھنے کو لازمی قرار دیا جائے۔

تیسرا

"جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں تاکہ باقی کے ہوش ٹھکانے پر آجائیں۔ مثلاً سگریٹوں کو رشوت خوروں کو، اغوا کنندگان کو، چوروں کو، ڈاکوؤں کو بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو، بددیانت افسروں کو وغیرہ وغیرہ۔

چوتھا

مسلمانان پاکستان میں "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کی حفاظت کے لئے جذبۂ جہاد پیدا کرنا۔ کہ اگر پاکستان کی کسی سرحد پر دشمن حملہ آور ہو تو سارے پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کے شعلے بھڑک اٹھیں۔

پانچواں

مسلمانوں کو جب پاکستان کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رکھنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لائسنس کی پابندی ہٹا دی جائے اور مسلمانوں کو ہتھیاروں کے رکھنے اور ان کے استعمال کی طریقے سیکھنے کی عام اجازت دی جائے۔ قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(باقی صـ۲۴ پر)

رشتہ داروں کو صدقات دینے کا اجر

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین پر صدقہ (کا ثواب صرف) ایک ہی صدقہ ہے۔ اور رشتہ دار پر صدقہ دو نیکیاں ہیں: صدقہ اور صلہ رحمی۔ (ابن ماجہ: ۱۸۴۴)

بقیہ خطبہ (صفحہ ۲۳ سے آگے)

جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی خدمت

میں اپنی اور اپنے ہم مشرب اور ہم مسلک علماء کرام کی طرف سے جذبۂ جہاد کی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدمات پیش کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ خزانۂ پاکستان سے تنخواہ نہیں لیں گے البتہ بہترین نئی اور تیز رفتار موٹریں اور پٹرول اور ڈرائیور حکومت کے ہوں گے۔

بشرطیکہ

علماء کرام یہ خدمت حسبۃً للہ مفت انجام دیں گے بشرطیکہ حکومت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان پہلے چار اصول کو عملی جامہ پہنا دے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ط

مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے۔ وہ اس کے جبڑوں سے اسے اس کو پکڑ لے گا پھر اس سے کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ (شعب الایمان: ۳۰۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم جمعہ ۲۲ رمضان المبارک ۴ رمئی ۱۹۵۶ء

اسلام نظام رحمت ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ لاہور

اسلام محض رحمت ہے

(وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین) سورۃ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷ ترجمہ۔ اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

یعنی تیری ذات کو صرف انعام اور بخشش پیدا کیا۔ خلقت کیواسطے تیرے طفیل تیری امت کو بخشوں گا۔ قیامت کو۔ اور تیرے ہونے سے مکہ کے لوگوں پر عذاب نہیں ہوتا۔ چونکہ تو ان کے بیچ میں ہے اور اس سبب سے یہ عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔

سارے دین کا منبع حضورؐ انور کی زبان مبارک ہی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتب اللہ وسنۃ رسولہ)؟ ترجمہ۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو پکڑے رہوگے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی پہنچی ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز کسی چیز کے اندر ہوتی ہے۔ باہر بھی اس سے وہی چیز نکلتی ہے۔ مثلاً برتن کے اندر گھی ہے۔ تو باہر بھی ٹپک کر گھی ہی نکلیگا۔ اور اگر اندر گاسلیٹ ہے۔ تو باہر بھی گاسلیٹ ہی ٹپک کر نکلے گا۔

لہذا ثابت ہوا

کہ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس لئے آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب رحمۃ ہی رحمۃ ہیں۔

ہر شخص اتنا ہی حصہ رحمت الٰہی سے پائیگا

لہذا جو شخص ان دونوں چیزوں کو جتنا اپنائیگا یعنی جتنا ان دو چیزوں کو اپنے عمل میں لائے گا۔ اتنی ہی اللہ تعالےٰ کی رحمت اس پر نازل ہوتی جائیگی۔ جہاں رحمت الٰہی کی بارش ہوگی۔ وہاں سے زحمت اور مصیبت دور ہوتی جائے گی۔

دنیاوی آسودہ حالی کے لئے ایک مجرب نسخہ

اگر کوئی شخص فقط اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کے لئے جنگل میں جھونپڑی بنا کر بیٹھ جائے اور دل میں اللہ تعالےٰ سے یہ پختہ عہد کرے۔ کہ اے اللہ میں سب انسانوں سے اپنے دل کی آرزوں کو ہٹا کر فقط تیرے دروازہ کا محتاج ہو کر تیرے قرآن مجید کی خدمت کرونگا۔ ممکن ہے۔ بلکہ اغلب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے قاعدہ کے مطابق پہلے اسے آزمائیں گے۔ باوجود قرآن مجید کی خدمت کرنے کے ممکن ہے۔ کہ فاقے بھی آئیں۔ تن ڈھکنے کے لئے کپڑا بھی میسر نہ آئے اور دھجیاں لگا کر نماز ادا کرنی پڑے۔ بیمار ہو۔ تو دوائی کے لئے ایک پیسہ بھی پاس نہ ہو۔ اعلان شاہنشاہی (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ سورۃ البقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۹ ترجمہ اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو

امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد

اگر وہ شخص ثابت قدم رہا۔ اور مایوس ہو کر قرآن مجید کی خدمت کو نہ چھوڑا۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد رزق کی فراوانی کا دور آئے گا۔ کہ اس شخص کی قرآن مجید کی خدمت کی برکت سے چاروں طرف سے اس کے پاس رزق آئیگا۔ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔ اور کسی انسان کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا۔ ایسے ہی انسانوں کے حق میں ہے۔ (یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ یَنصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ) سورۃ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶ ترجمہ اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے۔ تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ لہذا یہ کامیابی رحمۃ للعالمین کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی رحمت والی کتاب مبارک کی برکت سے ہوگی

رحمۃ للعالمین کی طرف سے رحمۃ کی تعلیم

عن عبداللہ رضؓ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رواہ ابوداؤد والترمذی۔ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ جو زمین میں ہیں۔ ان پر تم رحم کرو جو (اللہ تعالےٰ) آسمانوں پر ہے۔ وہ تم پر رحم کرے گا

زمانہ جاہلیت میں دختر کشی

"اور مدعیان شرافت بڑی دلیری اور فخر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے" منقول از رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۳۰

لڑکیوں پر شفقت کرنے کی تعلیم اور اس کی جزا

عن عائشہؓ قالت جاءتنی امرأۃ ومعہا ابنتان لہا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتہا ایاہا فقسمتہا بین ابنیتہا ولم تاکل منہا ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال من ابتلی من ہذہ البنات بشیء فاحسن الیہن کن لہ سترا من النار۔ متفق علیہ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں بھی تھیں مجھ سے اس نے سوال کیا۔ اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا۔ پھر میں نے اسے وہی دیدی۔ پھر اس نے اس کھجور کو دونوں لڑکیوں میں تقسیم کردیا۔ اور خود نہ کھائی۔ پھر کھڑی ہوئی۔ پھر چلی گئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ پھر میں نے آپ کو یہ واقعہ ذکر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈالا گیا۔ پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کے آگے پردہ بن جائیں گی۔

عبرت

عرب کے دولت منداور شرفاء جن لڑکیوں کے وجود کو اپنے لئے باعث ننگ وعار خیال کرکے انہیں زندہ دفن کرتے تھے۔ رحمۃ للعالمین نے ان کی عمدہ خدمت کرنے والوں کو دوزخ سے آزادی کا اعلان فرمایا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمۃ انا وھو ھکذا وضم اصابعہ (رواہ مسلم)

ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دو لڑکیوں کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں۔ قیامت کے دن وہ آئیگا میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

ببین تفاوت راہ از کجاہ است تا بکجا

جنہیں آپ کی بعثت سے پہلے قتل کرنا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ اب انہیں کی پرورش کرنے سے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کی معیت کا شرف حاصل ہورہا ہے

قبل از بعثت یتیموں کی حق تلفی

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۲ پارہ ۴ اور یتیموں کو ان کا مال دیدو۔ اور نہ بدل لو میرے مال کو اچھے مال سے اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ نہ کھاؤ۔ یہ بڑا وبال ہے۔ اور اگر ڈرو۔ کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے۔ تو نکاح کرلو۔ اور عورتیں جو تم کو پسند آئیں۔ دو دو تین تین چار چار۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

یعنی یتیم بچے جن کا کہ باپ مرگیا ہو۔ ان کے متعلق ان کے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے۔ کہ جب وہ بالغ ہوجائیں۔ تو ان کا مال ان کے سپرد کردے۔ اور زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لے کر اس کے معاوضہ میں بری اور گھٹیا چیز ان کے مال میں شامل نہ کردے۔ اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاوے۔ مثلاً ولی کو اجازت ہے۔ کہ اپنا اور یتیم کا کھانا مشترک اور شامل رکھے۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ یتیم کا نقصان نہ ہونے پائے۔ یہ نہ ہو۔ کہ اس شرکت کے بہانے سے یتیم کا مال کھاجاوے۔ اور اپنا نفع کرلے۔ کیونکہ یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔ احکام متعلقہ ایتام ان یتیموں کے حکم کے شاید اس لئے مقدم بیان فرمایا کہ یتیم اپنی بے سروسامانی اور مجبوری اور بیچارگی اور بے کسی کے باعث رعایت و حفاظت وشفقت کا نہایت محتاج ہے اور اسی اہتمام کی وجہ سے۔ تبدیل اور شرکت کے نقصان کی بھی کھول کر ممانعت فرمادی۔ اور آئندہ متعدد آیات میں بھی یتیموں کے متعلق چند احکام ارشاد ہوئے جن سے اہتمام مذکور ظاہر وباہر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ تمام احکام اور تاکیدات جملہ یتیموں کے حق میں ہیں۔ البتہ وہ یتیم جو قرابت دار ہیں۔ ان کے بارہ میں تاکید میں زیادہ شدت ہوگی۔ اور وہی شان نزول اور سبب ربط بین الایات ہیں اور عادت اور عرف کے بھی موافق ہیں۔ کیونکہ یتیم بچہ کا ولی اکثر اس کا کوئی قریب ہی ہوتا ہے۔ احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں۔ اور وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی۔ تو اب دو صورتیں پیش آتیں۔ کبھی تو یہ ہوتا۔ کہ ولی کو اس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے۔ تو وہ ولی اس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کرلیتا۔ کیونکہ دوسرا شخص اس لڑکی کا حق مانگنے والا تو کوئی ہے ہی نہیں۔ اور کبھی یہ ہوتا۔ کہ یتیم لڑکی کی صورت تو مرغوب نہ ہوتی۔ مگر ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے سے نکاح کردوں گا۔ تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائے گا۔ اور میرے مال میں دوسرا شریک ہوجائیگا۔ اس مصلحت سے نکاح تو جوں توں کرلیتا۔ مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اور اولیاء کو ارشاد ہوا۔ کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے۔ کہ تم یتیم لڑکیوں کی بابت انصاف نہ کرسکوگے۔ اور ان کے مہر اور ان کے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہوگی۔ تو ان سے نکاح مت کرو۔ بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں۔ ان سے ایک سے چھوڑ چار تک کی تم کو اجازت ہے۔ قاعدہ شریعت کے مطابق ان سے نکاح کرلو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین کی برکت سے یتیم لڑکیوں کو ظالم وارثوں کے پنجہ سے نجات دلائی۔ کہ اگر ان سے دلی رغبت نہیں ہے۔ تو محض ان کے مال پر قابض رہنے کے خیال سے ان کے ساتھ نکاح مت کرو۔

احکام شرعیہ کی بناء ہی رحمت پر ہے

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو رحمۃ للعالمین کی ساری شریعت ہی رحمۃ اور شفقت پر مبنی ہے

۱ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ مشرک کو ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ لہذا امام الانبیاء کی شریعت میں شرک کو حرام کردیا گیا۔

۲۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ کافر کو قیامت کے دن ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ اس لئے آپ کی شریعت میں کفر کو حرام قرار دیا گیا

۳۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ نفاق اعتقادی کے منافق کو ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ لہذا آپ کی شریعت میں نفاق اعتقادی کو حرام قرار دیا گیا۔

۴۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ زانی دوزخ میں جائیگا۔ لہذا آپ کی شریعت میں زنا حرام قرار دیا گیا۔

علیٰ ہذا القیاس

رحمۃ للعالمین کی شریعت میں ہر وہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے۔ یہ ضابطہ اور قانون رحمۃ للعالمین کی رحمۃ عامہ اور تامہ کی بناء پر ہی ہے۔ تاکہ آپ کی امت دربار الٰہی میں سرخرو ہوکر جائے

اوامر کی روح

رحمۃ للعالمین کی شریعت میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں بھی دراصل رحمۃ للعالمین کی رحمت ہی تقاضا کررہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندے یہ کام کریں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہوجائے۔

۱۔ مثلاً کلمہ توحید کا اقرار اس لئے شریعت میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ اس کے سوا اللہ تعالےٰ کا راضی ہونا ناممکن ہے

۲۔ پنجوقتہ نماز کی پابندی میں بھی یہی حکمت ہے۔ کہ جب تک انسان اپنی بندگی کا عملی ثبوت نہ دے۔ اللہ تعالےٰ فقط زبانی جمع خرچ کرنے سے راضی نہیں ہوسکتا۔ یہ تعلیم و تلقین بھی دراصل رحمۃ للعالمین کی رحمت کا تقاضا ہے

۳۔ مسلمان کے ذمہ اگر صاحب نصاب ہو تو زکوۃ لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس حکم میں بھی دراصل سراسر رحمت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تاکہ انسان اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کردے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوجائے

۴۔ رحمۃ للعالمین کی شریعت میں ماہ رمضان مبارک کے روزے ایک لازمی چیز ہیں۔ اس میں بھی رحمت اور شفقت کا ہی پہلو ہے۔ تاکہ انسان یہ ثابت کردے۔ کہ اے اللہ مجھے تمام خواہشات نفسانی سے تیری رضا زیادہ محبوب اور مقصود ہے۔

۵۔ رحمۃ للعالمین کی شریعت میں صاحب توفیق پر حج فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس میں رحمت

خدام الدین - لاہور
۱۸ مئی ۱۹۵۶ء

(بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے)

شفقت کا پہلو ہی نظر ہے۔ اگر خانہ کعبہ کی زیارت سے ساری عمر کے گناہ معاف ہو جائیں۔ یہ تو بڑا ہی سستا سودا ہے۔

۶۔ رحمۃ للعالمین کی شریعت میں زنا کے حرام کرنے میں بھی رحمت اور شفقت کا پہلو مدنظر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زانی مرد اور زانی عورتوں کو دوزخ میں جلتے ہوئے دیکھ کر آئے ہیں۔ لہذا اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے

میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ رحمۃ للعالمین کی ساری شریعت جس کا متن قرآن مجید ہے۔ اور شرح حدیث رسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔ اس کے تمام احکام میں خواہ اوامر ہوں۔ یا نواہی ہوں۔ فقط رحمت اور شفقت ہی پیش نظر ہے۔ جو لوگ ان احکام کی تعمیل کریں گے۔ ان پر دنیا اور آخرۃ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت ہوگی۔ جو لوگ ان احکام کی مخالفت کریں گے۔ ان کی دنیا اور آخرۃ دونوں برباد ہونگی۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى الآیۃ۔ وما علینا الا البلاغ

انسانی بدن کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کروادینا صدقہ ہے۔ کسی آدمی کو اس کے سوار ہونے میں مدد دینا یا اس کی سواری پر اس کا مال واسباب لاد دینا صدقہ ہے۔ کسی سے اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھے صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۹۸۹)

انسان کے کام آنے والا مال

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ سورۃ التکاثر پڑھ رہے تھے اور فرمارہے تھے: ابن آدم کہتا ہے "میرا مال، میرا مال" حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور ختم کر لیا، یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کرلیا، یا جو تو نے صدقہ کر دیا اور آگے پہنچا دیا۔ (صحیح مسلم: ۳۰۶۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبۃ الجمعۃ - ۷ شوال ۱۳۷۵ھ - ۱۸ مئی ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی تابعداری میں نفع تمہارا ہی ہے اور نہ کرنے میں نقصان بھی تمہارا ہی ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

اعلان اوّل

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۴ پ ۲۴)

ترجمہ:- ہم نے تم پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لئے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو جو شخص ہدایت پاتا ہے۔ تو اپنے بھلے کے) لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید تو ہر معاملہ میں انسان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً اخلاقی ہو۔ معاشرتی۔ اقتصادی ہو، یا سیاسی۔ اور یہ بھی قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ تیرے رب کے ارشادات صداقت اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ لہذا جو اس کی ہدایات پر عمل کرے گا۔ اس کے اعمال میں سچائی اور انصاف کی جھلک نظر آئے گی۔ اور اس کے خلاف کرنے والوں کے اعمال میں جھوٹ اور بے انصافی پائی جائے گی اور نتائج بھی اعمال کے لحاظ سے نکلیں گے۔ سچائی اور انصاف والوں کے لئے رحمت اور مغفرۃ ہوگی جھوٹ اور بے انصافی والوں کے لئے غیض و غضب الٰہی نازل ہوگا۔

اعلان دوم

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝) سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ:- اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ بہشت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ اور خدا سے نہ ڈرنے والوں کے سامنے دوزخ کو لایا جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے اتباع میں نفع ہمارا ہی ہے اور مخالفت کرنے میں بھی نقصان ہمارا ہی ہے

اعلان سوم

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے۔ وہ نجات پانے والے ہوں گے۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا۔ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب۔ ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم گمراہ ہونے والے لوگ تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کی تھی وہ عذاب الٰہی سے قیامت کے دن نجات پا جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے پیغام ہدایت پہنچنے کے باوجود اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا ان کے اعمال کی خدا تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت اور کوئی وزن نہیں ہوگا۔ اور وہ اس دن تسلیم کریں گے کہ قرآن مجید کی ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا۔ اور ان کے مخالف ہو کر زندگی بسر کرنا ہماری بدبختی تھی۔

بدبختوں کی درخواست کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) میں سے نکال دے (یعنی پھر دنیا میں بھیج دے) اگر پھر ہم نے (ایسا ہی) کیا (یعنی قرآن مجید کو ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کیا) پھر بیشک ہم ظالم ہونگے (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ اسی (دوزخ) میں ذلیل ہو کر رہو۔ اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اگرچہ اعلان عام ہے

اگرچہ مذکورۃ الصدر آیات میں اعلان عام ہے کہ تمام کتب سماویہ کے ماننے والوں کو قیامت کے دن نجات حاصل ہوگی۔ اور نہ ماننے والے اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے۔ مگر دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔ اسی اعلان عام میں قرآن مجید کے ماننے والے اور نہ ماننے والے بھی شامل ہیں۔

لہٰذا

ثابت ہوا۔ کہ انسان کی نجات کا مدار قرآن مجید کی تابعداری پر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

انسان کا نفع قرآن مجید کے اتباع میں کن کن حدود تک ہے

(۱) (تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ الواقعہ رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- (یہ قرآن مجید) پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی صفت ربوبیت نے تقاضا کیا تھا۔ کہ انسان کی راہ نمائی کے لئے یہ مجموعہ ہدایات نازل کیا جائے۔ لہذا انسان کا فرض عین ہے کہ اس مجموعہ ہدایات کو دل سے مانے۔ اور اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔ تاکہ وفاداران الٰہی میں شامل کر لیا جائے۔

(۲)

(تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۱ پ ۲۴

ترجمہ:- (یہ کتاب) رحمٰن اور رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کو انسان پر جو مہربانی اور شفقت ہے اس کا یہ تقاضا تھا کہ اس کی راہنمائی کے لئے قرآن مجید نازل کیا جائے۔ لہذا انسان کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے۔ کہ اس مجموعہ ہدایات کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔

(۳)

(تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝) سورۃ حٰمٓ السجدہ رکوع ۱ پ ۲۴

ترجمہ:- (اور یہ کتاب) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے۔

جب دانا کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ تو اس

کی ہر بات میں دانائی ہوگی۔ لہٰذا انسان کا فرض عین ہے۔ کہ دانائی کے مجموعہ ہدایات کو دستور العمل بنائے تاکہ اس کے عمل حیات میں دانائی اور عقلمندی کا نور نظر آئے۔ اور چونکہ یہ کتاب خوبیوں والے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس کی ہر ہدایت میں خوبی کا نور ہوگا۔ لہٰذا اگر انسان اپنے ہر عمل حیات میں خوبی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس خوبیوں والے خدا کی طرف سے جو نازل شدہ دستور العمل حیات ہے۔ اسے اپنا معمول بنائے۔ اسی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے۔

قرآن مجید چمکتا ہوا نور ہے

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ سورۃ النساء رکوع ۲۴ پ ۶

ترجمہ:۔ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے۔ اور ہم نے (گمراہی کا اندھیرا دور کرنے کے لئے) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیجدیا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص اس چمکتے ہوئے نور کی روشنی میں دنیا کی زندگی بسر کرے گا۔ وہ منزل مقصود (دربار الٰہی) تک پہنچ جائے گا۔ اور جو شخص اس چمکتے ہوئے نور سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کے گڑھے میں گر کر مرجائے گا۔ اور قیامت کے دن نامراد ہو کر دوزخ میں جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْہُ

شکریہ

قرآن مجید اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعہ سے راہنمائی حاصل کر کے بہشت میں پہنچنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸

ترجمہ:۔ اور کہیں گے۔ خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہمیں یہاں کا راستہ نہ دکھاتا۔ تو ہم راستہ نہ پاسکتے۔ بیشک ہمارے رب کے رسول حق کی بات لے کر آئے تھے۔ اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی۔ کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے۔ اس بہشت کے وارث بنائے گئے ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید کی تابعداری ہی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے۔ دنیا میں ان لوگوں نے اس کی راہ نمائی سے نیک کام کئے۔ اور آخرت میں انہیں نیک کاموں کی برکت سے بہشت کا داخلہ نصیب ہوا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاِتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اٰمین یا ارحم الراحمین!

عرش والے کے ہاں کوئی کمی نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے بلال! (ضرورت مندوں پر) خرچ کرو اور عرش والے سے یہ ڈر مت رکھو کہ وہ دینے میں کمی کر دے گا۔ (شعب الایمان: ۱۲۸۳)

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور کیجئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (سنن ترمذی: ۶۶۴)

صدقہ کیجیے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالی قلت کا شکار آدمی کا محنت کر کے صدقہ نکالنا۔ (مسند احمد: ۲۰۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعہ ۱۴ شوال ۱۳۷۵ھ - ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء

مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۵) سورۃ آل عمران۔ رکوع ۱۱ - پارہ ۴

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت

وَوَصّٰی بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۵) سورۃ البقرہ رکوع ۱۶ پارہ ۱

ترجمہ اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی۔ کہ بیٹا اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، پھر نہ مرنا مگر مسلمانی پر۔

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

اس آیت کے حاشیہ پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، "یعنی ایک دم کے لئے دین کو نہ چھوڑیو مرتے وقت تک اسی دین میں مرجائیو"

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان کو مرتے دم تک ہر معاملہ میں اسلام کے احکام کی پابندی لازمی ہے، اور یہ فیصلہ ہے کہ اسلام کے احکام کا اصل منبع قرآن مجید ہے، اور اس کی مکمل عملی تشریح حدیث رسولؐ خدا ہے۔

سکرات کے وقت کیا کرنا چاہیئے

مسلمانوں میں عام طور پر یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب مریض پر سکرات طاری ہوتی ہے، اس وقت عورتیں چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیتی ہیں، اور رونے کا اتنا شور ہوتا ہے کہ کوئی بات کرے تو سنائی نہیں دیتی، حالانکہ یہ چیز اسلام کے قاعدہ کے بالکل خلاف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو:-

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ مسلم ابی سعیدؓ اور ابی ہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

تلقین کا طریقہ

یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر آہستہ آہستہ دھیمی آواز سے لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ پڑھا جائے، تاکہ مرنے والا سن کر وہ بھی کلمہ پڑھنے لگ جائے اور اس کا خاتمہ اسی کلمہ پر ہو جائے۔

کلمہ پڑھتے پڑھتے مرنے کا ثواب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:- معاذؓ بن جبل سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو، وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

مرنے والے کے پاس سورہ یٰس پڑھنی چاہیئے

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاكُمْ

رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ترجمہ معقل بن یسارؓ سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰس پڑھو۔

میت کو بوسہ دینا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَیِّتٌ وَهُوَ یَبْكِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهِ عُثْمَانَ رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ترجمہ:- عائشہؓ سے روایت ہے، کہا۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کو مرنے کے بعد بوسہ دیا۔ اور آپ رو رہے تھے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمانؓ کے چہرے پر گرے۔

بلا آواز نکالے رونا جائز ہے

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بلا آواز نکالے روئے تو جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَیِّتٌ رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:- عائشہؓ سے روایت ہے، کہا بیشک ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا۔

میت کو جلدی دفن کر دینا چاہیئے

مسلمانوں میں یہ رسم دیکھی جاتی ہے کہ فلاں رشتہ دار نے راولپنڈی سے آنا ہے، فلاں نے پشاور سے آنا ہے، اس لئے ان کے آنے کا انتظار کیا جائے، یہ چیز بھی خلاف شرع ہے۔

آنسو بہانا ممنوع نہیں

زبان سے شکایت کا کوئی لفظ نہ نکالا جائے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفٍ اِنِ الْعَجِیْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِیْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ متفق علیہ

ترجمہ:- انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیمؑ کی دایہ کے شوہر تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ کو اٹھا لیا، پھر اس کا بوسہ لیا، اور سونگھا، اس کے بعد پھر ہم ابوسیفؓ کے ہاں گئے ابراہیمؑ اس وقت حالت نزع میں تھے، اس کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں، عبدالرحمٰن

بن عوف سے عرض کی یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں، آپ نے فرمایا، اے ابن عوف یہ آنسو رحمت ہیں، اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں سے پھر آنسو جاری ہو گئے، اور آپ نے فرمایا، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، اور دل غمگیں ہے، اور ہم اپنی زبان سے نہیں کہتے، مگر وہی بات جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو، اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے البتہ غمگین ہیں۔

رخساروں پہ ہاتھ مارنے والیاں، گریبان پھاڑنے والیاں اور بین کرنے والیاں مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخساروں کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے، اور ایام جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے۔

عبرت

مسلمان عورتوں کو حضور انور کے اس اعلان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے، اور مذکور الصدر کاموں سے بچنا چاہیئے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہیں، اور قیامت کے دن شفاعت فرمائیں۔

صبر وہ ہے جو مصیبت کے شروع میں کیا جائے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى متفق علیہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی، تب آپؐ نے فرمایا۔ خدا سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا مجھ سے ہٹ جا، کیونکہ تمہیں مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچی، اس (عورت) نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، پھر اس سے کہا گیا، تحقیق وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی، اور وہاں دربانوں کو نہ پایا، پھر عرض کی، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، پھر آپ نے فرمایا۔ صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔

معنے

صبر وہ ہوتا ہے کہ جب مصیبت آئے، اور چوٹ لگے۔ اس وقت اللہ کی رضا پر راضی رہے اور صوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے جس میں شکایت پائی جاتی ہو۔

اولاد کے مرنے پر صبر کرنے کا اجر بہشت ہے

عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلٰٓئِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ رواہ احمد والترمذی

ترجمہ۔ ابی موسیٰ الاشعری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مومن بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی، وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر فرماتا ہے، تم نے اس کے دل کے پھل کو توڑ لیا، وہ کہتے ہیں۔ ہاں، پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے، میرے بندے نے کیا کہا پھر عرض کرتے ہیں، تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا، پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر بناؤ، اور اس کا نام بیت الحمد رکھو (یعنی شکر یے کا گھر)

دعا

اللہ تعالےٰ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس صحیح راستہ پر چل کر بہشت میں گھر بنوانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تین یا دو بچے مرنے پر صبر کرنے سے بہشت کا داخلہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ رواہ مسلم وفی روایۃ لہما ثَلٰثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی چند عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین بچے مر جائیں، اور وہ صبر و شکر کے ساتھ ثواب کی طالب ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگی، یہ سن کر ان عورتوں میں سے ایک نے عرض کی یا دو یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ یا دو۔

میت کا مال فقط چار جگہوں پر خرچ ہوگا

اوّل۔

میت کے جنازے کو قبر تک پہنچانے میں جو خرچ ہوگا، وہ اسی کے مال میں سے وصول کیا جائے گا۔ مثلاً کفن کا کپڑا، کفن سینے والے کی اُجرت، میت کو نہلانے والے کی اُجرت (اگر وہ مفت نہ نہلائے) جنازے کو قبرستان تک پہنچانے والوں کی اُجرت (اگر مفت پہنچانے والے نہ مل سکیں) قبر کھودنے والوں کی اُجرت سقہ کی اُجرت۔

دوم

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد اگر میت پہ قرض ہے، تو وہ اس کے مال میں سے ادا کیا جائے۔

سوم

اگر میت کوئی وصیت کر گیا ہے، جو کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے جائز تھی، تو وہ پوری کی جائے۔

چہارم

پہلی تین چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد شریعت نے جن وارثوں کو مال دلایا ہے ان کو بقیہ مال تقسیم کر دیا جائے۔

میت کے لئے خیرات

شریعت نے میت کے مال میں سے اس کے لئے خیرات کرنے کی کوئی مد مقرر نہیں رکھی، البتہ یہ جائز ہے کہ جو وارث بالغ ہیں، وہ اپنے حصہ میں سے کچھ یا سارا حصہ خیرات کر کے میت کی روح کو ثواب پہنچانا چاہیں تو جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ر شوال ۱۳۷۵ھ مطابق یکم جون ۱۹۵۶ء

سب سے بڑی خوشی کا دن

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! انسان دنیا میں پیدا ہونے کے بعد خوشیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ مثلاً امتحان میں کامیاب ہوا۔ منگنی ہوئی۔ شادی ہوئی اللہ تعالیٰ نے اولاد دی۔ پھر ان کی شادیاں کیں۔ وغیرہ وغیرہ اور غمیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ کبھی خود بیمار ہو گیا۔ کبھی چوری ہو گئی۔ کبھی بچہ بیمار ہو گیا۔ کبھی گائے مر گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج میں آپ کو ایک ایسی خوشی کی اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس سے بڑی خوشی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور وہ خوشی ایسی ہوگی۔ کہ جس کو وہ خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر کبھی غم نہیں دیکھے گا۔

قولہ تعالیٰ:۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝

(سورۃ حم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ:۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور غم کرو۔ اور تمہیں جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے۔ ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

شیخ الاسلام کا پہلی آیت پر حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ) کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی دل سے اقرار کیا۔ اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھیرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا۔ اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہنچانا۔ جو عمل کیا خالص اسکی خوشنودی اور شکر گزاری کے لیے کیا۔ اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ہمہ تن سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارت سناتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیا کے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے۔ اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی خوشی پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفاء کئے جانیوالے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی غم اور خوف آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔

شیخ الاسلام کا دوسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری آیت (نحن اولیاءکم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں "نحن اولیاکم کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے۔ اور آخرت میں بھی رفیق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کریں گے

شیخ الاسلام کا تیسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسری آیت (نزلا من غفور رحیم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "یعنی سمجھ لو۔ وہ غفور رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندہ ضعیف رب العزۃ کا مہمان ہو۔"

آخرت کی تمام نعمتیں دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں

برادران اسلام اور معزز خواتین اگر آخرت کی نعمتوں سے حصہ پانا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ مندرجہ ذیل نظام الاوقات حیاۃ انسانی کو اپنا لو۔ اور اس سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لو۔

نظام الاوقات:۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝

(سورۃ الدھر رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:۔ بے شک جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں خدا کے بندے پئیں گے۔ اور اس میں نہریں نکال لیں گے۔ یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی ڈرتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش ہے۔ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اوداس (اور ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچالے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔

ابرار کون ہیں!

موت کے وقت فرشتوں کی مبارکباد پیش کرنے کے وقت فہرست ابرار میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ابرار وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں جس کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو حکم ملے اس کی اپنی توفیق کے مطابق تعمیل بھی کرتے ہیں مثلاً کلمہ توحید کے پڑھنے کے بعد نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ ماں باپ کی نافرمانی زنا۔ شراب۔ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ حرام خوری قتل ناحق وغیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔

نذر پوری کرتے ہیں۔ کسی کام میں کامیاب ہونے

یا کسی مصیبت سے بچنے کے لئے جو نذر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اسے پورا کر دکھاتے ہیں۔

قیامت کے دن کا ڈر

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں۔ ہر نیکی کا کام اس نیت سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنی رضا کی سند عطا فرمائے۔ اور ہر بُرے کام سے اس لئے بچتے ہیں کہ ان بُرے کاموں کے باعث کہیں اُس دن دوزخ میں نہ جانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلانا

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ "اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش یا احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں (تنبیہہ) قیدی عام ہے مسلم ہو۔ یا کافر۔ حدیث شریف میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی ہے۔ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ چنانچہ صحابہؓ اس حکم کی تعمیل میں قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے۔ حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے مسلمان بھائی کا حق تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر لفظ اسیر میں ذرا توسع کر لیا جائے۔ تب تو یہ آیت غلام اور مدیون کو بھی شامل ہو سکتی ہے۔ کہ وہ بھی ایک طرح سے قید میں ہیں" از حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب کو ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور محض اپنے فضل سے ان مبارکباد حاصل کرنے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے۔

بہشت کی خوشخبری پانے والوں کی قبر کی کیفیت

ایک لمبی حدیث شریف کا ایک ٹکڑا

قَالَ فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا فَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ قَالَ وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيحِ فَيَقُولُ أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُولُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى أَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِي وَمَالِي) (الحدیث)

ترجمہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس روح کو پھر اس کے جسم میں ڈالدیا جاتا ہے اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کونسا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تم نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے (یعنی خدا کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے بہشت کا بستر بچھاؤ۔ اور اس کو بہشت کا لباس پہناؤ۔ اور بہشت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا۔ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے ہوتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے۔ تمہیں اس چیز کی خوشخبری ہو۔ جو تمہیں خوش کرنے والی ہے۔ اور یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر قبر والا اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو۔ کہ تمہارے چہرے سے بھلائی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہے گا۔ میں ہی تمہارا نیک عمل ہوں۔ قبر والا یہ سن کر کہے گا۔ اے میرے رب قیامت کو قائم کر۔ تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف جاؤں۔

بہشت کی خوشخبری ملنے والوں کے دُنیا کی زندگی میں اوصاف

(۱) اللہ کی عبادت کرنے والے۔

(۲) مذہب اسلام کے پابند۔

(۳) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے

(۴) قرآن مجید کو دل سے ماننے والے (ایمان) اور اس کے ہر حکم پر دل سے ہر لحظہ یقین لگانے والے۔

عبرت کی دعوت

برادران اسلام! اوپر کے عنوانوں میں جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے:-

ان کے آئینہ میں اپنا مونہہ دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ اُن میں غور کر کے دیکھو۔ آیا یہ چار چیزیں مکمل طور پر ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیں تو شکر کرو۔ اور اگر کمی ہے تو فوراً اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر لو۔ خدا جانے ایک گھنٹہ کے بعد ہی موت کا پیغام آنے والا ہو۔ وما علینا الا البلاغ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ شوال ۱۳۷۵ھ - ۸ جون ۱۹۵۶ء

ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

آج کے خطبہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ظلم ایک ایسی بُری عادت ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے مردود اور مغضوب ہو جاتا ہے۔ اور انسانوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے اور ظالم سے ہر ایک کا دل دکھی ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کے دل سے اس کے حق میں بد دعا نکلتی ہے

ظالم کے حق میں ارشاد نبویؐ

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَیْہِ بِجَنَازَۃٍ فَقَالَ مُسْتَرِیْحٌ وَّمُسْتَرَاحٌ مِّنْہُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْہُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاھَا اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْہُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ - متفق علیہ

ترجمہ:- ابی قتادہ سے روایت ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزارا گیا۔ آپ نے فرمایا راحت پانیوالا ہے یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ راحت پانے والا یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے اس کیا مطلب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بندۂ مومن دنیا کی تکلیف اور اس کے ایذا سے اللہ کی رحمت کی طرف (جا کر) آرام پانے والا ہے اور گنہگار بندے (جس میں ظالم بھی آتا ہے) سے بندے اور شہر اور درخت اور مویشی (اس کے مرنے سے) آرام پاتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مومن تو مرنے سے دنیا کی مصیبتوں سے بچ جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ بدمعاش اور ظالم سے ساری دنیا تنگ ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ اس کے ظلم کا احساس گلی کوچوں اور درختوں اور مویشیوں کو بھی ہوتا ہے۔ جب وہ خبیث مرتا ہے۔ تو سب کو راحت اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً

ایک شخص خدا تعالیٰ کی نعمتیں کھا پی کر سو جاتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا۔ بے نماز پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے جو اثرات آئیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمین بھی انہیں محسوس کرتی ہے۔ جب اس بے نماز کا جنازہ نکلے گا تو وہ زمین بھی خوش ہوگی۔ کہ اللہ تعالےٰ کا باغی مر گیا۔ اگر اس بے نماز اور بے دین نے بھینس رکھی ہوئی تھی۔ جب مرے گا وہ بھینس بھی خوش ہوگی۔ اچھا ہوا۔ یہ مردود مر گیا میرا دودھ پی کر خدا تعالےٰ سے بغاوت کرتا تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے بڑے مقاصد میں سے مظالم کا بند کرنا ہے

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْمَقَاصِدِ الَّتِیْ قُصِدَتْ بِبَعْثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ دَفْعُ الْمَظَالِمِ بَیْنَ النَّاسِ فَاِنَّ تَظَالُمَھُمْ یُفْسِدُ حَالَھُمْ وَیُضَیِّقُ عَلَیْھِمْ وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ (حجۃ اللہ البالغہ (باب) المظالم (من الجزء الثانی)

ترجمہ:- جان لو ان بڑے مقاصد میں سے جن کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوتی رہی ہے لوگوں کے درمیان میں سے مظالم کا دور کرنا بھی ہے۔ کیونکہ ان کے ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے ان کا حال تباہ ہو جائے گا۔ اور ان پر تنگی کی جائے گی۔ جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی انسان کے ظلم کا شاکی ہے

(وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝)

سورۃ ابراہیم رکوع ۷ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

ظالم اپنے اوپر خود ظلم کرتا ہے

ظالم یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اپنے ظلم سے دوسروں کو دکھ دوں گا۔ وہ یہ نہیں خیال کرتا اس ظلم کا الٹا اثر مجھ پر بھی لوٹ کر پڑے گا۔ کسی شاعر نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ:- اپنے کئے کا بدلہ پانے سے غافل نہ ہو۔ گیہوں بونے سے گیہوں اگتی ہے اور جو سے جو۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تو کسی سے برائی کرے اور تمہیں بدلے میں نیکی نصیب ہو۔

ایک شبہ

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ بدی کرنے والے سے نیکی کرو ایسی صورت میں بدی کرنے والے کو تو بدلے میں نیکی نصیب ہوئی۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرنے والا کا درجہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بلند ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کی خاطر صبر سے کام لیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدی کرنے والوں کو بدی معاف کر دی گئی۔ اس کی سزا کسی اور جگہ اسے مل جائے گی۔

اعلان الٰہی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان یہ بھی تو ہے:-

(فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝)

(سورۃ الزلزال پارہ عم ۳۰)

ترجمہ:- پھر جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے۔ وہ اس کو دیکھ لے گا۔

عبرتناک مثال

کہتے ہیں۔ ایک شخص پیشاب کر رہا تھا۔ ایک بچے نے آکر اسے دھکا دیا۔ اس نے اٹھ کر اس بچے کو دو پیسے دیدئے۔ اور کہا۔ کہ اسے کسی جگہ ایسی نہر ملے گی کہ میری کسر بھی نکل جائے گی۔ چنانچہ اس بے وقوف بچے نے یہ سمجھا۔ کہ شاید پیشاب کرتے وقت جس کو دھکا دوں گا۔ وہ دو پیسے دیا کرے گا۔ اس نے ایک دوسرے شخص کو پیشاب کرتے وقت دھکا دیا۔ اس نے اٹھ کر اتنا سخت مارا کہ پہلے شخص کی کسر بھی نکل گئی۔

حاصل

یہ ہے کہ ظالم کو اپنے ظلم کی منزل مل جاتی ہے۔

یہ الگ چیز ہے کہ کرتا کہیں ہے اور بھگتتا کہیں ہے۔ مثلاً جنگل کے ایک گاؤں میں قتل ناحق کیا اور سنٹرل جیل میں جاکر پھانسی کے تختہ پر چڑھا۔

اسی قانون الٰہی پر تمام قوموں میں عمل درآمد رہا

(اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝)

(سورۃ التوبۃ رکوع ۱۰ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- (کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو ان سے پہلے تھے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کی جڑ دراصل انسان کے اندر ہوتی ہے

اور جسم کے باہر ان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً خلطوں کا بگاڑ اندر ہوتا ہے۔ اور بخار کی گرمی بدن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ظلم ایک روحانی بیماری ہے اس کا باہر اثر یہ ہوتا ہے کہ ظالم ہر ایک کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کرتا ہے کہ جس طرح باؤلا کتا ہر اس چیز کو کاٹتا ہے جو سامنے آئے۔ بکری ہو یا بھیڑ۔ گائے ہو یا بھینس۔ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔

بعینہٖ اسی طرح ظالم

خدا تعالےٰ کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ انسانوں کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے حیوانات کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بے انصافی

(وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انھیں شمار نہ کرسکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان ہے کہ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ اور یہ ظالم کبھی کہتا ہے کہ آپ شاعر ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ آپ پاگل ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

انسانوں پر ظلم

مثلاً (وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝) سورۃ المطففین پارہ عم ۳۰)

ترجمہ:- کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

ویل کے تین معنے ہیں۔ افسوس۔ ہلاکت اور دوزخ میں ایک وادی کا نام بھی ہے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ظالم انسان۔ انسانوں کی حق تلفی سے بھی نہیں ڈرتا۔ خواہ دوزخ ہی میں کیوں نہ جانا پڑے تو کیا پھر یہ ظالم بادلے کتے کی طرح نہ ہوا۔ کہ جو سامنے آیا۔ اسے کاٹ کھایا۔

حیوانات پر ظلم

کرنے کے دو واقعات حدیث شریف میں بھی آئے ہیں۔ ایک اس عورت کا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں دیکھ کر آئے تھے جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لئے دیا۔ اور نہ کھولا۔ کہ خود اپنا رزق تلاش کر کے کھائے۔ اور وہ بلی اسی طرح بھوکی پیاسی مرگئی۔ دوسرا اونٹ کا واقعہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہو کر شکایت کی تھی یا رسول اللہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے۔ اور چارہ کم دیتا ہے۔

آجکل بھی

کثرت سے مظلوم حیوان دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی کمائی سے ظالم انسان اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ بلکہ اپنی ساری ضروریات پوری کرتا ہے۔ انھیں کو بھوکا رکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بھوک کے مارے ان کی کنکھیں خالی ہوتی ہیں اور پسلیاں نکلی ہوتی ہیں۔ مگر بچارے ظالم گاڑی بان کے جبر اور تشدد اور مار سے بوریوں سے لدی ہوئی گاڑی کو کھینچے جاتے ہیں۔ اے ظالم انسانو یاد رکھو۔ ان مظلوموں کی آہوں سے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ ان کی درد بھری آہوں کے باعث اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہو جائے اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں۔

شہری شیر فروشوں کا حیوانات پر ظلم

شہری شیر فروش گائے۔ بھینس کا دودھ دوہ کر بیچ دیتے ہیں۔ اور گائے اور بھینس کے بچوں کو عموماً دودھ نہیں دیتے۔ اور نہ وہ بچارے چارہ کھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے تین تین چار چار دن بھوکے پیاسے رہ کر سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔ یہ دودھ بظاہر حلال ہے۔ اور حقیقت میں حرام ہے کہ ان مظلوم بچوں کا حصہ غصب کر کے انسان پی رہا ہے

بظاہر حلال حقیقت میں حرام

عام طور پر مسلمانوں کو ظاہری طور پر حلال اور حرام کی تمیز ہے۔ مثلاً بکری حلال ہے اور خنزیر حرام ہے۔ کبوتر اور فاختہ حلال ہے۔ مگر باز اور گدھ حرام ہے۔ حالانکہ چاروں ہی پرندے ہیں مگر انھیں عام استعمال کی چیزوں میں کئی ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جو بظاہر حلال ہیں۔ اور حقیقت میں حرام ہیں۔ مثلاً ہم نے بکری یا گائے کا گوشت قصاب سے خریدا۔ بظاہر یہ گوشت حلال ہے لیکن وہ بکری یا گائے چوری کی تھی تو حقیقت میں حرام ہے۔

شرعاً مجرم نہیں ہیں

بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام چیز کے استعمال کرنے والے مسلمان شرعاً ہرگز مجرم نہیں ہیں۔ لیکن یہ چیز ضروری ہے کہ ایسی حرام چیزوں کے کھانے سے ان کے اخلاق اور عادات پر بے ساختہ برا اثر پڑے گا۔ اس آدمی کے صلاحیت اور شرافت کے آثار کم ہوتے جائیں گے۔ گناہ اور شرارت اور خباثت کے خیالات بڑھتے جائیں گے۔

وضاحت کیلئے ایک مثال

مذکورۃ الصدر مسئلہ کی وضاحت کے لئے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک شخص سنکھیا کا سفوف ارادہ کر کے کھائے اور مر جائے۔ تو وہ خودکشی کا مجرم اور اسکی سزا دوزخ ہے۔ اور اگر وہی سنکھیا کا سفوف کونین کا سفوف سمجھ کر کھائے اور مر جائے۔ اگرچہ خودکشی کا مجرم نہیں ہوگا۔ مگر سنکھیا تو اپنا اثر دکھائے گا۔ خون کے اسہال جاری ہوں گے۔ اور انتڑیاں کاٹ کاٹ کر باہر لائے گا۔

قیامت کے دن ظالم سے مظلوم کا حق دلایا جائیگا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ

مال کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام پورا کرنا ہے

حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے مال اس لیے اتارا ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور اگر ابن آدم کے پاس سونے چاندی کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ ایک اور کی تمنا کرے گا۔ اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی، البتہ جو توبہ کر لیتا ہے اللہ اس پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ (معجم کبیر: ۳۳۰۱)

ہمیشہ باقی رہنے والے اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے۔ (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔ (مسلم: ۱۶۳۱)

(باقی صفحہ پر)

بقیہ خطبہ

(صفحہ سے آگے)

وَ زَكٰوةٍ وَ يَاتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو۔ کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سامان تب آپ نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی تھی۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا۔ اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس شخص کو اسکی نیکیوں میں سے دیا جائے گا پھر اگر اسکی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو گئیں۔ کہ جو اس پر حق تھے۔ وہ پورے کئے جائیں ان لوگوں کے گناہوں میں سے لیا جائے گا۔ پھر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

تمہارا مطلب یہی تھا۔

میں نے خطبہ کا عنوان یہ قائم کیا تھا۔ کہ "ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے" آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اگرچہ ظالم نے مظلوم کو دکھ دیا تھا۔ مگر اس ظالم کو اپنے ظلم کے باعث ایسی تکلیف اٹھانی پڑی جو مظلوم کو بھی نہیں پہنچی تھی۔ کہ مظلوموں کی آہوں کے باعث اسے دوزخ میں جانا پڑا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء

ایک خطرناک غلطی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب شیرانوالہ لاہور

آجکل میں ہر طبقہ کے مسلمانوں میں ایک خطرناک غلطی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بعض بندے اس غلطی سے پاک ہوں گے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیکی کا نمونہ پیش کرنے والے ہر زمانہ میں اپنے بندے بطور بیج کے رکھے ہوئے تھے اور آج بھی ہیں۔ مگر ان بعض خدا ترس اور خدا پرست بندوں کی موجودگی سے دوسروں کے لئے کیا فائدہ۔ ہر شخص نے دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی ہے۔ اور یہ خطرناک غلطی ماں باپ کی نافرمانی ہے آزاری ہے۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے بعد اگر کوئی واجب الاحترام۔ واجب الاطاعت ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں۔ جن کی نافرمانی سے اللہ تعالےٰ کا غضب سب سے زیادہ بھڑک سکتا ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اگر کسی کی اطاعت فرض عین ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں اگر ماں باپ مشرک اور کافر ہی کیوں نہ ہوں تو بھی انکی خدمت فرض عین ہے۔ اس سلسلہ میں رب العزت جل مجدہٗ کے جو ارشاد ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا (الآیۃ۔ سورۃ لقمٰن رکوع ۲ پ ۲۱

(ترجمہ:۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں۔ کہ میرا شریک مان اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں۔ تو ان کا کہنا مت مان۔ اور دنیا میں دستور کے موافق ان کا ساتھ دے۔

حاصل

یہ نکلا۔ اگرچہ ماں باپ مشرک ہوں۔ تو بھی ان کی فرمانبرداری کرے بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔

(۲) وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ۔ وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ۔ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

(ترجمہ:۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان ان آیات کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

خدا تو حقیقۃً بچہ کو وجود عطا فرماتا ہے "والدین اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں" اس لئے کئی آیتوں میں خدا تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے۔ حدیث میں ہے۔ کہ وہ شخص خاک میں مل گیا۔ جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔"

ایک حدیث میں فرمایا۔ کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین کیساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان و مال سے خدمت اور دل سے تعظیم و محبت کرے۔ مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے۔ ان کے لئے دعا و استغفار کرے۔ ان کے عہد تا مقدور پورے کرے۔ ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم حسن سلوک سے اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحم سے پیش آئے۔ وغیر ذالک۔ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے جس سے بعض اوقات اہل و عیال بھی اُکتانے لگتے ہیں۔ زیادہ پیرانہ سالی میں ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ اس وقت بڑھاپے والدین کی خدمت گزاری و فرمانبرداری سے جی نہ ہارے۔ قرآن نے تنبیہ کی کہ جھڑکنا اور ڈانٹنا تو کجا ان کے مقابلہ میں زبان سے "ہوں" بھی مت کرو۔ بلکہ بات کرتے وقت پورے ادب کو تعظیم کو ملحوظ رکھو۔ ابن مسیب نے فرمایا۔ ایسی طرح سے بات کرو۔ جیسے ایک خطاکار غلام سخت مزاج آقا سے کرتا ہے

(کما ربینی صغیراً)

یعنی جب میں بالکل کمزور و ناتواں تھا۔ انہوں نے میری تربیت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ اپنے خیال کے موافق میرے لئے ہر ایک راحت و خوبی کی فکر کی۔ ہزارہا آفات و حوادث سے بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ بارہا میری خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالی۔ آج ان کی ضعیفی کا وقت آیا ہے۔ جو کچھ میری قدرت میں ہے۔ ان کی خدمت و تعظیم کرتا ہوں لیکن پورا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس بڑھاپے میں اور موت کے بعد ان پر نظر رحمت فرما۔

دربار رسالت میں والدین کے حقوق

(۱) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عَمۡرٍو قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِى رِضَى الۡوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِى سَخَطِ الۡوَالِدِ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ والد راضی تو اللہ راضی۔ اور والد ناراض تو اللہ ناراض ہے۔

(۲) عَنۡ اَبِى الطُّفَيۡلِ قَالَ رَاَيۡتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقۡسِمُ لَحۡمًا بِالۡجِعِرَّانَةِ اِذۡ اَقۡبَلَتۡ اِمۡرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتۡ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَآئَهٗ فَجَلَسَتۡ عَلَيۡهِ فَقُلۡتُ مَنۡ هِىَ فَقَالُوۡا هِىَ اُمُّهٗ الَّتِىۡ اَرۡضَعَتۡهُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ ابی الطفیلؓ سے روایت ہے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جبکہ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آگئی پھر آپؐ نے اس کیلئے اپنی چادر بچھائی پھر وہ اس پر بیٹھ گئی۔ پھر میں نے کہا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ آپ کی ماں ہے۔ جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

عبرت

یہ عبرت کا مقام ہے۔ کہ جو پیغمبر ایک لاکھ ۲۴ ہزار نو سو ننانوے پیغمبروں کا سردار ہے۔ ایک بدوی (دیہاتی) عورت کو آپ کی چادر پر محض اس لئے بٹھایا جاتا ہے۔ کہ اس نے پیغمبروں کے سردار کو ماں کے قائمقام دودھ پلایا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

(رواہ احمد و نسائی و البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- معاویہ بن جاہمہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ میں جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ اور آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں ہے۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اسی کے پاس رہ۔ کیونکہ بہشت اس کے پاؤں کے پاس ہے

حاصل

یہ ہے کہ تم ماں کی خدمت کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اس کی خدمت کی برکت سے بہشت میں داخل کر دے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ فَأَتَى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا

(رواہ الترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا میرے نکاح میں ایک عورت تھی۔ میں اسے پسند کرتا تھا۔ اور عمرؓ (آپ کے باپ) اسے ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اسے طلاق دیدو پھر میں نے انکار کیا۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ پھر اس قصے کو آپ کی خدمت میں ذکر کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے طلاق دیدو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بیٹے کو ماں باپ کی اس قدر فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ کہ اگر وہ اس کی بیوی کو پسند نہ کریں۔ خواہ اسے پیاری کیوں نہ ہو۔ تو بیوی کو طلاق دیدے۔

کیونکہ

شہد پر مکھیاں بیٹھیاں۔ اگر دولت ہوگی تو بیویاں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھی مل سکتی ہیں۔ مگر ماں اور باپ ایک ہی ہے۔ ساری دنیا میں نہ کوئی اور عورت اس کی ماں بن سکتی ہے۔ اور نہ کوئی اور مرد اس کا باپ بن سکتا ہے۔ بہشت میں پہنچانے کا ذریعہ فقط یہ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہو سکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَؓ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ:- ابی امامہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا۔ یہ دونوں ہی تیرا بہشت ہیں۔ اور یہ دونوں ہی تیرا دوزخ ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر تو ان کو خوش رکھے گا۔ اور وہ تمہیں راضی دیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ تم سے راضی ہو جائے گا۔ اور تمہیں بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اگر تم نے انہیں دکھ دیا۔ تو ان کے دل سے بددعا نکلے گی۔ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہوگا۔ اور تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ وَمَنْ أَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ وہ اللہ کے واسطے اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنے والا تھا۔ تو صبح کو اس کے واسطے دو دروازے بہشت کے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور اگر (ماں باپ میں سے) ایک ہے۔ تو ایک دروازہ کھلا ہوا ہوگا۔ اور جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ والدین کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہو۔ تو صبح کو اس کے لئے دو دروازے دوزخ کے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور اگر (ماں باپ میں سے) ایک ہے۔ تو ایک (دروازہ) کھلا ہوا ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی اور اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں آپ نے فرمایا اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

ماں باپ کا غدار اللہ تعالےٰ کا وفادار نہیں ہو سکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:- جو شخص انسانوں کا شکر گذار نہیں ہے۔ وہ اللہ کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔" اس فرمان نبوی کی بناء پر جو شخص ماں باپ جیسے مونس و غمخوار اور ان جیسے محسن و بہی خواہوں سے غداری کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتا اور جس کی فطرت اتنی بگڑ چکی ہے۔ کہ بچپن سے لے کر جوانی تک اس احسان بے پایاں کا شب و روز مشاہدہ کرتا آیا ہے۔ جو ماں باپ اس پر کرتے آئے ہیں۔ جس کی فطرۃ اتنی بگڑ چکی ہے اور جس کی ذہنیت اتنی گندی ہو چکی ہے۔ وہ بے انتہا انعامات کے منعم اور بے انتہا احسانات کے محسن اللہ جل شانہٗ کا وفادار کب ہو سکتا ہے۔

خطرناک غلطی کا بیج بونے والے

نوجوانوں کی خطرناک غلطی یعنی ماں باپ کی دل آزاری کا بیج بونے والے دراصل خود ماں باپ ہی ہیں۔ بچپن میں ماں باپ ہی نے یہ بیج بویا تھا۔ جس کا کڑوا پھل سب سے پہلے ماں باپ ہی کو چکھنا پڑتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی

ماں باپ کا اور فقط ماں باپ کا یہ قصور ہے کہ انہوں نے عمداً یا تو بچے کو جاہل رکھا۔ اور اگر پڑھایا تو باقی سب کچھ پڑھایا۔ نہیں پڑھایا تو قرآن مجید نہیں پڑھایا۔

قرآن مجید میں کیا ہے

قرآن مجید کی مبارک تعلیم کو بیسیوں عنوانات سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید ذوی الحقوق کی فہرست تیار کرتا ہے۔ (یعنی اے انسان تجھ پر کس کس کا حق ہے) پھر ان حقداروں کے نمبروں کی ترتیب بتلاتا ہے (کہ نمبر اول کس کا حق ہے اور نمبر دوم کس کا) پھر سب کے حق ادا کرنے کا طریقہ سمجھاتا ہے اور یہ یاد رہے کہ ان عنوانات پر سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب نہیں بولتی۔ اگر وہ بالفرض بولے بھی تو وہ اللہ تعالےٰ کی کلام نہیں ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کی کلام پاک سوائے قرآن مجید کے اور کوئی سطح زمین پر موجود نہیں ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو از جو

ترجمہ:- اپنے عملوں کے نتیجہ سے بے خبر نہ رہ۔ گیہوں بونے سے گیہوں اگتی ہے اور جو سے جو۔

ہر مرض کا علاج ہے

اللہ تعالےٰ نے جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے بھی علاج ہیں۔ ماں باپ کی بیٹھ کر دل آزاری کرنا یہ ایک روحانی بیماری ہے۔ اسکے روحانی علاج کا نسخہ قرآن مجید ہے۔ تعلیم قرآن مجید کے ساتھ اگر اللہ تعالےٰ کے بندوں کی صحبت بھی نصیب ہو جائے۔ جن پر قرآن مجید کا عملی رنگ چڑھا ہوا ہو۔ پھر تو سونے پر سہاگہ ہو جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۵۶ء

شریعت کا اتباع انسان کا فطرتی تقاضا ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ - لاہور

برادران اسلام! جو انسان ہمیں نظر آتا ہے وہ ایک ہی چیز نہیں ہے بلکہ وہ متضاد چیزوں سے مرکب ہے - ایک چیز تو ظاہر ہے - جو دیکھی جاتی ہے - اسے ہاتھ بھی لگایا جا سکتا ہے - وہ جسم ہے اور دوسری چیز اس کے اندر پوشیدہ ہے اس کا نام روح ہے -

قرآن مجید میں انسانی جسم کی بناوٹ کا ذکر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۱ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا - پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا - پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا - سو اللہ تعالےٰ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے -

انسانی روح کا ذکر

قرآن مجید میں انسانی روح کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے -

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵)

(ترجمہ :- اور یہ لوگ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں - کہہ دو - روح میرے رب کے حکم سے ہے - اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے - وہ بہت ہی تھوڑا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ جسم اس جہاں کی پیداوار ہے - اور روح عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہے - اس بناء پر یہ ثابت ہوا کہ دونوں متضاد ہیں - یعنی دونوں کی خواہشات میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا - ایک اوپر کو کھینچے گی - تو دوسری نیچے کو - جسم یہ خواہش کرے گا کہ مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے اور لذیذ سے لذیذ پھل کھلائے جائیں - قیمتی لباس پہنایا جائے - رہنے کے لئے زیادہ سے زیادہ آرام دہ مکان بنا دیا جائے سواری قیمتی اور تیز رو ہونی چاہیئے - جو منٹوں میں منزل مقصود تک پہنچا دے - تفریح کے لئے سرسبز و شاداب باغ ہو - وغیرہ وغیرہ -

بہت زیادہ روپیہ چاہیئے

مذکورۃ الصدر جسمانی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ روپیہ چاہیئے - بہت زیادہ روپیہ کمانے کے لئے بہت زیادہ وقت صرف کرنا چاہیئے - بلکہ اگر بہت زیادہ روپیہ حلال کی کمائی سے میسر نہ آ سکے - تو ناجائز ذرائع سے بھی حاصل کر لیا جائے - مثلاً تجارت پیشہ ہے تو گاہک کو فریب اور دھوکہ دے کر کمائے - جسے تجارت پیشہ خوب سمجھتے ہیں - ملازمت پیشہ ہے تو تنخواہ مالک سے لے - اور رشوت متعلقہ انسانوں سے وصول کرے - غرضیکہ ناجائز ذرائع سے بھی روپیہ کمائے گا - تاکہ ہر طرح کی جسمانی راحتیں حاصل کرے -

روح کی خواہش

یہ ہے - کہ میں تو عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہوں مجھے ان مادی اشیاء سے تو کوئی راحت حاصل نہیں ہوتی مجھے عالم ملکوت والی غذا چاہیئے - عالم ملکوت کے رہنے والوں کی غذا فقط ذکر الٰہی ہوتا ہے - اب روح کی خواہش یہ ہے کہ مجھے اس وجود سے افکار الٰہیہ کا کام لینا چاہیئے - مثلاً سبحان اللہ - الحمد للہ - ولا الٰہ الا اللہ - واللہ اکبر - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح - یا قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ -

سواری ایک اور سوار دو

سواری تو ایک ہے - جو خون - پوست - گوشت - اور ہڈیوں سے بنی ہوئی ہے - اور سوار دو ہیں - جسم اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے اسی وجود کو ہی ذریعہ بناتا ہے اور روح ذکر الٰہی کرنے کے لئے بھی اسی کو ذریعہ بنائے گا - مثلاً اسی جسم سے پانی کا لوٹا بھروائے گا - اور وضو کر لے گا - پھر اسی جسم کو مسجد میں لے کر اسی سے نماز پڑھائیگا - غرضیکہ دونوں میں رسہ کشی ہوگی - اس جھگڑے کے ختم کرنے کے لئے ایسے ثالث کی ضرورت ہے جو دونوں کا یکساں خیر خواہ ہو - وہ ثالث فقط

اللہ جل شانہٗ

ہی ہو سکتا ہے - کیونکہ وہ جسم اور روح دونوں کا خالق ہے - دونوں کے جذبات اور احساسات سے پورے طور پر آگاہ ہے - لہٰذا اللہ تعالےٰ نے یہ نظام الاوقات تجویز فرمایا ہے - کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ وقت ذکر الٰہی کرنے کے لئے مامور فرمایا ہے اور وہ پانچ وقت ظہر - عصر - مغرب - عشا اور فجر کی نماز کے اوقات ہیں - تاکہ ان وقتوں میں روح اس وجود کے ڈھانچے کو اپنے کام میں لائے - اس کے بعد باقی اوقات جسم کی ضروریات کے پورا کرنے میں صرف کرے - اللہ تعالےٰ کے اس فیصلہ کا نام شریعت ہے - اب جو شخص اس قانون الٰہی کی پابندی کرے گا - وہ اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار اور متبع شریعت کہلائے گا - ورنہ اللہ تعالےٰ کا باغی اور مخالف شریعت سمجھا جائے گا - اتباع شریعت میں اس کی اپنی خوشی قسمتی ہے - جب تک دنیا میں رہے گا جسمانی ضروریات کے پورا ہونے کے باعث خوش رہے گا - اور مرنے کے بعد جب عالم ملکوت میں جائے گا - تو وہاں بھی خوش حال ہوگا - کیونکہ اس جہاں میں جس ذکر الٰہی کی ضرورت تھی وہ بھی ساتھ لے کر گیا ہے -

اللہ تعالےٰ کا شکریہ

ایسے لوگ جب اتباع شریعت کی برکت سے بہشت

میں پہنچیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے۔

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

(سورہ الاعراف رکوع ۵ پ ۸)

(ترجمہ: اور کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث ہو گئے ہو۔)

اپنے اوپر خود ظلم کرنے والے

شہادت ۱

(اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝) سورۃ التوبہ رکوع ۹ پ ۱۰

(ترجمہ: کیا انہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔)

شہادت نمبر ۲

(اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ۝)

(سورۃ الزخرف رکوع ۴ پارہ ۲۵)

(ترجمہ: بے شک گنہگار عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے)

حاصل

ان مجرموں کا اپنے اوپر ظلم کرنے کا الزام اسی لئے دیا جا رہا ہے۔ کہ ان کی فطرت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے جو پروگرام اللہ تعالیٰ نے تجویز کر کے بذریعہ پیغمبر انہیں بتلایا تھا۔ انہوں نے اس پر دانستہ عمل نہیں کیا۔ فقط جسمانی خواہشات کے پورا کرنے میں دنیا کی ساری زندگی برباد کر دی۔ اور روح کا تقاضا پورا کرنے کے لئے جو ذکر الٰہی کا پروگرام تھا اس کو دانستہ نظر انداز کیا۔ یہی ان کا ظلم ہے۔ اسی کی سزا پانے کے لئے دوزخ میں داخل کئے گئے ہیں۔ انہیں پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے۔ "خود کردہ را چہ علاج"

خودکشی کے مجرم

ارحم الراحمین نے اپنی مہربانی اور شفقت سے جسمانی اور روحانی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے جو پروگرام آسمان سے نازل فرمایا تھا اس سے روگردانی کر کے انہوں نے جان بوجھ کر محض ضد اور ہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو دوزخ میں جا ڈالا جس طرح پانی موجود ہوتے ہوئے جو شخص نہ پیئے۔ اور پیاسا مر جائے وہ خودکشی کا مجرم ہے۔ اسی طرح ان کا واقعہ ہے۔ کہ بہشت میں جانے کا پروگرام موجود ہے مگر یہ اس کو ضد سے منظور نہیں کرتے اور دوزخ میں جاتے ہیں۔

قیامت کے دن اپنے جرم کا اقرار

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:- اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دعاء

اللہ تعالےٰ ہم سب بھائی بہنوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ——— تاکہ اس پر عمل کرنے کی برکت سے دنیا کی زندگی خوش گوار گذر جائے اور آخرت میں بھی اللہ تعالےٰ راضی ہو کر بہشت کی ٹکٹ عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ہمیشہ کام آنے والی چیز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے گھر کے لوگ اور اس کی دولت واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۵۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ذیقعد ۱۳۷۵ھ - ۲۹ جون ۱۹۵۶ء

قوم کی اصلاح افراد کی اصلاح پر موقوف ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! مسلمانوں کا ہر ذی ہوش مآل اندیش گزشتہ قوموں کے بقاء و فنا کے اسباب پر نظر رکھنے والا یہ چاہتا ہے۔ کہ پاکستان کا مسلمان ایک عقلمند ہوشیار۔ مآل اندیش۔ نیک چلن اور بارعب ہونے کے علاوہ مقبول بارگاہ الٰہی اور جنت الفردوس کی لائن پر چلنے والی قوم بن جائے۔ بفضلہ تعالےٰ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی راہنمائی پر بھروسہ کرتے ہوئے میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ مسلمان ایسی زندہ قوم بلکہ موجودہ دور کی زندہ قوموں کی سرپرست قوم بن سکتی ہے۔

بشرطیکہ

اپنی ماضی پر نظر ڈالے۔ اور اپنے سب سے پہلے اسلاف جو بانیٔ اسلام تھے۔ ان کے نقش قدم پر چلے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرزمین حجاز میں اس اسلام کی بنیاد رکھی تھی جس کے آج ہم نام لیوا ہیں۔ تو اس وقت باشندگان حجاز کی اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی حالت ہم سے زیادہ بدتر تھی۔ اور ان میں وہ خوش نصیب حضرات تھے۔ جنہوں نے اسلام کی رسی اپنے گلے میں ڈال لی اسلام نے جدھر ان کا رخ موڑا مڑ گئے۔ جب چلایا۔ تو چل نکلے۔ اور جہاں جھکایا تو جھک گئے اور جہاں بلوایا۔ تو بولے۔ اور جہاں چپ کرایا تو چپ ہو گئے۔ غرضیکہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام وہی تھا۔ جو اسلام نے انہیں دیا۔ اور اس کے حکم کی تعمیل میں سر مو بھی تجاوز نہ کیا۔ نتیجہ کیا نکلا۔ کہ ان کے حق میں

اللہ تعالےٰ کا وعدہ

پورا ہوا۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ تھا:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ)

(سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

امداد الٰہی کا نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ مسلمان دنیا کی تمام طاقت ور قوموں کے سردار بن گئے۔ اس وقت دنیا میں دو ہی زبردست طاقتور قومیں تھیں۔ رومی اور ایرانی۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی اور مسلمانوں نے دونوں قوموں کی سلطنتوں کو فتح کر لیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ دونوں سلطنتیں زیر نگیں اسلام آ گئی تھیں۔

قوم کی اصلاح کیلئے بچوں کے خیالات کی اصلاح ضروری ہے

اگر آپ کسی قوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اشد ضروری ہے۔ کہ آپ اس کے بچوں کی ابتدائی تعلیم میں ہی ان کے خیالات کی اصلاح کریں چنانچہ جس خالق نے بڑے بڑے عقلاء اور سیاستدان مٹی سے پیدا کر دکھائے ہیں۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے ایک ایسا دستور العمل نازل فرمایا جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور اس دستور العمل کو سات برس کے بچوں اور بچیوں سے لے کر لحد قبر تک روزانہ پڑھنا لازمی قرار دیا ہے اور وہ دستور العمل قرآن مجید ہے۔ اسلام میں سات سال کے بچے اور بچی کو نماز پڑھانا شروع کرا دی جاتی ہے اور دس سال کا بچہ نہ پڑھے تو اسے مار کر بھی نماز پڑھانے کا حکم ہے۔ اور نماز لحد قبر تک ہر مرد و زن ہر پیر و جوان پر لازمی ہے۔ اس خداوندی دستور العمل کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں ملاحظہ ہوں کہ وہ کس قدر اس کے مداح ہیں۔

غیر مسلموں کی آراء متعلقہ قرآن مجید

روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶ - اپریل ۱۹۵۴ء صفحہ ۱ و ۸

(۱) اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمدؐ کی تصنیف ہے اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تورات و انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے۔ (ڈاکٹر ڈبلیو لیبر۔ ریلیجن سنٹر آف دی ورلڈ)

(۲) جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں اس سے اعلیٰ دنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتیں (گاڈ فری ہیگن)

(۳) قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور تیرہ و تار دنیا میں تہذیب و انصاف کی روشنی پھیلائی" (فیروز شاہ ایم۔ اے (مذہب کی روشنی)

(۴) قرآن عالم انسان کی رہنمائی کے لئے بہترین راہ براہ ہے۔ اس میں تہذیب شائستگی ہے تمدن ہے۔ معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب ہی دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی" کاؤنٹ ٹالسٹائی (دی لائٹ آف ریلیجن)

(۵) قرآن کی تعلیمات میں ایک حد درجہ متعصب انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا جو تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔ (پنڈت شانتا رام بی۔ اے) (محمد صاحب کا جیون چرتر)

(۶) اگر قرآن دنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔ (اسٹینلی لین پول گائیڈنس آف ہولی قرآن)

(۷) یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کا ہر فقرہ آج تک ایسی حالت میں ہے جیسا کہ محمدؐ کے زمانہ میں تھا۔ (سر ولیم میور لائف آف محمدؐ)

(۸) قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے رہنمائی نہیں کر سکتا۔ (جان ڈیوی پارٹ (دی گریٹ ٹیچر)

(۹) دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بارہ سو برس سے صحیح المتن رہی ہو۔ (ولیم جیوراج)

(۱۰) ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں آج تک جتنی کوششیں کی ہیں۔ سب کچھ پہلے ہی سے قرآن میں موجود ہے۔ (رکس رزردان۔ لائف آف محمدؐ)

(۱۱) قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابل تردید شہادت ہے۔ (ایڈورڈ گبن (تاریخ زوال روم)

انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانیوالا فقط خوف خدا ہے

برادران اسلام! اگر انسان کے دل پر خوف خدا کی گرفت ہے تو انسان صحیح معنی میں انسان ہے اور اگر یہ نہ ہو تو انسان سے بڑھ کر ظالم۔ انسان سے بڑھ کر بے حیا۔ انسان سے بڑھ کر شریر۔

انسان سے بڑھ کر کمینہ کوئی جانور ہی خدا نے پیدا نہیں کیا۔ کیا کبھی شیر اور بھیڑیا اپنی جنس کو پھاڑتا ہے لیکن کیا اس شریر اور ظالم انسان نے جاپان پر ننانوے ایٹم بم پھینک کر اڑھائی لاکھ انسان موت کے گھاٹ نہیں اتار دیئے تھے؟ اور کیا انگریز کے دورِ حکومت میں پشاور کے قصہ خوانی بازار میں انگریز کے فوجی افسر نے آن واحد میں ہزاروں مسلمانوں کو مشین گن کے ذریعہ سے موت کی نیند نہیں سلا دیا تھا؟ کیا کبھی کسی درندے نے اپنے ہم جنس کا اس بیدردی سے خون بہایا؟

قرآن مجید کی تعلیم سے خوفِ خدا کا اثر

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ أُطَهِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِهِ جُنُوْنٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ أَزَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ إِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ أَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَجَمَهَا وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّهُ قَالَ لَهَا إِذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ إِذْهَبِي فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ

بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَيَرْجُمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ (رواہ مسلم باب الحدود)

(ترجمہ:- بریدہؓ سے روایت ہے کہا ماعز بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے۔ لوٹ جا۔ پھر اللہ سے معافی مانگ۔ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔ کہا۔ پھر تھوڑی دور جا کر لوٹ آیا پھر آیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ پھر اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہاں تک کہ جب چوتھی بار ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں۔ کہا زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہ پاگل ہے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کیا اس نے شراب پی ہے پھر ایک شخص کھڑا ہوا پھر اس کے منہ کو سونگھا۔ پھر اس نے شراب کی بو نہ پائی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے زنا کیا ہے۔ کہا ہاں۔ پھر آپؐ نے اس کے متعلق حکم فرمایا۔ پھر سنگسار کیا گیا۔ پھر دو یا تین دن گزرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ پھر فرمایا۔ ماعز بن مالک کے لئے دعا مغفرت کرو۔ البتہ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ اگر ایک جماعت پر تقسیم کی جائے تو ان کو سمیٹ لے (یعنی اس جماعت کے گناہوں کو معاف کرا دے) پھر آپؐ کے پاس ازد کے قبیلے غامد کی شاخ میں سے ایک عورت آئی۔ پھر کہا۔ یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے پھر آپ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے لوٹ جا۔ پھر اللہ سے معافی مانگ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔ پھر اس نے عرض کی۔ آپ مجھے بھی لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو آپ نے لوٹایا تھا۔ یہ تو (یعنی میں) زنا سے حاملہ ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو۔ اس نے کہا۔ ہاں! آپؐ نے اسے فرمایا (تمہیں رجم نہیں کیا جا سکتا) یہاں تک کہ تو جنے۔ جو تیرے پیٹ میں ہے۔ راوی نے کہا انصار میں سے ایک شخص نے اس کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا۔ پھر یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر عرض کی۔ کہ غامدیہ نے بچہ جنا ہے پھر آپ نے فرمایا۔ ابھی ہم اسے رجم نہیں کریں گے۔ اور اس کے بچے کو چھوٹا چھوڑ دیں۔ اور اس کو دودھ پلانے والا بھی کوئی نہ ہو۔ پھر ایک شخص انصار میں سے کھڑا ہوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ اے نبی اللہ اس بچے کی تربیت میرے ذمہ ہے۔ راوی نے کہا۔ پھر آپؐ نے اسے رجم کیا۔ اور ایک روایت میں ہے آپؐ نے اسے فرمایا۔ تو جا۔ (ہم رجم نہیں کریں گے) جب تک بچہ نہ جنو۔ پھر جب اس نے جنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جا۔ پھر اسے دودھ پلا۔ تا آنکہ تو اس کا دودھ چھڑائے۔ پھر جب اس نے دودھ چھڑایا۔ اس بچے کو لائی۔ اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ پھر عرض کی یا نبی اللہ یہ بچہ ہے۔ میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور کھانا کھاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ ایک مسلمان کے حوالہ کر دیا۔ پھر اس کے متعلق حکم فرمایا۔ پھر اس کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا۔ اور لوگوں کو حکم فرمایا۔ پھر انہوں نے اسے سنگسار کیا۔ پھر خالد بن ولید نے ایک پتھر اٹھایا۔ پھر اس کے سر پر مارا۔ پھر خون کے چھینٹے خالدؓ کے منہ پر پڑے۔ تو خالدؓ نے اسے برا بھلا کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے خالدؓ نرمی کر۔ پھر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ اگر عشر وصول کرنے والا بھی خیانت کر کے ایسی توبہ کرتا تو اسے بھی بخش دیا جاتا۔ پھر آپؐ نے نماز جنازہ پڑھی۔ اور دفن کر دی گئی۔

(باقی صـ۱۶ پر)

بقیہ خطبہ

(صفحہ سے آگے)

برادرانِ اسلام

صحابہ کرام کو روزانہ پنجوقتہ نمازوں میں قرآن مجید کی جو تعلیم دی جاتی تھی جس سے اس قدر خوف خدا پیدا ہوتا تھا کہ مجرم آخرۃ کی سزا سے بچنے کے لئے اپنی جان دینے کے لئے خود حاضر ہو جاتا ہے۔ اور باصرار اپنے آپ کو سزائے موت دلواتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اپنی تعلیم کے نتائج بھی سن لیجئے

منقول از روزنامہ نوائے پاکستان ۲ر فروری ۱۹۵۵ء

ساٹھ فیصدی طوائفوں کی روزی کا دارومدار طلباء پر ہے

پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی۔

سٹاف رپورٹر

لاہور۔ ۱۸ر فروری ۱۹۵۵ء۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام کے سپرد کر دی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فیصدی طلباء ہر روز داخل پیش ہوتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لڑکیوں کی تعلیم کا حال بھی سن لیجئے

منقول از ہفت روزہ قندیل ۱۵ر مئی ۱۹۵۵ء

از میمونہ کاردار

سکولوں کا ماحول سادگی کی فضا میں صحت مند اثرات پیدا کرتا ہے لیکن آج جن نئے حالات نے جنم لینے کا آغاز کیا ہے۔ وہ اکثر ان پوری قوم کی بچیوں کو تباہی و بربادی سے ہمکنار کر دینگے آج کسی سکول کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ دیکھ لیجئے خواہ چھوٹی بچیوں کا پرائمری سکول ہو یا جوان لڑکیوں کا ہائی سکول اور کالج وہاں رنگا رنگ کپڑوں، سرخی پوڈر کی شوخیوں، سنٹوں اور کریموں کی مہک اور زیورات کی نمائش کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ ہاں پڑھائی، نیکی اور شرافت کو ایسے ترازو سے تولا جائے جو زیادہ سے زیادہ دلکشی کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ مہال بہت کم ایسی لڑکیاں دکھائی دیں گی جنہیں کتابوں سے محبت ہو۔ جن کے دلوں میں باپ کی خون پسینہ ایک کر کے حاصل کی ہوئی کمائی کا احساس ہو۔ جو یہ سمجھتی ہوں کہ ایک شریف بیٹی کی زندگی ماں باپ اور خاندان کی عزت و ناموس کا سہارا ہے۔ اور یہ شرافت صرف سادگی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ میں کہتی ہوں۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ چمکتے ہوئے شوخ رنگوں کی کانٹ چھانٹ سے نیم عریاں بنے ہوئے ملبوسات۔ لبوں کی سرخی۔ سنٹوں کی مہک اور ننگی باہوں پر کھنکتی ہوئی چوڑیوں کی نمائش جنسی کشش کا سبب نہیں بنتی؟ اسلام نے وقت کے کسی حصہ میں اپنی بیٹیوں کو ایسی بے حیائی کا سبق دیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

آخری درخواست

برادران اسلام! اگر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ایمان بچانا چاہتے ہو۔ تو گھر میں یا اپنی حکومت پر زور دو کہ تباہی اور بربادی کے راستوں کو بند کرے اور سکولوں اور کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید کی تعلیم لازمی طور پر دے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم دینے والے نیک اور شریف اساتذہ ہوں۔ ایسے نہ ہوں جن کے دل میں خود اسلام کا احترام ہی نہ ہو۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

خطبہ یوم الجمعۃ - ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ - ۶ جولائی ۱۹۵۶ء

قانونِ الٰہی

پیغمبرؐ کی مخالفت سے قوم کے دونوں جہان برباد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شہر انوالہ گیٹ لاہور

پہلی شہادت

قوم نوحؑ

قال یٰقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العالمین ۝ ابلغکم رسٰلٰت ربی وانصح لکم واعلم من اللہ مالا تعلمون ۝ ..... فکذبوہ فانجینٰہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا بایٰتنا انھم کانوا قوما عمین ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ: (نوح علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے ... . پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انھیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

نتیجہ

دنیا سے رخصت ہوتے وقت غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ڈوب کر مرے۔ اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے۔

(قال یٰقوم لیس بی سفاھۃ ولکنی رسول من رب العالمین ۝ ابلغکم رسٰلٰت ربی وانا لکم ناصح امین ۝ ..... فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ منا وقطعنا دابر الذین کذبوا بایٰتنا وما کانوا مؤمنین ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

(ترجمہ: ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانت خیر خواہ ہوں ..... پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

نتیجہ

دنیا سے اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو کر مرے "اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ اگر تو موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں"۔ سورۃ الحاقۃ پارہ ۲۹۔ اور ہمیشہ کیلئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے۔

۳

(فعقروا الناقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یٰصٰلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ۝) (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

(ترجمہ:۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالح لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔)

نتیجہ

حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کے باعث دنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے۔ اور جاتے وقت اپنے کفر کے سبب سے ابدی جہنم کا ٹکٹ لے کر گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۴

(فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ۝ الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیھا ج الذین کذبوا شعیبا کانوا ھم الخٰسرین ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹)

ترجمہ: پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا گویا کہ وہ وہاں کبھی ایسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

پیغمبر خدا حضرت شعیب علیہ السلام کی نافرمانی کرنے کے باعث دنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے۔ اور اپنی آخرت کو برباد کر کے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے۔ (وما علینا الا البلاغ)

عمومی تبصرہ

اللہ تعالیٰ نے مذکور الصدر ہلاک شدہ قوموں کے تذکرہ کے بعد ایک عمومی تبصرہ فرمایا ہے۔

(ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنھم بما کانوا یکسبون ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۲۲ پ ۹)

(ترجمہ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے۔ تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی۔

تباہی کا اصلی سبب

انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو احکام انہیں دئے گئے۔ انھیں نہیں مانا۔ اور خدا سے نہیں ڈرے۔ الٹا احکام الٰہی کو جھٹلایا۔ انہیں تین وجوہ کے باعث ان پر عذاب الٰہی آیا۔

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کے لئے یہی خطرہ

(افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون ۝ اوامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون ۝

افامنوا مکر اللہ ج فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون ۵ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹)

ترجمہ:- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے۔ جب وہ سو رہے ہوں یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان اٹھانے والے۔

۲

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم ط وبئس المہاد)

(سورۃ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

(ترجمہ:- کافروں کو کہدے۔ کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے)

حاصل

دونوں اعلانات کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر آپ کی مخالفت سے باز نہیں آؤ گے تو گذشتہ امتوں کی طرح تمہارے بھی دونوں جہاں برباد ہو جائیں گے۔ دنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم رسید ہو گے۔ وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی نظر میں

آج کے دور کا مسلمان

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلماں موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

علی الاعلان مخالفت

اے پاکستان کے مسلمانو! تم نے اللہ تعالےٰ سے اس وعدے پر پاکستان لیا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن۔ اسلامی کلچر رائج کریں گے۔ جب اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں سرزمین ہندوستان سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے دیدیا۔ اب تم ہی ایمان سے کہو گے اس نو سالہ پاکستان کی زندگی میں تم نے پاکستان میں کونسا نیک کام کیا ہے جو پہلے انگریز کے وقت میں رائج نہیں تھا۔ اور کونسی برائی ترک کر دی۔ جو انگریز کے وقت میں رائج تھی۔ بلکہ اگر سچ کہوں۔ تو معاف فرمائے گا۔ ہر بدی کا دروازہ

پہلے سے زیادہ

کشادہ ہو گیا ہے۔ کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے؟ کہ لاہور میں ۲۵ فیصدی عورتیں رات کو زنا کرتی ہیں۔ اور کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے کہ ساٹھ فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے بٹی (لاہور کا چکلہ) میں زنا کرنے کے لئے آتے ہیں اور کیا لاہور میں پہلے سے زیادہ غنڈہ گردی نہیں ہے۔ کیا لاہور میں ایسے واقعات نہیں ہو رہے؟ کہ بچارا دکان سارے دن کی کمائی گتھلی میں ڈال کر دکان کا دروازہ بند کر کے گھر جانے لگا۔ بازار میں غنڈوں نے تھیلی چھین لی اور رفو چکر ہو گئے۔ ابھی چند روز کا واقعہ ہے۔ کہ لاہور میں پانی کے تالاب کے پاس ایک غنڈہ پارٹی نے پولیس کا مقابلہ کیا۔ سنا ہے کہ اس لڑائی میں پولیس کے چند آدمی زخمی بھی ہوئے۔

اے مسلمانو! کیا انگریز کے وقت میں کبھی ایسے واقعات ہوئے تھے۔ اے لاہور کے مسلمانو! کیا لاہور میں یہ چیز زبان زد خلائق نہیں ہے کہ لاہور میں جتنی شراب ہندو۔ سکھ مسلمان پیتے تھے۔ اب اتنی بلکہ اس سے زیادہ فقط مسلمان پیتا ہے۔

علماء کرام

پیغام اسلام و رسول وعظوں سے نہیں پہنچا رہے اور کیا تم نے پہلی گمراہ امتوں کی طرح اپنے ہادیوں کی تذلیل اور تحقیر کو اپنا شیوہ نہیں بنایا ہوا۔ کیا لاہور کے مغرور اور متکبر بے دینوں کی زبان پر یہ فقرہ جاری نہیں ہے کہ "مولوی بڑے بے ایمان" ان بے دینوں کی نظر میں زانی۔ شرابی۔ چور ڈاکو۔ رشوت خوار تو بے ایمان نہیں ہیں۔ اگر بے ایمان ہیں تو فقط علماء دین ہیں

خطرناک راستہ

برادران اسلام حق پرست علماء کرام جو تمہیں دین محمدی کا صحیح اور سچا پیغام پہنچاتے ہیں آپ انہیں کی توہین کرتے ہیں۔ ورنہ وہ علماء جو لوگوں کی خلاف شرع رسوم میں بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں نہ خلق خدا کے اعتقادات کی اصلاح کرتے ہیں۔ نہ اعمال کی اصلاح کا خیال کرتے ہیں۔ آپ ان سے راضی رہتے ہیں۔ آپ نے یہ خطرناک راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ آپ کی آخرت کی تباہی ہوگا۔

ایک مثال

دو قسم کے طبیب لیجئے۔ ایک وہ جو مریض کی سب بیماریاں کھول کھول کر بتلائے۔ اس کے بعد ان کا علاج بتلائے۔ اور آپ علاج کر کے شفا پائیں۔ آپ ایسے طبیب کو یقیناً اپنا خیر خواہ خیال کریں گے۔ اور اس سے خوش ہوں گے۔ دوسرا وہ طبیب جب آپ اس کے پاس جائیں وہ نہ کوئی بیماری بتلائے۔ اور نہ علاج بتلائے اور یہ کہہ دے۔ کہ آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہے آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو کسی علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یقیناً پہلے طبیب کو سراہیں گے اور دوسرے کو فقط نام کا طبیب خیال کریں گے یہی حال علماء کا ہے۔ ایک آپ کے مصلح اور خیر خواہ۔ اور دوسرے اپنی اغراض کے لئے اس نام کو استعمال کرنے والے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو علماء میں سے کھرے۔ اصلی۔ سچے اور خیر خواہوں کی تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سے پیغام حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

وما علینا الا البلاغ

مصیبتوں سے نجات

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کرنے میں جلدی کرو کیونکہ مصیبت اس کو پھلانگ کر آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(شعب الایمان: ۳۰۸۲)

خطبہ عید الاضحیٰ

قربانی کی حقیقت

(از حضرت مولینا ابوالکلام صاحب آزاد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ط اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ط وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ط وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ پ ۲۳ رکوع ۷

ترجمہ:- پھر جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیمؑ بس کر۔ تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور فدویت نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔)

بے شک یہ نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی۔ اور ذبح اسمٰعیل کے فدیے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دے دی۔ اور ہم نے آنے والی اُمتوں میں اس واقعۂ عظیمہ کے ذکر کو قائم کر دیا۔ پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ پر۔

ٹھیک ایسے پانچ ہزار دو سو اکیاون برس پیشتر کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا۔ ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگزار تھا۔ جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک یکسر بادی غیر ذی زرع تھی۔ جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے دو مخلص بندے تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے اسی صحرائے ہلاکت کو آبادی کے لئے اسی بیابان وحشت کو فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربان گاہ کو منتخب کیا تھا۔ ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے اوپر وہ خدائے علیم و قدیر تھا۔ جو آبادیوں کو بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے۔ جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے۔ اور زبان پر یہ دعائیں تھیں۔ جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں۔ اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط پ ۱ ع ۱۵

(الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کو قبول کر لے بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے۔ الٰہی! ہم کو اپنا مسلم اور اطاعت شعار بنا۔ اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی امت پیدا کر، جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو! الٰہی! ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سمجھا دے اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر۔ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے۔ الٰہی! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کر لے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو۔ ان میں ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجو۔ جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے علم و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی!

ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے۔ اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر ہے۔ اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے)

اللہ اکبر! وہ کیسا وقت تھا جب کہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد!

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا۔ اور دوسرا اپنی جان و نفس کی دونوں نے اپنے محبوب ترین متاعوں کو راہ الٰہی میں لٹا دیا تھا۔ ایک نے اپنے فرزند عزیز کو دوسرے نے اپنی جان عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ اور اس لئے دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی ان کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے۔ وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی۔ کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلۂ وجوہ بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا۔ اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اس کی عظیم الہیئۃ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا۔ لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفان کی صورت میں بدل دیا۔

لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی۔ یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعوے کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس اور محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِھِمْ ط اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ یَکْفُرُوْنَ ۵ پ ۲۱ ع ۳

کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکہ کو جو ایک غیر معروف و بے رونق خطہ تھا، امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا۔ اور ایک عالم نے اس کے ارد گرد ہجوم کیا۔ پھر لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی

نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں۔
اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دستِ کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ط اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ

پ ۳۰ ع ۳۰

(اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو ہاتھیوں کا ایک غول لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دیئے اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول نازل نہیں کیئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا۔ جو ان کے لئے بکھیری گئی تھی۔ یہاں تک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ ہو گئے۔)

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو التجاؤں کو جس طرح خدا تعالیٰ نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ق وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط

پ ۴ ع ۸

(بیشک اللہ پاک نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعائے ابراہیمی کو قبول فرما کر) انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا۔ جو ان کو احکام الٰہی پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۵

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیائے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے۔ اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے اہم گذشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے۔ تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآن کریم میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی زندگی اور کسی زندگی کے از سر تا پا اعمال بطور نمونے کے پیش کیئے گئے ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔

خود شریعت اسلامیہ کے داعی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت (سورہ احزاب) میں فرمایا کہ:-

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ط (پ ۲۱ ع ۱۹)

بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو۔ پیروی و اتباع کیواسطے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر (سورہ ممتحنہ) میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے:-

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ (پ ۲۸ ع ۷)

بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا کہ:-

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْھِمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ط (پ ۲۸ ع ۷)

(بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف منہ موڑے تو اللہ کریم تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے)

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ:-

(۱) تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سابقین کے حالات و اعمال بیان کیئے گئے ہیں لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ الا حضرت ابراہیم کی۔

(۲) تمام قرآن کریم میں "اسوۂ حسنہ" کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے۔ اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت، اور سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت اس کی علت کیا ہے؟

(۳) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور بعض مقاتلات کے نتائج۔ اور ابتلاء آزمائش و عجائبات نصرت الٰہیہ کے بیان سے مملو ہیں۔ پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں۔ ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو۔

(۴) دونوں مقامات میں پوری مماثلت حتیٰ کہ جزئیات بیان بھی موجود ہے۔ سورۂ احزاب میں اس آیت کا نزول موقعہ ہے۔ جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے۔ جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آوروں کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھ کر گھبرا اٹھے تھے۔ پھر اس نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا۔ اور تمام حملہ آور ناکام و نامراد واپس گئے۔

ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ط (پ ۲۱ ع ۱۸)

(بعینہٖ یہ حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے۔ فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے۔ جن کے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دیدی کہ اپنے تحفظ کا انتظام رکھیں۔ وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت علیہ وسلم پر منکشف ہو گیا۔ اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگا لیا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۵

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنانِ توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ، جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں (یہ کیسی بات ہے کہ) تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اسوۂ حسنہ پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے

پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوہ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی۔

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے۔ لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ

بقیہ خطبہ عید الضحیٰ

(۷ سے آگے)

ہی نے پیش کیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہر جگہ ان کو ملتِ حنیفی کے اوّلین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی کہ :-

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ پ ۱ ع ۱۶

(جب ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ مسلم (یعنی سچے فرمانبردار) ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے

چونکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے داعی تھے۔ اس لئے ان کا وجود یکسر پیکرِ اسلام تھا۔ اور اپنے عملِ حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا۔ وہ اسلام کے واعظ تھے۔ اور واعظ کے لئے اوّلین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے۔ ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کر دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا۔ اس لئے ان کا ہر عمل از سرتا پا صدائے اسلام تھا۔ اور وہی پیروانِ اسلام کے لئے عملی نمونہ یا "اسوۂ حسنہ" ہو سکتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیئے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔ دنیا کے بڑے کشور ستانوں عظیم الشان فاتحوں اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثارِ قدیمہ کے کھنڈروں بوسیدہ قبروں قومی روایتوں کے کہنہ اوراق میں صرف دیکھ سکتے ہیں۔ مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کے اعمالِ حیات صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو دنیا کے سامنے اسوۂ ابراہیمی کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے۔ جب کہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے۔ تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے۔ لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر وجود پیکرِ ابراہیم بن جاتا ہے۔ اور مقامِ "خلت" کی سلطنت تعیین اور تشخیص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی صورت میں نمایاں کر دیتی ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا - (پ ۱۶ ع ۱)

(اور ہم نے ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں بڑا حصہ دیا۔ اور ان کے لئے اعلیٰ و اشرف (طریق) ذکرِ خیر دنیا میں باقی رکھا۔)

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو، اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(مسند احمد: ۹۰۱۸)

مال کی حفاظت اور بیماروں کا علاج

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ کرو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبتوں کے مقابلے کے لیے دعا کو تیار رکھو۔ (معجم کبیر: ۱۰۱۹۶)

حضرت مولانا احمد علی صاحب کے ارشادات

ماخوذ از درس قرآن مجید - ۲۵ جون تا ۲ جولائی ۱۹۵۶ء — مرتبہ عبد الرحمٰن شاد

- جن علماء نے قرآن کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے - وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے روز جنت کی ہوا بھی نہ سونگھنے پائیں گے۔
- مجموعہ ہدایت قرآن ہے۔
- ہادی کی آواز پر اگر آپ لبیک نہیں کہہ سکتے تو خدارا اسے تنگ مت کرو۔
- یاد رکھئے - اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کو جو اذیت پہنچاتا ہے - خدا اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔
- ہادی اتمام حجت کے لئے آتے رہیں گے - تاکہ قیامت کے روز بدلوگ یہ کہہ سکیں کہ اے خداوند تعالےٰ آپ نے کب ہمیں راہ راست دکھایا تھا کہ ہم تیرے حکم کی تعمیل کرتے۔
- خداوند کریم دل کے حال کو جانتا ہے - ظاہری صورتوں پر نظر نہیں ڈالتا۔
- رنڈیوں - شراب خانوں اور سینما خانوں سے ہم عشق کرتے ہیں - لیکن خدا اور اس کے دین سے نفرت - خدارا اپنی بھلائی اور بہتری کے لئے آنکھیں کھولو۔
- کامل مومن وہ ہے - جس کا تعلق خالق اور مخلوق سے ہے - خالق کو راضی کرنا آسان ہے - لیکن مخلوق کو بہت ہی مشکل مخلوق کو خوش کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کا حق ادا کر دے اور اپنا حق طلب نہ کرے۔
- صلہ رحمی یہ نہیں کہ جوڑنے والے سے جوڑے بلکہ توڑنے والے سے جوڑے۔
- صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ "مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ"
- بیماری انسان کے لئے تنبیہ ہے۔
- خدا کے قانون کی مخالفت کرنے والا غرار ہے۔
- حرام کی کمائی نور ایمان کو ختم کر دیتی ہے - اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
- ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تیرے در دولت سے پرجا رہا ہوں - وہاں پہ تیرا جو حکم تیرا بندہ بتائے گا دل سے ان کو عمل کروں گا۔
- ایمان کی منڈیاں مسجدیں ہیں۔
- بد کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے اور نیک کبھی رسوا نہیں ہو سکتے۔
- نیک کمائی سے نیک صلاحیت پیدا ہوتی ہے - جس کی غذا گندی اس کے ضمیر کی آواز بھی گندگی سے آلودہ ہوگی جس طرح لاہور کی گندی سبزی پسند نہیں کی جاتی - اسی طرح اس سے بھی لوگ نفرت کریں گے۔
- جو شخص کسی کو فریب نہیں دیتا - وہ ہر کسی کے نزدیک عزت حاصل کر لیتا ہے۔
- قرآن کے فرمان کا اتباع کرنے والے دانشمند - مآل اندیش اور مخالفین پاگل ہیں۔
- انسان اور جن صرف خدا کی عبادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

بعض احباب کے اصرار پر ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت کی واپسی تک پرانے خطبات میں سے ہر ہفتہ ایک خطبہ شائع کر دیا جائے۔ تاکہ پرچہ اس عنوان سے خالی نہ رہے اس فیصلہ کے مطابق پرانا خطبہ پیش خدمت کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

رشوت

قولہ تعالیٰ :—

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳)

(ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو)

حاشیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت کے حاشیہ میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

اور مال حرام سے مدۃ مدت العمر کے لئے ہے۔ اس کے لئے کوئی حد نہیں جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت (الخ)

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان رشوت ہے۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رشوت کس چیز کا نام ہے۔ اور رشوت کے متعلق اسلامی تعلیم میں احکام کیا ہیں۔ اور رشوت لینے والے کا دنیا اور آخرت میں کیا نقصان ہوتا ہے۔

رشوت کیا چیز ہے؟

رشوت عربی لفظ ہے۔ اور رشاء سے ماخوذ ہے۔ رشاء اس رسی کو کہتے ہیں جس سے پانی نکالا جائے۔ رشوت دینے والا رشوت کے ذریعہ سے اپنا کام نکالتا ہے۔ یہ تو اشتقاق کی لغوی تحقیق تھی۔ شریعت میں رشوت کا یہ مطلب ہے۔

اَلرِّشْوَةُ مَا يُعْطٰى لِاِبْطَالِ حَقٍّ اَوْ لِاِحْقَاقِ بَاطِلٍ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۸)

(ترجمہ:۔ رشوت وہ چیز ہے۔ جو کسی حق کے باطل کرنے یا کسی ناحق کو حق ثابت کرنے کے لئے دی جائے۔)

رشوت کی مثال

آپ کو معلوم ہے۔ کہ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے کئی باشندوں نے رشوت دے کر مکانات۔ کوٹھیاں کارخانے۔ زمینیں اپنے نام الاٹ کرائی ہیں۔ حالانکہ حکومت پاکستان کا اعلان تو یہ تھا۔ کہ غیر مسلموں کی ہر قسم کی جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ سب پناہ گزینوں کا حق ہے۔ اس قسم کے لوگوں نے رشوت دے کر پناہ گزینوں کا حق باطل کر دیا۔ اور اپنے آپ کو غیر مستحق ہونے کے باوجود حق دار ثابت کر دکھایا

دوسری مثال

افسران بالا کو جب اپنے محکمہ میں بھرتی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ تو اکثر اس موقعہ پر رشوت کا بازار بلیک مارکیٹ کی طرح گرم ہو جاتا ہے۔ جن امیدواروں نے رشوت دی۔ انہیں رکھ لیا گیا۔ خواہ وہ لائق بھی نہ ہوں۔ اور جو لوگ نہ دے سکیں یا نہ دینا چاہیں۔ خواہ وہ لائق کیوں نہ ہوں انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

تیسری مثال

بعض افسران بالا کے اختیار میں ماتحتوں کی ترقی اور تنزل ہوتا ہے۔ ان میں کئی افسر ایسے ہوتے ہیں۔ کہ حالانکہ سینئر ملازم کی ترقی کا حق ہے۔ مگر جونیئر رشوت دیدیتا ہے۔ نتیجہ نہ نکلتا ہے۔ کہ کوئی بے معنی اور لغو عذر کر کے جونیئر کو ترقی دے دی جاتی ہے۔ اور سینئر مظلوم سرد آہ بھر کر رہ جاتا ہے

یہ چیز رشوت نہیں

ہاں اگر کوئی شخص کسی کا حق نہ چھیننا چاہے۔ اور اپنے لئے ناحق کوئی چیز نہ لینا چاہے۔ بلکہ محض اپنے جائز حق لینے کے لئے کوئی ظالم افسر کو کچھ دیدے جب کہ اس ظالم افسر سے یہ خطرہ ہو۔ کہ اگر اسے کچھ نہ دیا گیا۔ تو میری حق تلفی کر دے گا۔ تو یہ رشوت نہیں ہے۔ اس دینے والے پر کوئی جرم نہیں ہے۔ ہاں وہ ظالم افسر عند اللہ مجرم ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا اور حرام خور سمجھا جائے گا۔

رشوت کے سلسلہ میں تین شخصوں پر لعنت

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ورواہ ترمذی عنہ وعن ابی ہریرۃؓ ورواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان۔ عن ثوبان وزاد والرائش یعنی الذی یمشی بینہما

(ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور ——

رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے عبد اللہ بن عمرؓ کے علاوہ ابوہریرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس حدیث کو ثوبانؓ سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے یہ لفظ زیادہ نقل کیا ہے "اور رائش پر بھی لعنت ہے" رائش وہ شخص ہے۔ جو رشوت دینے والے اور لینے والے کے درمیان دلال ہے یعنی دونوں کے درمیان کمی و بیشی کر کے سمجھوتہ کرا دے۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ رشوت دینے والے اور لینے والے اور دونوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے والے تینوں پر لعنت ہے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ ان پر خدا کی لعنت ہے۔

قولہ تعالیٰ :۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورہ النجم رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

نتیجہ

اس آیت سے یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین

اللہ تعالیٰ کی عطائیں کیسے حاصل ہوں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (صحیح بخاری: ۴۶۸۴)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں کیا

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو۔ (بخاری: ۶۰۳۴)

شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام دین کے معاملہ میں جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اعلان فرماتے ہیں۔ لہٰذا رشوت کے سلسلہ میں جن تین شخصوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے وہ لعنت اللہ جل شانہٗ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

رشوت لینے والے کے دونوں جہان برباد

رشوت۔ لینے والے کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوں گی۔ رشوت لینے والے اس شخص کو ظالم اور حرام خور سمجھ کر رشوت دیں گے۔ یہ سب کی نظروں میں ذلیل ہوگا سب لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور حرام کے مال میں برکت نہیں ہوگی۔ جس طرح لوگ کہا کرتے ہیں کہ کبھی کسی نے چوروں کے محل بنتے دیکھے ہیں۔ دنیا میں تو اس کی یہ حالت ہوگی۔ اور آخرت کے سلسلہ میں اس کی کیفیت یہ ہوگی۔ کہ چونکہ حرام خوری کے باعث اس کے گوشت پوست خون اور ہڈیوں میں حرام کی آمیزش ہوگی۔ اس لئے اللہ کے دربار میں حاضری کی توفیق نہ ہوگی۔ حرام خوری کے باعث اسے نیکی سے نفرت اور برائی سے محبت ہوگی۔ اس لئے ہر ایسا کام کرے گا۔ جس سے بارگاہ الٰہی سے مردود ہوتا جائے۔ غرض کہ حرام خوری کے باعث جو لعنت اس پر پڑی تھی اس کے علاوہ اور کئی لعنتیں اپنے سر لے گا۔ اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی۔ قیامت کے روز پچاس ہزار سالہ دن میں یہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کے بعد جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شاملِ حال دنیا میں ہو جائے۔ اور صدقِ دل سے توبہ کرے۔ تو پھر مذکورۃ الصدر سارا نقشہ بدل جائے گا۔

رشوت کا اثر بال بچوں پر

رشوت لینے والا جب اپنی بیوی بچوں کو حرام کا روپیہ کھلائے گا۔ تو ان کے گوشت پوست اور ہڈیوں اور خون میں بھی حرام مخلوط ہو جائے گا۔ اس قسم کے آدمیوں کو اوّل دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر ان کے دل میں ایمان ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکال کر جنت میں لائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے۔ کہا رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔ وہ گوشت بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو حرام کے مال سے بنا ہو۔ دوزخ اس گوشت کا زیادہ مستحق ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار) وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ

اپنا اور پرایا کون ہے؟

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ مائدہ رکوع ۸

(ترجمہ:۔ تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ایسے حال میں کہ وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

ماقبل سے ربط

پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات دوستی کن لوگوں سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ ان کا اصلی دوست اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

برادران اسلام! آج کی معروضات کا عنوان میں نے "اپنا اور پرایا کون ہے؟" رکھا ہے آپ کو یاد ہوگا کہ بندہ نے اپنے بعض گذشتہ خطبوں میں یہ واضح کیا ہے کہ کئی ایسے الفاظ ہیں جو کتاب و سنت میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اور ہماری زبان میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ اور ہماری زبان اور ہمارے محاورہ میں ان کا مطلب کچھ اور سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اپنا اور پرایا کے دو لفظ بھی اسی قسم کے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمانوں کے اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہیں

ہمارا محاورہ

ہمارے محاورے میں ہماری برادری وہ ہے جن کے ساتھ نسبتی اتحاد ہو۔ یعنی ایک باپ ایک دادا۔ ایک پڑدادا کی اولاد ہو۔ خواہ اس رشتہ نسبی میں ایک بھلا مانس اور دوسرا بدمعاش ہو۔ ایک پاکدامن اور دوسرا زانی ہو۔ ایک مرنجان مرنج شریف انسان اور دوسرا ڈاکو ہو۔ ایک مجاہد۔ کافر کے خون کا پیاسا اور دوسرا کافروں کا مونس و غمخوار ہو۔ آپ نے دیکھا طبیعتوں کے اس شدید اختلاف کے باوجود یہ سب لوگ ایک ہی برادری شمار کئے جاتے ہیں۔ اور سب ایک ہی خاندان کے افراد خیال کئے جاتے ہیں۔

نتیجہ

ایک برادری کے اس تخیل کا بعض اوقات بہت ہی برباد کن اور تباہی خیز نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً پنجاب میں کئی خاندان آپ کو ایسے ملیں گے جو اپنی لڑکیوں کی شادی دوسرے خاندان میں نہیں کرتے۔ دوسرے خاندان میں شادی کرنا اپنی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے خاندان میں لڑکی کے لئے مناسب عمر کا لڑکا مل نہیں سکتا۔ تو ۱۸-۲۰ سالہ نوجوان لڑکی کو بعض اوقات ۴-۵ سالہ لڑکے کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس شادی کے وہ بدترین نتائج نکلتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ لڑکی کے دونوں خاندان دادھیال ہوں یا ننھیال ایسے ذلیل ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی نظروں سے ایسے گر جاتے ہیں کہ کہیں بھی شرم کے مارے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے

دوسری مثال ملاحظہ ہو دوسرے خاندان میں شادی نہ کرنے کے نظریے کے ماتحت بعض اوقات لڑکیوں پر ظلم کرنے کی ایک یہ صورت اختیار کی جاتی ہے کہ ایک ۵-۶ سالہ عمر کی لڑکی کی شادی ایک ۲۰-۲۵ سالہ عمر کے نوجوان سے کر دی جاتی ہے بظاہر بہانہ بنایا جاتا ہے۔ کہ خاندان سے باہر شادی کرنی نہیں ہے اور خاندان میں اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور در اصل منشا یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کے حصہ کی جائداد باہر نہ جائے۔ پھر وہ شخص اپنی زندگی عیش و عشرت سے بسر کرنے کے لئے دوسری شادی کر لیتا ہے۔ اس کم عمر لڑکی پر اس لئے قبضہ جمائے رکھتا ہے کہ جائداد میرے قبضہ میں رہے۔ یہ مظلوم لڑکی جب ہوش سنبھالے گی۔ تو ایک خونخوار شیرنی (یعنی سوکن) کو اپنے سامنے غراتی ہوئی پائے گی۔ اس مظلومہ لڑکی کی ساری عمر اس خونخوار درندہ شیرنی کی زد میں گذرے گی اور دن یا رات میں کسی وقت بھی اس کو چین نصیب نہیں ہوگا۔ کیا یہ سارا ظلم اس نظریہ کے ماتحت نہیں ہوا کہ شادی اپنی ہی برادری میں ہونی چاہئے۔ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں برادری کی جو سنی آئندہ پیش کی جا رہی ہے۔ اس اصطلاح کے لحاظ سے ایسے مظالم برادری کا دائرہ تنگ ہونے کے لحاظ سے کبھی ہو ہی نہیں سکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں مسلمان کی برادری

برادران اسلام! اسی آیت میں غور کرنے سے آپ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ساری دنیا کے ایماندار اور اسلام کے ارکان کو ماننے والے انسان ایک ہی برادری ہیں۔ اس برادری میں گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں۔ اس میں ہندی۔ افغانی، ایرانی۔ ترکی۔ مصری۔ شامی۔ عراقی۔ افریقی۔ چینی اور جاوی کی کوئی تمیز نہیں۔ بقول شاعر

ع نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مسلم برادری کے متعلق شہنشاہ کا دوسرا اعلان

قولہ تعالیٰ:۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان لائے۔ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نتیجہ:۔ اس آیت کے پہلے حصے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی نظر میں ساری دنیا کے مومن ایک ہی برادری ہیں۔ اس میں رنگ و روپ یا مختلف ملکوں کا باشندہ ہونے کے باعث کوئی امتیاز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مسلم برادری

عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ آپس میں تواضع سے پیش آؤ۔ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لینتھین اقوام یفتخرون بآبائھم الذین ماتوا انما ھم فحم من جھنم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعل الذی یدھدہ الخراء بانفہ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا الآباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم وآدم من تراب (رواہ الترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ضرور باز آ جائیں۔ وہ لوگ جو اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں۔ سوائے اس کے نہیں۔ ان کے باپ دادے دوزخ کے کوئلے ہیں۔ یعنی دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ اللہ کی نظر میں اس سیاہ کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔ جو پلیدی (یعنی پاخانے) کو اپنی ناک میں لڑھکاتا رہتا ہے۔ بیشک اللہ نے تم سے جاہلیہ کا تکبر اور فخر باپ دادوں کے باعث دور کر دیا ہے۔ انسان اس کے نہیں کہ آدمی یا تو مومن متقی ہوگا یا گناہگار بدبخت ہوگا۔ آدمی سب آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم مٹی سے تھا۔

نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے انہیں آپس میں تواضع سے پیش آنا چاہیئے۔ دوسری حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ سب آدمی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا تم سب ایک ہی ہو۔ پیدائش میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔

اسلامی برادری میں فضیلت کا باعث

گذشتہ سطور میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں مسلمان ایک مستقل قوم ہے مسلمان کے لفظ میں سب قومیں آکر جذب ہو جاتی ہیں۔ اب ایک چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کے باعث اس برادری میں شامل ہونے کے بعد بھی دوسروں پر فضیلت اور عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ چیز کثرت سے یاد الٰہی کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوسروں سے بہت زیادہ ڈرتا ہے جو شخص ان دو چیزوں میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو۔ وہ دوسرے مسلمانوں سے زیادہ معزز اور زیادہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا۔

قرآن حکیم کی شہادت

قولہ تعالیٰ :۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم

(سورہ الکہف رکوع ۴)

ترجمہ:۔ اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

حاصل

اس آیت سے یہ حاصل نکلا کہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنی چاہیئے۔ جو لوگ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں مسلمانوں میں سے جو لوگ ان صفات حمیدہ سے متصف ہیں دوسرے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ایسے مسلمانوں سے نشست و برخاست رکھو۔ تو معلوم ہوا کہ ان خدا یاد کرنے والوں کو دوسرے مسلمانوں پر فضیلت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی شہادت

عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال لہ انک لست خیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ بیشک تو کسی سرخ اور سیاہ (انسان) سے بہتر نہیں ہے مگر اس صورت میں (تو بہتر ہوگا) کہ تو اس سے پرہیزگاری میں بڑھ جائے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے یہ حاصل نکلا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے پرہیزگاری کی برکت سے زیادہ معزز ہو سکتا ہے۔

دعا:۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب مسلمانوں کو

یتیموں اور مسکینوں کا اکرام کیجیے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے پروردگار سے ڈرو، پانچ وقت نماز ادا کرو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی:۶۱۶)

خطبہ جمعہ

باشندگان پاکستان کی ذمہ داری

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قولہ تعالیٰ :- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ سورۃ الصف رکوع ۱

اے ایمان والو۔ وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں بہت غصے کی بات ہے کہ وہ کہو جو کرتے نہیں۔

برادران اسلام! آپ کو یاد ہے۔ کہ پشاور سے لیکر کلکتہ اور کوئٹہ سے لے کر بمبئی تک یہ ملک انگریز کے قبضہ میں تھا۔ جب اپنی مجبوریوں کی بنا پر انگریز اس ملک سے دستبردار ہونے لگا۔ تو صوبہ سرحد صوبہ پنجاب۔ صوبہ سندھ اور بلوچستان نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں ملک کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا جائے۔ تاکہ اس خطہ ملک میں ہم اپنی علیحدہ اسلامی حکومت قائم کریں۔ علیحدگی کی وجہ ہم نے انگریز کے سامنے یہ پیش کئے تھے کہ ہندوؤں سے ہمارا مذہب جدا ہے۔ ہماری تہذیب جدا ہے۔ ہمارا تمدن جدا ہے۔ وغیرہ وغیرہ — اس لئے ہمارا ملک بھی ہندوؤں سے جدا ہونا چاہیئے۔ ملک کی علیحدگی کے مسئلہ پر ہم مسلمانوں نے اتنا اصرار کیا۔ اور اتنا زور دیا۔ کہ انگریز کو ہمارا مطالبہ ماننا پڑا۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک کے ایک حصے پر قبضہ مل گیا۔ جس کا نام ہم نے پاکستان رکھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارا فرض

اس کے بعد ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بقول شخصے ؎

"قولِ مرداں جان دارد"

اس ملک میں اپنے مذہب اسلام۔ اپنی تہذیب اسلامی۔ اپنے تمدن اسلامی کو تازہ۔ سربلند اور سرفراز کر دکھائیں۔ تاکہ عند اللہ و عند الناس ہم بات کے پکے اور وعدہ کے پکے ہونے کا ثبوت دیں۔ قرآن مجید میں بھی ہمیں اپنے وعدہ کے پورا کرنے کا سخت حکم دیا گیا ہے ارشاد ہے :-

اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴

عہد کے پورا کرو بیشک عہد کے متعلق (بارگاہ الٰہی میں) سوال کیا جائیگا (کہ تم نے پورا کیا تھا یا نہ)

پاکستان ہر باشندے پر

اس عہد کا پورا کرنا۔ اور اسے عمل میں لاکر دکھانا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ امیر ہو یا غریب محکوم ہو یا حاکم۔ جاہل ہو یا عالم۔ زمیندار ہو یا دستکار، غرضیکہ ہر ایک باشندہ پاکستان کے ذمہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے متعلقہ احکام اسلامی کو عملی جامہ پہنائے۔ تاکہ ہر فرد پاکستان کے اسلامی رنگ میں رنگے جانے کے باعث یہ ملک صحیح معنے میں پاکستان کہلائے۔ جس غرض کہا جاتا ہے۔ "قطرہ قطرہ جمع شود دریا"

اب میں چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے عمل میں لانے سے پاکستان صحیح معنی میں پاکستان بن جائے گا۔

پہلی چیز

شرک سے باز آئیں

چار قسم کے معبودوں سے دست بردار ہو جائیں۔

برادران اسلام :- آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت یعنی پرستش کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

مگر انسان کی تاریخ حیات جو قرآن مجید نے بتلائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا چار قسم کے اور معبود بناتے رہے۔ اسی جرم کی بناء پر ان کی دنیا بھی برباد ہوئی۔ اور آخرت میں بھی ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور وہ معبود یہ ہیں۔ نفس پرستی۔ علماء پرستی۔ پیر پرستی۔ حاکم پرستی۔ جب ہم ان چاروں قسموں کی پرستش سے تائب ہو جائیں گے۔ اور شرک جیسی نجاست سے ہمارے دل پاک ہو جائیں گے۔ تب سمجھا جائے گا کہ ہم سچا اور کھرا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا چونکہ اس ملک میں وہ لوگ بستے ہیں۔ جن کے دل بالکل پاک ہیں۔ اس لئے اس کا نام پاکستان ہے قرآن مجید میں ان چاروں قسم کے معبودوں کا ذکر ملاحظہ ہو۔

نفس پرستی

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا۔ اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے۔ بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

سورۃ القصص رکوع ۶

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

سورۃ الجاثیہ رکوع ۴

(۱) جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے نفس کو معبود بنایا وہ سب سے بڑا گمراہ ہے۔

(۲) وہ ظالم ہے۔

(۳) ایسے شخص کے کانوں پر (گمراہی کی) مہر لگ جاتی ہے

(۴) ایسے شخص کے دل پر (" ") مہر لگ جاتی ہے

(۵) اس کی آنکھوں پر (گمراہی) کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دیکھ ہی نہیں سکتا۔

(۶) جب دروازہ الٰہی سے دھتکارا گیا۔ تو اب اسے اور کسی جگہ سے ہدایت مل ہی نہیں سکتی۔

دعا

اے اللہ! ہم پاکستانیوں کو نفس پرستی کے گناہ سے بچا۔ اور اس کے مہلک نتائج سے محفوظ فرما۔ اور اپنا خالص بندہ بننے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

علماء پرستی (۲) اور فقیر پرستی (۳)

قولہ تعالیٰ :- اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

سورۃ توبہ رکوع ۴

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے

اس آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے۔ خواہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے۔ اسی کو سند سمجھتے۔ کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ تھا۔ بعض احبار و رہبان (فقراء) کے احکام پر چلتے تھے۔ اور ان کا یہ حال تھا۔ کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا۔ اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے پس جو منصب خدا کا تھا۔ (یعنی حلال و حرام کی تشریع) وہ علماء و مشائخ کو دے دیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا۔ کہ انہوں نے عالموں اور

درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے۔ اسی طرح کی تشریح فرمائی۔ اور حضرت حذیفہ رضہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ "حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں" عالم کا قول عوام کو سند ہے۔ جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے۔ جب معلوم ہو کہ خود اپنی طرف سے کہا۔ یا طمع وغیرہ سے کہا۔ پھر سند نہیں "

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو! بہت سے
إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ عالم اور فقیر لوگوں کا مال
وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ ناحق کھاتے ہیں۔ اور اللہ
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کی راہ سے روکتے ہیں
يَصُدُّونَ عَن (سورۃ التوبہ رکوع ۵)
سَبِيلِ اللَّهِ ۔

اس آیت پر مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم کا حاشیہ "یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گذرا۔ خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہدے۔ وہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے۔ ٹکے بٹورنے اور اپنی سیاست و ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق سے روکتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر عوام ان کے جال سے نکل جائیں۔ اور دین حق اختیار کرلیں۔ تو ساری آمدنی بند ہوجائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا۔ تاکہ متنبہ ہوجائیں "

عبرت: برادران اسلام! سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے:

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ اے مسلمانو! تم پہلوں کے
مِن قَبْلِكُمْ شِبْرًا طریقوں کی بالشت کے
بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بالشت اور ہاتھ کے ساتھ
بِذِرَاعٍ ، ہاتھ کی ضرور تابعداری کروگے

دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ کہ آپ کی امت میں سے جو بہتر فرقے پہلوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگنے پائیں۔ بلکہ فقط اس عالم کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ جو ہمیں کتاب و سنت کی تعلیم دے۔ اور فقط اس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں۔ جو کتاب و سنت کا پورا پابند ہو۔ اور ہمیں اس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو۔

اور اگر ہم شریعت کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پر گرفت کرے۔ ورنہ جو صوفی شریعت کے مخالف ہو۔ وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ قبلہ عالم کہلائے۔ مگر ہمیں اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہوجائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

حاکم پرستی (۴) قولہ تعالےٰ

وَنَادَىٰ اور فرعون نے اپنی قوم
فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ میں منادی کرکے کہدیا
يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ اے میری قوم۔ کیا میرے
مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ لئے مصر کی بادشاہت
الَّتِي تَجْرِي مِن تَحْتِي نہیں۔ اور کیا یہ نہریں
أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ میرے (محل کے) نیچے سے
أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا نہیں یہ رہیں۔ پھر کیا تم نہیں
الَّذِي هُوَ مُهِينٌ ۝ دیکھتے۔ کیا میں اس سے
وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ۝ فَلَوْلَا بہتر نہیں ہوں جو ذلیل
أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ ہے۔ اور صاف بات
مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ بھی نہیں کرسکتا۔ پھر اس
مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْرِنِينَ کے لئے سونے کے کنگن
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ کیوں نہیں اتارے گئے
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا یا اس کے ہمراہ فرشتے
فَاسِقِينَ ۝ فَلَمَّا آسَفُونَا پرے باندھے ہوئے آتے
انتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۔ پس اس نے اپنی قوم
فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۔ کو احمق بنا دیا۔ پھر اس کے
سورۃ الزخرف رکوع ۵ کہنے میں آگئے۔ کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا۔

حاصل: یہ نکلا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اتباع تو نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ غضب الٰہی جوش میں آیا۔ اور فرعون کو ساتھیوں سمیت بحیرہ قلزم میں غرق کردیا۔

دُعا

اللہ پاک ہم سب کو اپنا مخلص بندہ بنائے اور چاروں قسم کے معبودوں کی پرستش سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ ۲۴ اگست ۱۹۵۶ء

آج کی معروضات کے عنوان

(۱) آسمانوں اور زمین کا حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالےٰ ہے۔
(۲) خدائی بادشاہت میں بسنے والے اکثر ہمیشہ باغی رہے ہیں۔
(۳) باغیوں کو مہلت دینا اللہ تعالےٰ کی ہمیشہ سے عادت چلی آ رہی ہے
(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے باغیوں کو بھی مہلت دی گئی
(۵) باغیوں کا گرفت الٰہی میں آنا۔ اور اپنے ظلم کا اقرار کرنا۔
(۶) قیامت کے دن باغیوں کا اپنی گمراہی پر مہر تصدیق لگانا۔
(۷) دنیا میں واپس آنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

بغاوت شدید ترین جرم ہے

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ مجازی اور فانی دنیاوی بادشاہوں کے ہاں بھی بغاوت کو شدید ترین جرم قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس جرم کی سزا باغی کا سر قلم کرنے کے سوا اور کوئی نہیں۔

حقیقی بادشاہ

آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ کہ اللہ تعالےٰ جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے ملک میں جو باغی ہونگے وہ کس قدر شدید جرم کے مجرم اور کس قدر سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

نور قرآن

کی روشنی میں آج اس جرم کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانا چاہتا ہوں۔

پہلا۔ آسمانوں اور زمین کا حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالیٰ ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۹ پارہ ۴)

(ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے واسطے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

دوسرا۔ خدائی بادشاہت میں بسنے والے اکثر باغی رہے ہیں

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ)

(سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱)

(ترجمہ:۔ کہدو ملک میں چلو پھرو۔ اور دیکھو جو لوگ پہلے گزرے ہیں۔ ان کا کیسا انجام ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

نتیجہ

اس اعلان سے یہ چیز صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دنیا میں جتنی بھی قومیں گذری ہیں ان میں اکثریت مشرکوں یعنی باغیوں کی تھی۔ کیونکہ مملکت الٰہی میں شرک بغاوت ہے۔

تیسرا۔ باغیوں کو مہلت دینا اللہ تعالیٰ کی عادت ہے

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ) (سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳)

(ترجمہ:۔ اور تجھ سے پہلے کئی رسولوں سے ہنسی کی گئی ہے۔ پھر میں نے کافروں کو مہلت دی۔ پھر انہیں پکڑ لیا۔ پھر میرا عذاب کیسا تھا)

کفر بھی بغاوت ہے

برادران اسلام۔ شرک اور کفر دونوں بغاوتیں ہیں شرک یہ ہے۔ کہ بندے کو جو تعلق اللہ تعالےٰ سے رکھنا چاہئے۔ وہی قسم کا تعلق اس کے سوا کسی اور سے رکھے مثلاً اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق میں تنگی یا کشادگی کا اختیار سمجھے۔ یا کسی اور کو بھی اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے۔ اور کفر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد اس کو ماننے سے انکار کرے اللھم لا تجعلنا منھم

(ب)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝) سورہ الحج رکوع ۶ پ ۱۷)

(ترجمہ:۔ اور کتنی بستیوں کو میں نے مہلت دی۔ حالانکہ وہ ظالم تھیں۔ پھر میں نے انھیں پکڑ لیا۔ اور میری طرف ہی پھر کر آنا ہے)

مہلت کے بعد کن کن عذابوں میں مبتلا ہوئے

(فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (سورۃ العنکبوت رکوع ۴ پ ۲۰)

(ترجمہ:۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا۔ پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا۔ اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھسا دیا۔ اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے۔ لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے)

چوتھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے باغیوں کو مہلت ملی!

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

(سورۃ الطارق پارہ ۳۰)

(ترجمہ:۔ پھر کافروں کو تھوڑے دنوں کی مہلت دیدو)

پانچواں۔ باغیوں کا گرفت الٰہی میں آنا۔ اور اپنے ظلم کا اقرار کرنا

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝)

(سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پ ۱۷)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں۔ غارت کر دیا۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے ہماری کم بختی۔ بے شک ہم بھی ظالم تھے۔

سو اُن کی یہی پکار رہی۔
یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا
کر دیا جس طرح کھیتی کٹتی ہوئی ہو۔
اور وہ بجھ کر رہ گئے۔) فاعتبروا یا اولی الابصار

عذاب الٰہی نازل ہونے کے بعد ٹلا نہیں کرتا

(فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝) سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱)

(ترجمہ:- سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی۔ تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لائے۔ تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا۔ اور ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

حاصل

یہ ہے کہ سوائے یونس علیہ السلام کی قوم کے کسی قوم سے عذاب الٰہی نازل ہونے کے بعد نہیں ٹلا۔ اور اس ٹلنے میں بھی کوئی خاص مصلحت تھی۔ جو باقی قوموں میں نہیں تھی۔

چھٹا۔ قیامت کے دن باغیوں کی اپنی گمراہی پر شہادت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن گمراہ اپنی بدبختی اور گمراہی کا خود اقرار کریں گے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے پیغمبر کو بری الذمہ قرار دیں گے اور اپنے آپ کو واقعی مجرم گردانیں گے۔

ساتواں دنیا میں واپس آنے کی درخواست اور اسکی نامنظوری

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ)

(سورہ المؤمنون رکوع ۶ پ ۱۸)

(ترجمہ:- اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اسمیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے باغی اپنے جرموں کے اقرار کرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ڈانٹ کر فرمائے گا۔ کہ ذلیل ہو کر اسی دوزخ میں رہ۔ اور مجھ سے مت بولو۔ اللھم لا تجعلنا منھم

مسلمان اور باغی

برادران اسلام! قرآن مجید کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کی سلطنت میں باغیوں کی تین قسمیں ہیں۔ مشرک۔ کافر۔ اور اعتقادی منافق۔ اگر مسلمانوں کے عقائد کا مطالعہ کیا جائے۔ تو ان کے بعض افراد میں یقیناً شرک۔ کفر۔ اعتقادی نفاق پایا جاتا ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ مشرک۔ کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق کے لئے نہ شفاعت ہے۔ نہ نجات ہے۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد میں شرک موجود ہے

یہ میں مانتا ہوں کہ مسلمان شرک کو شرک سمجھ کر نہیں کرتا۔ مگر جب واقع میں وہ عقائد شرکیہ ہوں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ بھی اس جاہل کی کوتاہ نظری کا خیال کرتے ہوئے عقائد شرکیہ کو دائرہ شرک سے خارج کر دے گا۔ ہرگز نہیں جس طرح کوئی شخص سنکھیا کے سفوف کو کونین کا سفوف سمجھ کر کھا جائے۔ تو کیا سنکھیا بھی اپنا اثر نہیں دکھائے گا۔ بلکہ سنکھیا اس شخص کے پیٹ سے انتڑیاں کاٹ کاٹ کر باہر لائے گا۔ اور خون کے اسہال جاری ہو جائیں گے۔

شرک کی تعریف

شرک یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ اس کے سوا وہ کام اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اسی کام کے کرانے کے لئے اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر ہاتھ پھیلایا جائے۔ کہ میرا یہ کام آپ کر دیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اعلان ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۝ الآیۃ سورہ الرعد رکوع ۳ پ ۱۳)

(ترجمہ:- جس کے لئے چاہے اللہ رزق کشادہ کر دیتا ہے یا تنگ)

اب اگر کوئی شخص رزق کی تنگی یا کشادگی اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے قبضے میں سمجھے۔ تو وہ شرک ہوگا۔ خواہ نام کے لحاظ سے مسلمان کہلائے۔ صوفیائے کرام کے چار مشہور طریقے ہیں نقشبندی۔ سہروردی۔ چشتی۔ قادری۔ ہر ایک طریقہ کے بزرگوں کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ زندہ ہوں۔ تو ان کے سامنے زانوائے ادب تہ کر کے بیٹھتا ہوں۔ اور وفات یافتہ ہوں تو ہر بزرگ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جاتا ہوں۔ اور میرا تعلق دراصل قادری خاندان کے ساتھ ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ میں میرے روحانی دادا ہیں۔ مگر جو لوگ گیارہویں دیتے ہیں کیا ان میں سے جاہلوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی گیارھویں دینگے تو وہ رزق میں برکت ڈال دیں گے اور نہیں دیں گے تو ناراض ہو کر رزق میں تنگی کر دیں گے اسی عقیدہ کا نام شرک ہے۔

کفر کی تعریف

کفر یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے۔ مسلمانوں میں اس قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اس قسم کے مسلمان کہلانے والے کافروں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝)

(سورہ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:- اور کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے۔ اور ہم فرمانبردار ہیں۔ پھر ایک جماعت ان میں سے اس اقرار کے بعد پھر جاتی ہے اور وہ مؤمن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے۔ تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ ناگہاں ایک جماعت ان میں سے مونہہ موڑنے والی ہوتی ہے۔

کیا انگریز کی نوے سالہ حکومت میں ایسے مسلمان موجود نہیں رہے۔ اور اب بھی بکثرت موجود ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کے میراث کے قانون کے ماننے سے صاف انکار کیا ہوا تھا۔ کہ ہم تقسیم میراث میں محمڈن لاء کے پابند نہیں ہیں بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ جو کافر ہونے کے وقت ہماری برادری میں رائج تھا۔ یعنی بیٹیوں اور بہنوں کو جائداد میں سے حصہ نہیں دیں گے۔

احد پہاڑ کے برابر سونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو میری خوشی ہوگی کہ مجھ پر تین راتیں بھی ایسی نہ گزریں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی ہو، بجز اس کے کہ میں کسی قرض کی ادائیگی کے لیے اس میں سے کچھ روک لوں۔ (صحیح بخاری: ۲۳۸۹)

ایمان اور کنجوسی کبھی جمع نہیں ہو سکتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی بخیلی و کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں۔) (سنن نسائی: ۴۳۰۳)

نفاق اعتقادی

نفاق اعتقادی یہ ہے۔ کہ بظاہر انسان مسلمان کہلائے اور دل میں اسلام کا مخالف ہو۔ مثلاً مسلمانوں میں آج کل ایسے آدمی موجود ہیں جو قرآن مجید کے بعض حصّوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید کا یہ حکم وحشیانہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سُود کی ممانعت آئی ہے۔ یہ حکم غلط ہے۔ سُود کے سوا قومیں اقتصادی ترقی کر ہی نہیں سکتیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو عورتوں کے پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے علیٰ ہذا القیاس اس خیال کے لوگوں کو نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ کافروں کی مد میں ہی شمار ہوں گے۔

یہ یاد رہے

کہ قرآن مجید کی الحمد کے الف سے لے کر من الجنۃ والناس کے آخری سین تک ایمان لانا یعنی اس کے صحیح ہونے کا یقین کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیّد المرسلین خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد مسلمانوں کے جن قبائل نے قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (واٰتوا الزکوٰۃ) ترجمہ اور زکوٰۃ دو۔ کے ماننے سے انکار کیا تھا۔ انھیں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتد قرار دیا تھا اور ان مرتدوں کے مقابلہ میں صحابہ کرام کی فوج بھیجی تھی۔

ان امراض کا سبب

مسلمانوں میں مذکور الصدر امراض روحانی کے موجود ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ان میں نہیں ہے۔ اگر قرآن مجید کی تعلیم پائیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ان روحانی مہلک بیماریوں سے شفایاب ہو سکتے ہیں۔

آخری دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کا صحیح معنی میں متبع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اصلی۔ سچا اور کھرا مسلمان ہونے کی توفیق دے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳-محرم الحرام سنہ ۱۳۷۶ھ-۳۱-اگست سنہ ۱۹۵۶ء

کتاب وسنت کی روشنی میں توبہ کے مختلف پہلو

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

توبہ کے دروازہ کی ضرورت

اللہ جل شانہ نے جب بنی آدم کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر زمین پر بھیجنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں کے سامنے اس ارادہ کا اظہار فرمایا۔ تو اُنہوں نے اعتراض کیا۔

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ

سورۃ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو بھیجنا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد کریگا۔ اور خون بہائے گا۔

کیسے معلوم ہُوا

فرشتے عالم الغیب تو تھے نہیں۔ پھر انہیں کیسے معلوم ہُوا کہ بنی آدم زمین میں یہ ناشائستہ حرکتیں کرے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ جن اجزا سے کوئی دوائی مرکب کی جائے۔ ایک عقلمند آدمی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ جب اس دوائی کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں تو جو تاثیر ان اجزاء کی ہے۔ وہ اس مجموعہ میں ضرور آئے گی۔ مثلاً جب ایک شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ معجون فلاسفہ میں فلفل دراز۔ فلفل سیاہ۔ سونٹھ اور شہد ڈالا جا رہا ہے تو عقلمند آدمی یقیناً سمجھ لے گا کہ چونکہ یہ اجزاء سب گرم ہیں۔ اس لئے معجون فلاسفہ ایک سخت گرم معجون ہوگی۔ اسی پر قیاس کر لیجئے کہ مٹی میں چونکہ ظلمت ہے۔ اس لئے جب انہوں نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا جا رہا ہے اس کی اولاد میں حس و حرکت تو ہوگی مگر مال اندیشی اور دُور اندیشی نہیں ہوگی۔ اس کی اولاد معمولی معمولی باتوں پر آپس میں لڑے گی۔ اور خونریزی تک نوبت پہنچائے گی۔

انکار نہیں فرمایا

اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض سے انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ فرمایا:-

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ البقر رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ بیشک میں (اس کی پیدائش کی حکمت) جانتا ہوں، جو تم نہیں جانتے۔

ابلیس کی تائید

ابلیس نے جب حکم عدولی کی۔ تو اس سے سوال ہُوا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی اور آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ تو اُس نے جواب میں عرض کی:-

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ سورۃ اعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا۔ اور اس (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا۔

حاصل یہ ہے کہ ابلیس کو یہ غرور ہے کہ مجھے تو آگ سے پیدا کیا۔ جس میں نور اور روشنی ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا جس میں ظلمت اور اندھیرا ہے جس کا بالآخر مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ مال اندیش نہیں ہوگا۔

رحمت الٰہی کا تقاضا

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اعتراض کو تسلیم کر لیا کہ واقعی زمین میں فساد کریگا خون ریزی کرے گا۔ اس کے بعد ارحم الراحمین خدائے قدوس کی رحمت نے تقاضا کیا۔ کہ انسان جب گناہ کرے اور پھر نادم ہو کر معافی مانگنے کے لئے میرے دروازہ پر ہاتھ پھیلائے۔ تو مجھے اس کو معاف کر دینا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ اگر خدانخواستہ

رحمت الٰہی کا یہ دروازہ نہ کھولا جاتا۔ تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے سوا غالباً باقی انسان دوزخ ہی میں جاتے۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے

کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھول کر اپنے بندوں کو جہنم سے بچا لیا۔ ہاں جو حکم عدولی بھی کرے اور معافی بھی نہ مانگے۔ ایسے بدقسمت غافل انسانوں کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو دانستہ جہنم کا ایندھن بنایا۔

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رواہ مسلم

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ البتہ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے جب اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس قدر خوش۔ کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جا رہا ہو۔ پھر وہ سواری گم ہوگئی ہو۔ اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو۔ اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو۔ پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو۔ اس نے اس کی رسّی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے مُنہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں۔ اے اللہ تو میرا بندہ

انسان جتنی مرتبہ بھی گناہ کرکے توبہ کرے اللہ تعالےٰ قبول فرمالیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ لَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ لَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ ۔ متفق علیہ

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک ایک بندہ نے ایک گناہ کیا۔ پھر کہا اے میرے پروردگار۔ مَیں نے گناہ کیا ہے۔ تو اس کو معاف کردے۔ پھر اس کا رب فرماتا ہے۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے۔ جو (چاہے) تو گناہ بخش دیتا ہے۔ اور (چاہے) تو اس گناہ پر گرفت بھی کرلیتا ہے۔ مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر وہ شخص گناہ سے جب تک اللہ چاہے باز رہتا ہے پھر گناہ کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار مَیں نے گناہ کیا ہے۔ تو مجھے وہ گناہ بخش دے پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ بیشک اس کا رب ہے۔ جو (چاہے) تو گناہ بخش دیتا ہے۔ اور (چاہے) تو اس پر گرفت کرلیتا ہے۔ مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر وہ شخص گناہ سے جب تک اللہ چاہے باز رہتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار مَیں نے اور گناہ کیا ہے۔ تو مجھے وہ گناہ بخش دے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا اُس کا رب ہے۔ جو چاہے۔ تو گناہ معاف کرسکتا ہے۔ اور چاہے۔ تو اُس پر گرفت بھی کرسکتا ہے مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب وہ جو چاہے کرے۔

تین شرطیں

توبہ کے قبول ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) جو گناہ ہوچکا ہے اُس پر نادم ہو۔ یہ خیال کرے۔ افسوس ہے۔ کہ مجھ سے یہ بُرا کام ہُوا ہے۔ (۲) اس بُرائی سے ہاتھ روک لینا۔ (۳) آئندہ اس کام کے نہ کرنے کا دل میں پختہ ارادہ کرنا۔ اگر توبہ کرنے والا یہ تین شرطیں ملحوظ رکھ کر توبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی توبہ یقیناً قبول ہوجائے گی۔

شہادت

مذکورالصدر قاعدہ کی شہادت میں ایک حدیث عرض کی جاتی ہے: (عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً) رواہ الترمذی وابوداؤد

ترجمہ: ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص نے (گناہ پر) اصرار (ضد) نہیں کی۔ جس نے بخشش مانگ لی۔ اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ وہی گناہ کرے۔

یہ ٹھیک ہے

جس شخص نے توبہ کی قبولیت کی گزشتہ تین شرطیں ملحوظ رکھ کر توبہ کی۔ اس کی توبہ ہر مرتبہ قبول ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کے حال کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے وہ معلوم کرلے گا کہ یہ شخص سچی دل سے توبہ کر رہا ہے یا رسمی طور پر کر رہا ہے۔

گناہوں کی دو قسمیں ہیں

(۱) صغیرہ۔ چھوٹے گناہ۔ یہ تو توبہ کئے بغیر بھی بعض اعمال صالحہ کی برکت سے خود بخود معاف ہوجاتے ہیں۔

عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ۔ متفق علیہ

ترجمہ عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا۔ پھر اچھی طرح سے وضو کیا۔ اس کے گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔

دوسری

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ العبد المسلم او المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر اليها بعينيه مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل رجليه خرج كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء او مع آخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب رواہ مسلم

ترجمہ: ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنے مُنہ کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ جن کو آنکھوں نے کیا تھا۔ خارج ہوجاتے ہیں۔ یا (فرمایا) اس پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے وہ تمام گناہ جن کو انہوں نے کیا تھا پانی کے ساتھ یا (فرمایا) پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ خارج ہوجاتے ہیں۔ پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ چلے تھے پانی یا (فرمایا) اس کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

تیسری

عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما من امرء مسلم تحضرہ صلوٰۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت کفارۃ لما قبلھا من الذنوب مالم یؤت کبیرۃ وذالک الدھر کلہ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عثمانؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نہیں ہے کوئی مسلمان شخص کہ جب نماز کا وقت آئے۔ پھر وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور کرے خشوع اور رکوع مگر یہ کہ اس کا یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ نہ کرے۔ اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

حاشیہ

اس حدیث پر مشکوۃ شریف میں ایک حاشیہ ہے اور وہ یہ ہے۔ معناہ ان الذنوب کلھا یغفر الا الکبائر فانھا لا تغفر قال النووی ھذا ھو المراد + انتہی مختصراً۔

ترجمہ۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ وضو کرنے والے کے سب پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے کبائر کے۔ اور ہمیشہ یہی رہے گا۔

چوتھی

(عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الرجل فی الجماعۃ تضعف علی صلاتہ فی بیتہ وفی سوقہ خمساً وعشرین ضعفاً وذلک انہ اذا توضاء فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لا یخرجہ الا الصلوۃ لم یخط خطوۃ الا رفعت لہ بھا درجۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ) الحدیث

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کی نماز باجماعت کا ثواب گھر میں یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز سے پچیس گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب نمازی وضو کرے۔ اور عمدہ طریقہ سے وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے۔ اس کو سوائے نماز کے اور کوئی کام نہیں ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوگا۔ اور ایک گناہ معاف ہوگا۔

حاصل

مذکورالصدر چار حدیثوں کا حاصل یہ ہے پہلی تین حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کے وضو کرنے ہی سے سب گناہ صغیرے خود بخود معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان گناہوں کی تفصیل نہ زبان سے بیان کرے اور نہ دل ہی میں ان کی تفصیل ہو۔ اور چوتھی حدیث یہ بتلا رہی ہے کہ نمازی جب گھر سے اچھی طرح وضو کرکے محض نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے۔ تو اس کے ہر قدم پر قرب الٰہی میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا جاتا ہے۔ خواہ ان گناہوں کی تفصیل اس کے دل میں بھی نہ ہو۔ تیسری حدیث شریف کے خاتمہ میں مشکوۃ شریف کا ایک حاشیہ نقل کیا ہے۔ جس میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ وضو کرنے سے گناہ کبیرے معاف نہیں ہوتے۔

کبیرے گناہوں کی معافی

برادران اسلام۔ انسان اگر کبیرے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ وہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ چنانچہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ شرک ہے۔

قرآن مجید کی شہادت

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ط اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○ سورہ لقمٰن رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ جبکہ وہ اسے نصیحت فرماتے تھے، اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کر۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

مشرکوں کی معافی کا اعلان

(اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِھَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

(ترجمہ) بے شک جنہوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب حاصل ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلت۔ اور جھوٹ باندھنے والوں کو ہم یہی سزا دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے برے کام کئے۔ پھر اس کے بعد توبہ کی۔ اور ایمان لے آئے بیشک تیرا رب اس (توبہ) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

فرمان شاہنشاہی کا حاصل یہ نکلا کہ اگر مشرک شرک سے تائب ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دیتا ہے۔

۲

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ ج فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ سورہ التوبہ رکوع ۱ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ پھر جب پناہ کے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ۔ مارو۔ اور پکڑو۔ اور گھیرو۔ اور ان کی تاک پر جگہ بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مشرک شرک سے توبہ کرے۔ تو اس کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے

البتہ

یہ ضروری ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو اس گناہ کو پیش نظر رکھ کر توبہ کرنی پڑتی ہے۔ صغیرہ کی طرح نہیں ہے کہ بلا ارادہ بھی معاف ہو جائے۔

احادیث میں کبائر کی تفصیل

۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوٰ واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے کہا۔

بیوہ اور مسکین کا حق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیوہ عورت اور مسکینوں کی امداد کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۹۸۲)

اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ مسلمان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ وہ ہیں جن سے مسلمانوں کو خوشیاں ملیں یا ان سے تکلیف دور ہو یا ان سے قرض کی ادائیگی ہو یا ان سے بھوکوں کی بھوک دور ہو۔ اور جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے چلا یہاں تک کہ وہ ضرورت پوری ہو جائے اللہ تعالیٰ اس دن اسے ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔ پس بے شک بدخلقی اعمال کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو برباد کر دیتا ہے۔ (صحیح الجامع)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ کونسی باتیں ہیں۔ فرمایا۔ کسی کو خدا کا شریک ٹھیرانا۔ جادو کرنا۔ اس جان کو جس کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے۔ مار ڈالنا۔ مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن پشت دکھانا۔ پاک دامن مومن اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا

۲

عن عبد اللہ رض بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایۃ انس و شھادۃ الزور بدل الیمین الغموس متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں۔ کسی کو خدا کا شریک ٹھیرانا۔ والدین کی نافرمانی کسی کو بلا وجہ شرعی مار ڈالنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ اور انس رض کی روایت میں جھوٹی قسم کھانا بجائے جھوٹی گواہی دینا پایا جاتا ہے۔

مرتکب کبیرہ کی نجات

کبیرہ گناہ کا مرتکب توبہ کئے بغیر مر جائے اس کے بعد اللہ تعالےٰ اسے کسی نیکی کے باعث بخش دے تو قادر ہے اور اگر سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں داخل کر دے۔ تو بھی اس کے حق میں شفاعت بھی ہوگی۔ اور اس کی نجات بھی ہوگی۔ بشرطیکہ دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اگر ہو جائیں تو پھر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

کوئی مرض لاعلاج نہیں

دمہ۔ کالی کھانسی۔ دائمی نزلہ۔ سل۔ دق۔ پرانی پیچش۔ بواسیر۔ ذیابیطس۔ خارش۔ فساد خون اور ہر قسم کی مردانہ و زنانہ امراض کا مکمل علاج کرائیں۔

لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹ انارکلی روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰- محرم ۱۳۷۶ھ - ۷- ستمبر ۱۹۵۶ء

شاہنشاہِ حقیقی کے دربار میں شرافت کا معیار اور شرفاء کی عزت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! ہر سلطنت میں شرافت کا معیار علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اور ہر سلطنت کے بادشاہ کی نظر میں شرافت کا جو معیار ہوتا ہے۔ اسی معیار کے نقطۂ نگاہ سے شریف اور خسیس کی تمیز کی جاتی ہے۔ پھر شریف کے ساتھ شریفوں کا سا اور خسیس کے ساتھ رذیلوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

مثلاً

گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کے وقت یہاں جنٹلمین وہ شخص سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اب بھی عموماً وہی سمجھا جاتا ہے۔ (۱) داڑھی۔ مونچھیں منڈی ہوئی ہوں۔ یعنی کرزن فیشن ہو۔ (۲) بال انگریزی فیشن کے کترے ہوئے ہوں (۳) سر ننگا یا اس پر ہیٹ ہو (۴) کالر نکٹائی سے گلا سجا ہوا ہو (۵) پاجامہ کی بجائے پتلون ہو (۶) جوتے کی بجائے بوٹ ہو۔ وضع یہ ہو۔ خواہ دین اور دینداروں پر مذاق اڑائے۔ یہ جنٹلمین ہے۔ یعنی شریف ہے جب کسی فیشن ایبل کے ہاں جائیگا تو اسے کہا جائے گا۔ آئیے تشریف لائیے۔ کرسی پر تشریف رکھئے۔ اس کے بعد تشریف آوری کا سبب پوچھا جائیگا۔ بمقابلہ اس کے اگر مونچھیں کتری ہوئی ہوں۔ داڑھی کے بال بے طرح بڑھے ہوئے ہوں اور داڑھی لمبی ہو۔ کھدر کا تہ بند ہو۔ دیسی جوتا ہو اور ٹوٹا ہوا ہو۔ اگر وہ کسی فیشن ایبل جنٹلمین کے ہاں جائیگا تو وہ خسیس سمجھا جائیگا۔ اس شخص سے سیدھے منہ سے بات بھی نہیں کی جائیگی۔ اور اپنے سامنے کرسی پر بٹھانا اپنی توہین سمجھی جائیگی۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ؎

بدل جائیگا معیارِ شرافت چشمِ دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

حالانکہ

بفضلہ تعالےٰ بلا مبالغہ اور جرأت سے یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس خسیس کے سر سے لے کر پاؤں تک اللہ تعالےٰ کی رحمت کے انوار نازل ہو رہے ہوں اور اس ایک خسیس کی بارگاہ رب العزت میں وہ عزت ہو۔ جو پہلے قسم کے بے دین انگریزی فیشن کے دس کروڑ انسانوں کو بھی نصیب نہ ہو۔ ان سب بے دینوں سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ اور یہ ایک مقبول بارگاہ ایزدی ہوگا۔ کیونکہ اس کا ہر عمل حیات رضاء الٰہی کے تابع ہے۔ اور وہ فانی عن مرادِ نفسہ باقی بمراد اللہ تعالےٰ ہے۔ ترجمہ۔ اپنے نفس کی خواہشات کو فنا کرنے والا اللہ تعالےٰ کی خواہش کے مطابق چلنے والا ہے۔

شاہنشاہی فرمان (قرآن مجید) کا اعلان

(افمن کان مومنا کمن کان فاسقا ط لا یستوون ٥ اما الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت فلھم جنّٰت المأوٰی نزلا بما کانوا یعملون ٥ واما الذین فسقوا فماواھم النار ط کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون ٥)

سورہ السجدۃ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ کیا مومن اس کے برابر ہے۔ جو نافرمان ہو۔ برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور انہیں کہا جائے گا۔ آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالےٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں اور اس کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ طبقہ شریف اور قابلِ عزت ہے۔ ان کو مہمانی کے طور پر ہمیشہ رہنے والے باغ عطا ہونگے۔ اور جو بے دین تھے۔ خواہ وہ ظاہری وضع و قطع کے لحاظ سے کتنے ہی بن ٹھن کر رہتے تھے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور وہ خسیس، ذلیل اور ناقابلِ توجہ ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دربارِ رسالت میں شریف اور خسیس کا امتیاز

(۱)

(خیارکم من اذا کان علیہ الدین احسن القضاء وان کان لہ اجمل فی الطلب وشرارکم من اذا کان علیہ الدین اساء القضاء وان کان لہ افحش فی الطلب)

(الحدیث)

ترجمہ۔ تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے۔ کہ اس پر قرض ہو۔ تو عمدہ طریقہ سے ادا کردے۔ اور اگر اس نے لینا ہے تو اچھے طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں شریر وہ ہے۔ جب اس پر قرض ہو تو بری طرح ادا کرے۔ اور اگر اس نے لینا ہو تو طلب کرنے میں فحش سے کام لے۔

خود اندازہ

لگا لیجئے۔ کہ آج کل دنیا میں شریف کتنے ہیں اور شریر کتنے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو شریف بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(۲)

عن عبد الرحمٰن بن غنم واسماء بنت یزید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار عباد اللہ اذا رؤوا ذکر اللہ وشرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البرآء العنت۔

رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبد الرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے برگزیدہ وہ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ اور اللہ کے بندوں میں سے برے وہ

ہیں - جو چغلیاں کرنے والے - دوستوں
میں جدائی ڈالنے والے - فساد سے
بری الذمہ لوگوں میں فساد ڈالنے والے -

اس آئینہ

میں ہر شخص اپنا منہ دیکھ لے - کون کس مد میں
آتا ہے - اور کون کس میں - کیا آج کل ہم میں
کثرت تعداد شریروں کی نہیں ہے - فاعتبروا
یا اولی الابصار -

۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ
فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا
فَقَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُهٗ
وَیُؤْمَنُ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُهٗ
وَلَا یُؤْمَنُ مِنْ شَرِّهٖ - رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا -
بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - لوگوں
کے ایک بیٹھے ہوئے مجمع پر آ کھڑے ہوئے
پھر فرمایا - کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں - تم
میں سے بھلا اور برا کون ہے - راوی کہتا
ہے پھر لوگ چپ کر گئے - پھر آپ نے
تین مرتبہ یہ فقرہ فرمایا - پھر ایک شخص نے
عرض کی - ہاں یا رسول اللہ - آپ ہمیں بتلائیے
کہ ہم میں سے بھلا کون ہے اور برا کون پھر
آپ نے فرمایا - تم میں سے بھلا وہ ہے -
جس سے نیکی کی امید ہو اور اس سے شر کا خطرہ
نہ ہو - اور تم میں سے برا وہ ہے جس سے
نیکی کی امید نہ ہو - اور اس کے شر سے
بے خوفی نہ ہو -

اس آئینہ میں

برادران اسلام - ہر شخص اس آئینہ میں اپنا منہ
دیکھ لے کہ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل ہے

۴

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْیَا غَیْرِهٖ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ - ابی امامہؓ سے روایت ہے بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -
قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے لوگوں
میں برا ہی وہ شخص ہوگا - جس نے اپنی آخرت
دوسرے کی دنیا کی خاطر برباد کر دی -

حاشیہ

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی - اس
حدیث پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں - "والمراد
من یظلم الناس لیجعل به دنیا لاحد کما
یفعله العمال واعوان الظلمة"

ترجمہ - اس حدیث شریف میں وہ لوگ
مراد ہیں - جو لوگوں پر اس لئے ظلم کرتے
ہیں - جس طرح حکومت کے کارندے کرتے
ہیں - اور ظالموں کے حمایتی ہیں -

چاروں احادیث میں شریروں کی صفات

(۱) مقروض ہو تو بروں حالوں سے قرض ادا
کرے - (۲) ترضخواہ ہو تو مطالبہ کرنے میں
بے حیائی سے کام لے (۳) چغلخور ہو (۴)
دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے (۵) لوگوں میں
فساد ڈلوانے والے (۶) جس شخص سے بھلائی
کی امید ہی نہ ہو (۷) اور اس سے برائی کا ہر وقت
خطرہ رہے (۸) دوسرے کے کہنے پر وہ کام
کرے جس سے اپنی آخرت برباد ہو جائے -

کبھی کسی عادل بادشاہ

کے ہاں مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں والے بدکاروں
خسیسوں اور مفسدوں کو بھی عزت نصیب ہوئی
ہے - حاشا وکلا - فاعتبروا یا اولی الابصار

دنیا اور آخرت میں حقیقی اور اصلی عزت

حاصل کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان
اللہ تعالےٰ کا وفادار اور فرمانبردار ہو -

دونوں جہان کی عزت کا اعلان

شاہنشاہ حقیقی نے دونوں جہان کی عزت کا
مدار اپنی وفاداری پر موقوف کیا ہوا ہے -
(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ - جس نے نیک کام کیا مرد ہو
یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم
اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے -
اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے -
ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے

یہی وجہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اپنے نیک اور مقبول بندوں کا
ذکر خیر آئندہ آنے والی نسلوں میں باقی رکھتا
ہے - اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں دیکھ لیجئے کہ
ہزاروں برس کے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام
کا ذکر خیر امت محمدیہ کے دن رات ورد زبان ہے اور
قیامت تک ان کا ذکر زبانوں پر جاری رہے گا -
ان انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں جو بے دین
اور مردود بادشاہ تھے کہیں ان کا نام بھی قرآن مجید
میں آیا ہے - ہرگز نہیں - دل میں یہ شبہ نہ گزرے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدمقابل فرعون
کا نام تو آیا ہے - فرعون مصر کے ہر بادشاہ
کا لقب ہوتا تھا - اس ملعون کا نام بھی کچھ اور ہے -

شاہنشاہ حقیقی کے غداروں کے دونوں جہاں برباد

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً
ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ
لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ
کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ
تُنْسٰی ۝ سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر سے منہ
پھیرے گا - تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی -
اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے
اٹھائیں گے - کہے گا - اے میرے رب
تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا - حالانکہ
میں بینا تھا - فرمائیگا - اسی طرح تیرے
پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں - پھر تو نے
انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھی
بھلایا گیا ہے -

حاصل

یہی نکلا کہ خدا تعالےٰ سے بغاوت کرنے والوں
کی دنیا کی زندگی بے چینی میں گزرتی ہے اور
آخرت میں دوسرے غداروں کے ساتھ جہنم
رسید ہونگے - اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُ

تجربہ کر کے

دیکھ لیجئے جس گھر میں دونوں میاں بیوی بے دین
ہوں - آزاد منش ہوں - اللہ تعالےٰ کی رضا کے
مطابق چلنے کی بجائے اپنی خواہشات نفسانی
کے تابع ہوں - کھانے پینے - اٹھنے بیٹھنے -
جاگنے سونے - کمانے - خرچ کرنے وغیرہ
اعمال حیات میں خالق کی کوئی پروا نہ ہو - قانون
اسلام کا کوئی لحاظ نہ ہو، میں اللہ تعالےٰ کے
اعلان سابق کی بناء پر یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس
گھر میں دل کا چین اور طبیعت میں سکون ہرگز
ہرگز نہیں ہوگا - خواہ کوٹھی پانچ لاکھ کی ہو -
موٹر پچاس ہزار کی ہو - خدمت کے لئے خانساماں
اور بہرے موجود ہوں - کپڑے دھونے والا دھوبی
مستقل ہو - چمن کے لئے مالی ہو - کوٹھی میں نلکہ
بھی - بجلی بھی ہو - غرضیکہ زندگی کے آرام کے

سب سامان مہیا ہوں۔ فقط دین اسلام کی پیروی نہ ہو۔ اس کوٹھی میں رہنے والی بیگم صاحبہ آپ کی بیوی کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب آپ کے یار بن جائیں۔ پھر دونوں کے پرائیویٹ حالات معلوم کیجئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ چھلنی میں چھید کم ہوں گے اور ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ چھید ہوں گے۔

اے اللہ کے نیک بندو

ان بے دین دنیاداروں کے ظاہری ٹھاٹھ کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ "دریا میں رہنا۔ اور خواجہ خضر سے بیر۔"

ملک کے حقیقی والی

سے بغاوت اور پھر چین۔ مصرعہ

ایں خیال است و محال است و جنوں

ہاں اللہ تعالےٰ کے وہ بندے

تلاش کر کے دیکھئے۔ جو جھونپڑی میں رہتے ہوں۔ فرش زمین پر ڈیرہ ہو۔ چٹائی پر لیٹتے ہوں۔ اوپر گودڑی اوڑھتے ہوں۔ اس حالت میں ہوتے ہوئے زبان پر اللہ تعالےٰ کا نام جاری ہو۔ دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی لگن لگی ہوئی ہو۔ ان کی زندگی کا نصب العین محبوبِ حقیقی (اللہ تعالےٰ) کا وصال ہو۔ ان اللہ کے طالبوں کی زندگی کے چوبیس گھنٹے ایسے پُرسکون اور اطمینان میں گزرتے ہیں۔ کہ دُنیا پرست امراء۔ وزراء اور سلاطین کو ایک منٹ بھی وہ سکون اور اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ۔

قیامت کے دن شرفاء کے لئے مہمانی

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے، ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

قیامت کے دن کمینوں کی مہمانی

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

(سورۃ الاحقاف رکوع ۳ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جائینگے۔ ان سے کہا جائیگا۔ تم (اپنا حصّہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دُنیا کی زندگی میں لے چکے۔ اور تم ان سے فائدہ اُٹھا چکے۔ پس آج تمہیں ذلّت کا عذاب دیا جائیگا۔ بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

دُعا: اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی اصطلاح میں شریف انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی اصطلاح کے ذلیل اور کمینہ ہونے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام مبشر انصاریہؓ کے پاس ان کے باغ میں تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ باغ مسلمان نے لگایا ہے یا کافر نے؟ انہوں نے کہا مسلمانوں نے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کوئی پودا لگائے یا کھیتی کاشت کرے اور اس سے انسان یا جانور یا کوئی بھی کھائے تو اس کے لئے صدقہ کا ثواب ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۱۵۵۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷- صفر ۱۳۷۶ھ - ۱۴- ستمبر ۱۹۵۶ء

کامل عقلمند فقط وُہ ہے جو قرآن مجید کا تابع ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! قرآن مجید ایک اٹل اور فیصلہ کن کتاب ہے۔ اس کے ہر اعلان میں وہ طاقت اور زور ہے کہ اس کے اعلان کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر تمام اقوام عالم کو للکارا جا سکتا ہے۔ کہ اے اقوام عالم اگر ہمت اور جرأت ہے تو اس کے مقابلہ میں آؤ اور اپنی صداقت اور فوقیت کو ثابت کر دکھاؤ۔ ورنہ اس اعلان شاہنشاہی کے سامنے سر جھکا دو۔ اور گھٹنے ٹیک دو اور مُنہ سے اقرار کرو۔ کہ اے شاہنشاہِ حقیقی تیرا فرمان سچّا۔ اور ہم جھوٹے۔ ہم واقعی گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔ تو نے ہمیں قرآن مجید کی روشنی دکھا کر اس گڑھے سے نکالا۔ ورنہ ہم ابد الآباد کے لئے ناقابل برداشت عذاب کے مستحق ہو کر ہلاکت کے گڑھے (دوزخ) میں ایسے گرتے کہ کبھی نکل نہ سکتے۔

آج

میں بفضلہ تعالےٰ قرآن مجید کی روشنی کی بناء پر جرأت سے یہ نظریہ اقوام عالم کے سامنے پیش کر سکتا ہوں کہ "کامل عقلمند فقط وہ ہے۔ جو قرآن مجید کا تابع ہے"

عقلمند اور بیوقوف

میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ عقلمند کی نگاہ دُور رس ہوتی ہے۔ اور بیوقوف کی نظر فقط فوری نفع تک محدود ہوتی ہے۔ اس غیر مآل اندیشی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ بیوقوف تھوڑی دُور جا کر مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثلاً چور خیال کرتا ہے کہ رات کو نقب زنی کر کے مٹھائی کے تھال کر لے جاؤں گا۔ اور مع بال بچے کے خوب پلیٹ بھر کر کھاؤں گا۔ اس بیوقوف کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بقول شخصے شعر

خبر دیتی ہے شوخیِ نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی

صبح ہوتے ہی پولیس پاؤں کا نقش پہچاننے والوں کو لائے گی۔ اور نقب زنی کے مقام پر جو چور کے پاؤں کا نقش تھا۔ وہ دیکھ کر پچاس میل کے فاصلہ پر پہنچ کر بھی اس چور کو پکڑ لیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ دوسرے دن چور پکڑا جائے گا۔ ہتھکڑی لگا کر دوسری رات حوالات میں داخل کر دیا جائے گا۔

ایک لحاظ سے عقلمند

چور ایک لحاظ سے تو عقلمند نکلا کہ باوجودیکہ مالک دُکان پر سویا ہُوا تھا اُسے پتہ ہی نہیں چلا کہ دکان میں نقب لگائی جا رہی ہے اور مال لُوٹا جا رہا ہے۔ دُکان لُوٹی گئی اور دکاندار کے کان میں بھنک بھی نہ پڑی مگر کیا اس چور کو کوئی عقلمند کہیگا جس عقلمندی کی سزا ذلت۔ رسوائی۔ بربادی اور تباہی ہو۔

انسانی زندگی کے دو دور

دُنیا میں بسنے والی تمام وہ قومیں جو اپنے آپ کو آسمانی مذہب کی حامل کہتی ہیں وہ سب انسانی زندگی کے دو دوروں کی قائل ہیں۔ دُنیا کی بڑی بڑی مذہبی قومیں چار ہیں۔ یہود۔ نصاریٰ۔ ہنود اور مسلمان۔ چاروں کا عقیدہ ہے کہ انسان کی زندگی کا ایک دور مرنے سے پہلے کا ہے۔ اور دوسرا مرنے کے بعد آنے والا ہے۔ عربی زبان میں پہلے دور کا نام دُنیا اور دوسرے کا آخرت ہے۔

کامل عقلمند وہ انسان ہے

جو دُنیا کی زندگی کا دَور ایسے طریقہ سے بسر کرے۔ کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی دُکھ نہ اُٹھائے۔ بلکہ ہر طرح کا آرام پائے۔ اور احمق اور بیوقوف وہ انسان ہے جو دُنیا کی زندگی کا دَور ایسے طریقہ سے بسر کرے۔ کہ آخرت برباد ہو جائے۔ دنیا میں عیش و عشرت اور شان و شوکت سے زندگی بسر کرے اور آخرت کی زندگی میں جہنّم رسید کر دیا جائے۔

دونوں قسموں کا ذکر

پہلی

(مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

(ترجمہ۔ جو کوئی دُنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دُنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

دُوسری

(وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝)

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

(ترجمہ۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہو گی۔

یہ عقلمند لوگ ہیں۔ جنہوں نے دُنیا میں ایسی زندگی بسر کی کہ مرنے کے بعد والی زندگی بھی سنور گئی۔

عقلمند انسانوں کی زندگی کا پروگرام

(اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

وتوفنا مع الابرار ۝ ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيمة ط انك لا تخلف الميعاد ۝ سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تُو نے اسے رُسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

بارگاہ الٰہی میں عقلمندوں کے اوصاف

(۱) آسمانوں اور زمین میں غور کرنا (۲) غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا کہ دُنیا میں کوئی چیز فضول اور بے فائدہ اور بے کار نہیں ہے (۳) لہٰذا انسان کی پیدائش بھی فضول اور بے فائدہ نہیں ہے (۴) اے اللہ بحیثیت انسان ہونے کے ہم سے اپنے فرائض اور حقوق کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے جس کی پاداش میں جیلخانہ الٰہی (دوزخ) میں بھیجا جائے (۵) اے اللہ جسے آپ نے دوزخ میں بھیجا۔ اس سے بڑھ کر اس کے لئے اور کوئی ذلت نہیں ہے (۶) اے اللہ تیرے پکڑے ہُوئے ظالموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا (۷) اے اللہ ہم نے تیری طرف سے ایک منادی کو تجھ پر ایمان لانے کے لئے پکارتے ہُوئے سُنا۔ تو ہم فوراً ایمان لے آئے (۸) اے اللہ ہمارے پچھلے گناہ معاف فرما۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے (۹) اے اللہ ہمیں اپنے نیک بندوں کی سی موت نصیب فرما (۱۰) اے اللہ اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے جو وعدے تُو نے کئے تھے۔ وہ نعمتیں ہمیں عطا فرما (۱۱) اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔

ہر چیز کی شناخت

اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کی شناخت کا کا مدار اس کی ظاہری شکل و شباہت پر رکھا ہے۔ مثلاً دھاتوں میں سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ پیتل۔ ایلومینیم وغیرہ یا مثلاً سبزیوں میں مولی۔ گاجر۔ شلغم وغیرہ دالوں میں چنا۔ مونگ مسور وغیرہ حیوانات میں بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ علیٰ ہذا القیاس انسانوں میں بھی انسانی صفات کے لحاظ سے نیک و بد یا مقبول و مردود یا عقلمند اور بیوقوف کی پہچان کی جا سکتی ہے۔ نیکی۔ قبولیت بارگاہِ الٰہی اور عقلمندی کے اوصاف جس انسان میں پائے جائیں گے۔ وہی نیک۔ مقبول بارگاہ الٰہی اور عقلمند ہوگا۔ خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔ گدا ہو یا بادشاہ۔ اور اگر ان اوصاف سے متصف نہیں ہے تو وہ بیوقوف اور احمق ہوگا خواہ غریب ہو یا امیر۔ وزیر ہو یا بادشاہ۔

اپنی بیوقوفی کا اقرار

جو لوگ دُنیا کی زندگی کے عیش و عشرت ہی کو زندگی کا نصب العین بنا کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ہادی کی آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دُنیا اور آخرت کی زندگی سنوارنے کے لئے جو دستورالعمل بن کر آسمان سے آیا ہے اس کی تابعداری کرنی اپنی کسرِ شان خیال کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اپنی بیوقوفی کا خود اقرار کریں گے۔

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ: اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہونگے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مُنہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم اُنہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پہ ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

معاشی عقل کی عمومیت

برادرانِ اسلام۔ دُنیا کی زندگی کے متعلقہ اسباب کو تلاش کرنا۔ مہیّا ہونے کے بعد استعمال میں لانا۔ نر اور مادہ کا جفت ہونا۔ بچے جننا۔ ان کی تربیت کرنا۔ یہ کام تو پرند۔ چرند۔ حتےٰ کہ درندے بھی کرتے ہیں۔ کیا کُتّے اور بلّے مذکور الصدر پروگرام پر عامل نہیں ہیں۔ دُنیا کی زندگی بسر کرنے کی یہ عقل تو اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو عطا فرمائی ہے۔ اے انسان اگر تم نے اتنا ہی پروگرام بنا لیا۔ تو تم نے انسانیت کی کونسی خصوصیت کا مظاہرہ کیا

وہ کتھرے تم سُتھرے

یہ مَیں مانتا ہوں کہ باقی حیوانات کتھرے ہیں اور تم سُتھرے ہو۔ اس کے سوا اور کیا فرق ہے۔ مثلاً گائے۔ بھینس۔ سرسوں کے پتّے کچّے زمین پر ڈال کر کھا جاتے ہیں۔ اور تم نے پہلے (۱) انہیں دھویا (۲) پتوں کو مٹی ریتے سے صاف کیا (۳) موٹے موٹے ڈنٹھل پھینک دیئے۔ فقط نرم نرم پتّے چُن لئے۔ (۴) پتوں کو درانتی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا (۵) ہانڈی میں ڈال کر پکایا۔ (۶) نمک۔ مرچ اور گھی ڈالا (۷) چینی کی پلیٹ میں ڈال کر کھایا۔ بہرحال کھائے تو سرسوں ہی کے پتّے۔ لہٰذا تمہاری اتنی تعریف کی جا سکتی ہے کہ باقی حیوانات کتھرے ہیں اور تم سُتھرے حیوان ہو۔

انسانیت کی خصوصیت

آیئے ہم آپ کو اسلام میں انسانیت کا خصوصی اور امتیازی نمونہ دکھائیں (۱) ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر آواز دی۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ اللہ کی عبادت کے لئے آ جاؤ۔ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے آ جاؤ۔ بس آواز سُنتے ہی اس طرح پر دوڑے جس طرح شمع پر پروانہ آتا ہے۔ اور مسجد میں آکر سب جمع ہو گئے۔ (۲) اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے اور اُس کے غضب اور اس کے عذاب سے بچنے کی درخواست کرنے کے لئے ایک کو رئیس الوفد بنایا جاتا ہے۔ وہ وفد سے آگے بڑھ کر سب کی طرف سے حمد و ثنا

اس کے بعد صحیح راستہ پر چلنے کی درخواست حضور الٰہی میں پیش کرتا ہے۔ جب وہ درخواست ختم کرتا ہے۔ تو سب آمین کہہ کر اس کی تائید کر دیتے ہیں (۳) پھر کسی وقت ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کسی وقت سر جھکا کر اس کی عظمت کے گن گا رہے ہیں۔ اور کسی وقت اس کے حضور میں سربسجود ہو کر اپنی ذلّت اور اُس کی عزّت کا اظہار کر رہے ہیں۔ انسانیت کا مابہ الامتیاز یہ چیزیں ہیں۔ یہ چیزیں حیوانات میں نہیں ہیں۔

اگر یہ چیزیں نہ پائی جائیں

جس شخص میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں۔ اس کو انسان کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ جو چیز میٹھی نہیں اسے کھانڈ کیسے کہا جا سکتا ہے جس میں ترشی نہ ہو۔ بلکہ مٹھاس ہو۔ اسے لیمو کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جو اُڑتا نہیں اسے پرندہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص میں انسانیت کے لوازمات پائے نہ جائیں۔ اسے انسان کیسے کہا جا سکتا ہے۔ جو شخص غیر مآل اندیش ہو اسے عقلمند کیسے کہا جا سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ۔

جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ

جو کسی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا جو کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی سربمہر شراب پلائے گا۔ جو بندہ کسی غریب کو کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ (ترمذی)

ہر زندہ جاندار کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے اونٹ کے لیے حوض میں پانی بھرتا ہوں دوسرے اونٹ بھی پانی پینے آجاتے ہیں کیا ان دوسرے اونٹوں کو پانی پلانے کا کوئی اجر ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہر زندہ حیوان کے ساتھ سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ (مسند احمد: ۱۷۵۸۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ صفر ۱۳۷۶ھ - ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے انسان کا یہ فرض ہے کہ قرآن مجید کی روشنی میں مخلوقِ خدا کے حالات کا مطالعہ کرے۔ جس معاملہ میں بھی ان کی غلط روش نظر آئے۔ اس پر انہیں متنبہ کرے۔ اور قرآن مجید ہی کی روشنی میں انہیں اپنی اصلاح کا راستہ بتلائے۔ اگر وہ مان جائینگے تو دُنیا اور آخرت میں نفع انہیں کا ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر اتمام حجت تو ہو ہی جائے گا۔ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے۔ ربنا ما جاءنا من نذیر۔ اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمارے پاس ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا۔

ایک غلط عقیدہ

ہمارے ملک میں اکثر لوگوں میں ایک بہت بڑا عقیدہ رائج ہے کہ کسی مقبول بارگاہِ الٰہی کی اولاد خواہ وہ کیسی ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ خواہ انہیں یہ بھی پتہ نہ ہو کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ خواہ وہ عمل کے لحاظ سے اسلام کے احکام سے کتنے ہی دُور ہوں۔ جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
بخوبب نامش نہادند غلط

باوجود ان خامیوں اور کمزوریوں ... زادہ صاحب ہیں۔ وہ اپنے ... الشریعۃ بزرگوں کے گدی نشین ہیں۔ ... (۱) وہ حضرات پانچ وقت کی نمازیں ... کے پابند تھے۔ اور صاحبزادہ ... میں سے شاید ہی کوئی ایک آدھ ... باجماعت پڑھتے ہوں۔ (۲) وہ خلق اللہ سے بے نیاز اور متوکل علی اللہ تھے اور یہ ایک ایک مرید کے دروازہ پر نذرانہ وصول کرنے کے لئے سفر کرتے رہتے ہیں (۳) اُن کی صورت صورت محمدیہؐ کے مشابہ مونچھیں کتری ہوئی۔ اور طویل و عریض داڑھی۔ اور اِن میں بعض کی داڑھی صفاچٹ اور بعض کی صورت کرزن فیشن یعنی داڑھی اور مونچھیں دونوں صفاچٹ اور پھر یہ حضرات صاحبزادہ صاحب اور قابلِ عزّت و احترام اور ان اولیاء کرام کے گدّی نشین ہیں (۴) وہ حضرات کامل ایمان والے اور صاحبزادوں میں سے کئی ایسے ہونگے۔ جنہیں یہ بھی پتہ نہیں۔ کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب جاہل مطلق ہیں۔ اور تو اور ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھے۔ اس کے علاوہ نہ اُردو زبان میں دین کی تعلیم پائی ہے۔ نہ کسی اور زبان میں۔ اور نہ کسی باخدا کی صحبت میں تربیت پائی ہے۔ برادرانِ اسلام۔ اسلام سیکھنے سے آتا ہے نہ کہ فقط کسی کے گھر میں پیدا ہو جانے سے۔ (۵) وہ حضرات ہر وقت ہر دم یادِ الٰہی سے اپنے آپ کو مطمئن اور مسرور رکھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب طبلے کی تھاپ اور گویوں کے گانوں سے کانوں اور دل کو راحت پہنچاتے رہتے ہیں۔ مصرعہ

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

بایں ہمہ صاحبزادہ صاحب انہیں بزرگوں کے جانشین اور انہیں حضرات کے گدی نشین ہیں۔ اور وہ حضرات اپنی بزرگی اور اپنے کمال اور اپنی صلاحیت اور اپنی شرافت اور اپنی دیانت اور اپنی خدا ترسی اور اپنی خدا پرستی اور اپنے اُسوۂ حسنہ محمدی پر چلنے کے باعث جس قدر واجب الاحترام تھے۔ ان صاحبزادگان کو بھی ان کی طرف نسبی لحاظ سے منسوب ہونے کے باعث وہی عزّت دی جاتی ہے اور ان کا وہی احترام کیا جاتا ہے۔ اس احترام کے باعث یہ صاحبزادگان یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم میں بھی کوئی خوبی اور کوئی کمال تو ہے جس کی بنا پر ہمیں اس قدر عزّت دی جاتی ہے۔ متوسلین کی طرف سے یہ عزّت افزائی انہیں اور زیادہ مغرور کر دیتی ہے۔ اسی بناء پر وہ نہ اپنی کمزوریاں محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ جب مقتداؤں کی یہ حالت ہے تو مقتدیوں کی اصلاح حال کس طرح ہو سکتی ہے۔

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

پہلی شہادت

وَنَادٰی نُوْحٌ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو ایک کنارے پر تھا پکارا اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہوگیا۔

نتیجہ

حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہیں مگر چونکہ بیٹے میں ایمان نہیں تھا۔ اس لئے غرق ہوگیا۔

دوسری شہادت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ (سورہ تحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸)

(ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی (یعنی دین میں ان کی ہمنوا نہ تھیں) سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور کہا جائیگا۔ دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔)

نتیجہ

باوجودیکہ یہ دونوں عورتیں پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ چونکہ ان کے اپنے اندر ایمان نہیں تھا اس لئے ان کے خاوند باوجود پیغمبر ہونے کے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

تیسری شہادت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ آزَرَ قَتَرَۃٌ وَغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِیَّ الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ یَا اِبْرَاھِیْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیمؑ اپنے باپ آزر کے ساتھ قیامت کے دن ملے گا۔ اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا۔ پھر اسے ابراہیمؑ کہیگا۔ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ کہ میری نافرمانی نہ کر۔ پھر اس کا باپ اسے کہے گا۔ پس آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ کہیگا۔ اے میرے رب بیشک تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ اٹھائے جائیں گے اس دن تو مجھے خوار نہیں کرے گا۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کیا خواری ہو سکتی ہے کہ میرا باپ ہلاک ہونے والا ہو۔ پھر اللہ فرمائیگا۔ بیشک میں نے بہشت کافروں پر حرام کیا ہوا ہے۔ پھر ابراہیمؑ سے کہا جائیگا تیرے دونوں پاؤں کے نیچے کیا ہے پھر دیکھے گا۔ پھر ناگہاں وہ خون میں لتھڑا ہوا بجّو ہوگا۔

حاصل

مذکور الصدر تینوں شہادتوں کا حاصل یہ نکلا کہ اگر اپنے اندر ایمان نہ ہو۔ تو انبیاء علیہم السلام بھی اپنے رشتہ داروں (مثلاً باپ۔ بیٹا۔ بیوی) کو دوزخ کے عذاب سے بچا نہیں سکیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فائدہ پہنچ بھی سکتا ہے

ہاں ایک صورت میں فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ مقربینِ الٰہی کے رشتہ داروں کے دل میں ایمان کامل ہو اور دنیا سے اتنی نیکیاں کر کے ساتھ لے جائیں کہ ان سے بہشت میں داخلہ کا ٹکٹ مل جائے۔ پھر بہشت میں داخل ہونے کے بعد ان کا مرتبہ بلند کر دیا جائیگا۔ تاکہ اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ میں رہ سکیں۔

ثبوت

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ کُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ ○ سورہ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے۔ اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں۔ اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں۔ جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں ساعی ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو جنّت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کر دیگا۔ گو ان کے اعمال و احوال ان کے اعمال اور احوال سے کماً و کیفاً فروتر ہوں۔ تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزّت افزائی کے لئے ان "تابعین" کو ان متبوعین کے جوار میں رکھا جائیگا۔ اور ممکن ہے بعض کو بالکل ان ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ جیسا کہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دیدیا جائیگا۔ نہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہوگا کہ قاصرین کو ذرا اُبھار کر اُوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔

حدیث شریف کی تائید

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے کہا جب وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ والی آیت نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا پھر اکٹھے ہو گئے۔ پھر عام کو بھی بلایا۔ اور خاص کو بھی۔ پھر فرمایا۔ اے بنی کعب بن لؤی۔ اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی مرہ بن کعب اپنی جانوں کو عذاب سے بچالو۔ اے بنی عبد شمس اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی عبد مناف اپنی جانوں کو [illegible] سے بچالو۔ اے بنی ہاشم اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی عبد المطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچالے۔ بس میں تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ البتہ مجھ پر تمہاری رشتہ داری کا حق ہے جس کو میں قرابت کی تری سے تر کرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ ہو سکتا ہے کہ بہشت میں بچنے اور بہشت میں داخل ہونے کی کوشش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱۔ صفر ۱۳۷۶ھ ۲۸۔ ستمبر ۱۹۵۶ء

خدا تعالےٰ اور رسولِ خدا کی طرف سے مسلمان کی ذمہ داری

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے۔ اس کے ذمہ کوئی نہ کوئی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ خواہ وہ ذمہ داری کا فرض اس سے بلا ارادہ صادر ہو۔ یا باارادہ کرے۔ مثلاً معدنیات سے جتنی چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ مثلاً لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ سونا۔ چاندی وغیرہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک دھات میں علیحدہ خاصیت رکھی ہے۔ خواہ وہ خاصیت اس سے باارادہ ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر ظاہر وہی خاصیت ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر پنہاں رکھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نباتات۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبات میں علیحدہ تاثیر رکھی ہے۔ جو اسی بات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ اسی خاصیت کو ذمہ داری سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد حیوانات کا نمبر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ذمہ بھی علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں ڈالی ہوئی ہیں۔ مثلاً بھیڑ بکری کو انسان کے لئے دودھ پلانے اور ضرورت ہو تو ذبح کر کے کھانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ گدھے کو باربرداری کے لئے پیدا کیا ہے۔ ریگستان کی منزلیں طے کرنے کے لئے نہ گدھا کام آسکتا ہے۔ نہ گھوڑا۔ ریگستانی منزلوں کو طے کرنے کے لئے فقط اونٹ ہی کام آسکتا ہے۔ یہی اس کی ذمہ داری ہے۔ جو انسان کے حکم سے بجا لاتا ہے۔ اور چٹیل میدان میں تیز رفتار سواری بلکہ سامنے دریا آجائے تو سوار کو پیٹھ پر اٹھا کر دریا کو بھی عبور کر جائے۔ اس ذمہ داری کا حق ادا کرنے والا فقط گھوڑا ہے

انسان کی ذمہ داری

اے انسان۔ تو بھی تو سوچ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے ذمہ کیا ذمہ داری ڈالی ہے۔ بقول شخصے مصرعہ

تصنیف را مصنّف نکو کند بیاں

مصنّف ہی اپنی تصنیف کا صحیح مطلب بتلا سکتا ہے۔ چونکہ انسان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اس لئے وہی انسان کی پیدائش کا مطلب واضح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝)

(سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اس شاہنشاہی اعلان کا حاصل یہ نکلا۔ کہ انسان کی ذمہ داری فقط اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔ اس کی زندگی کا اصلی نصب العین فقط عبادت ہوگا۔ اور باقی سب کام اس کے بعد اور اس کے تابع ہونگے۔ اگر بندگی کے فرائض کے ساتھ نبھ جائیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ جو اس فرض منصبی میں حارج ہوگا۔ اور روڑا اٹکائیگا۔ اسے کاٹ کر پھینک دیا جائیگا۔

باپ۔ بیٹا۔ بھائی اور رشتہ دار

بھی ہمارے معبود حقیقی کے مخالف ہونگے۔ تو ان سے بھی تعلق توڑ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہمارے محبوب کا دشمن ہمارا دشمن ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط

الآیۃ سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔

عبدیت کا مکمل دستور العمل

برادرانِ اسلام۔ جب یہ چیز متعین ہو چکی ہے۔ کہ انسان کی ذمہ داری عبدیت یعنی بندگی کرنا ہے۔ لہٰذا اس احکم الحاکمین کی طرف سے انسان کے لئے عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) بھی نازل ہونا چاہئے تھا۔ لہٰذا ہمارا ایمان یعنی یقین ہے کہ عبدیت کا مکمل دستور العمل قرآن مجید ہے جس کا اصلی مقام لوح محفوظ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم سے وہاں سے سارے کا سارا آسمان دُنیا پر لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اور وہاں سے وقتاً فوقتاً بامر الٰہی جبرائیل علیہ السلام نے ۲۳ سال میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لاکر پہنچایا۔

قرآن مجید کے دستور العمل ہونے کا اعلان

(۱)

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ)

الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تاکہ یہ نہ کہو۔ کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر

تھے یا یہ کہو۔ کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی ۔ تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے ۔ سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آ چکی ہے۔

حاصل

اس آیت شریف کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لئے یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی نسلِ انسانی کے لئے ایک روشن کتاب ایک بہترین رہنما اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے رحمت مجسمہ ہے۔

انسانوں کی دو قسمیں

مومن اور کافر

انسان کی زندگی کا مکمل دستور العمل (قرآن مجید) نازل ہونے کے بعد انسانوں کی دو قسمیں ہوگئیں۔ ایک مومن (دل سے ماننے والے) دوسرے کافر (ماننے سے کھلم کھلا انکار کرنے والے)

کافروں کی زندگی کا نصب العین اشاعتِ قرآن مجید میں روڑا اٹکانا

شہادت نمبر ۱

کافروں کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ سے لوگوں کو ہٹائیں۔ تاکہ وہ بھی جہنم میں جائیں

(وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَّيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے۔ کہ ہم نے وعدہ سچا پایا۔ جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچّا پایا۔ وہ کہیں گے۔ ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا اُن کے درمیان پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے)

نمبر ۲

(وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝) سورہ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور کافروں نے ایمانداروں سے کہا۔ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اس پر ہم سے پہلے نہ دوڑ کر جاتے۔ اور جب انہوں نے اس کے ذریعے سے ہدایت نہیں پائی۔ تو کہیں گے یہ تو پُرانا جھوٹ ہے۔

حاصل

دونوں شہادتوں کا حاصل یہ نکلا۔ کہ کافروں سے خود بھی اس دستور العمل حیاتِ انسانی کو نہیں مانتے۔ اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔

قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہیگا

اللہ جل شانہٗ کا اعلان ہے۔

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اس کی حفاظت کا طریقہ

یہ ہوگا کہ قیامت تک پیدا ہونے والے اللہ تعالےٰ کے نیک بندے اس آسمانی دستور العمل حیات کو اپنائیں گے۔ اسے اپنا دستور العمل ٹھیرائیں گے۔ اسی پر عمل کرتے ہوئے ان کی زندگی گزرے گی۔ حتّٰی کہ انہیں موت بھی اسی پر چلتے ہوئے آئے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمّت کے لئے دُنیا اور آخرت کی بہتری کی دُعا فرمائی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی امت کے حق میں چند شرائط لگا کر یہ دعا قبول فرمائی تھی۔ ان شرطوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق یہ شرطیں تھیں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اس آیت میں ہر مومن کے ذمہ دو ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ دین کی اشاعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہاتھ بٹائے اور حتی الامکان اس کی اشاعت میں جانی۔ مالی۔ علمی ہر قسم کی اعانت کرے۔ اور دوسری یہ کہ خود بھی قرآن مجید کا اتباع کرے۔ مسلمان کا ہر عمل حیات قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق ہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا سب سے بڑا فرض منصبی اشاعت قرآن مجید ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائیگا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلّم قرآن مجید کی شرح ہیں

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کی اشاعت گویا کہ قرآن مجید کی شرح کی اشاعت ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وہ ارشادات ملاحظہ ہوں۔ جن میں آپ نے اپنی اُمّت کو تبلیغ دین کی تاکید فرمائی ہے۔

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص تم میں کسی خلاف شرع کام کو دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھوں سے تبدیل کر دے اور اگر ہاتھ سے دُور کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے منع کرے۔ اور اگر زبان سے منع کرنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو پھر دل سے اسے بُرا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

دوسری حدیث

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْہَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ۔ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ حذیفہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم البتہ نیک کاموں کا حکم اور بُری باتوں کی ممانعت کرتے رہوگے۔ یا عنقریب اللہ تم پر عذاب نازل فرمائیگا اور اس وقت تم خدا سے دُعا کروگے اور تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائیگی۔

تیسری حدیث

عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَدِیِّ نِ الْکِنْدِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًی لَّنَا اَنَّہٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّۃَ بِعَمَلِ الْخَاصَّۃِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْہِمْ وَہُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْکِرُوْہُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَذَّبَ اللّٰہُ الْعَامَّۃَ وَالْخَاصَّۃَ رواہ فی شرح السنہ

ترجمہ۔ عدی بن عدی کندی کہتے ہیں۔ کہ ہم سے ہمارے ایک آزاد غلام نے بیان کیا۔ کہ اس نے میرے دادا کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ بیشک اللہ تعالےٰ کسی قوم کو اُس کے بعض آدمیوں کے گناہوں پر عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔ جب تک کہ قوم کے اکثر آدمی اس امر کو نہ دیکھ لیں۔ کہ ان کے اندر خلاف شرع امور کا ارتکاب کیا گیا ہے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں۔ پھر جب یہ غفلت کریں گے۔ تو اللہ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

چوتھی حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

(رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری طرف سے پہنچا دو۔ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔ اور بنی اسرائیل کی بات نقل کرلو۔ اس میں حرج نہیں ہے۔ اور جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

حاصل

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دین کا جتنا بھی علم ہو اُسے آگے پہنچا دے۔ اور اگر جان بوجھ کر جھوٹی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریگا۔ تو دوزخ میں داخل ہوگا۔

مسلمان اور کافر کی زندگی میں حد مشترک

برادرانِ اسلام۔ ہماری زندگی کا ایک درجہ ایسا ہے۔ جس میں مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً (۱) رزق تلاش کرنا یعنی کمانا (۲) کمانے کے بعد کھانا۔ پینا پہننا (۳) بیوی لانا اور گھر بنانا (۴) بچے جننا (۵) بچوں کی تربیت کرنا۔

اے کلمہ گو مسلمان۔ اگر تو نے بھی دُنیا کی زندگی کے اتنے ہی درجے طے کرکے ختم کر دی تو تم ہی انصاف سے کہو کہ تم نے بہ حیثیت مسلمان ہونے کے کونسا کمال کرکے دکھایا۔ آؤ تمہیں بتلائیں کہ مذکور الصدر زندگی کے پانچ نمبر طے کرنے کے بعد مسلمان کی زندگی کا خصوصی دور شروع ہو جاتا ہے۔

مسلمان کی زندگی کے خصوصی فرائض دو ہیں

پہلا۔ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کرنا جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آپ واتبعوا النور الذی انزل معہ) میں سُن چکے ہیں۔ دوسرا ارشادِ نبوی ہیں (بلغوا عنی ولو آیۃ) کا حکم سُن چکے ہو۔ لہٰذا اگر آپ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو کر جانا چاہتے ہیں۔ تو یہ دو فرض پوری ہمت سے ادا کیجئے۔

نمبر ۲ کے فرض ادا کرنے میں میری خدمت

برادران اسلام اور معزز خواتین اگر آپ دینِ الٰہی کی اشاعت میں اس گنہگار سے خدمت لینا چاہیں تو مجھے اس کام کے لئے حسبِ توفیق روپیہ دیں۔ جو روپیہ جس مرد یا عورت کی طرف سے آئیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کی رقم سے دینِ الٰہی کی اشاعت کے سلسلہ میں جو خدمت انجام دُونگا۔ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اطلاع دُونگا۔ کہ آپ کی رقم کو مَیں نے فلاں جگہ صرف کیا ہے۔ اور یہ چیز میری صوابدید پر چھوڑ دیجئے۔ کہ اس مد کی رقم کس کس موقعہ پر خرچ کرنی چاہیئے۔ جن احباب نے کل کو میرے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے وہ مجھے ہرگز کوئی رقم نہ دیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے سب بھائی بہنوں کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے قرآن مجید کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے اور چودھویں صدی ہجری سے پندرھویں صدی ہجری میں اس سچے دین کے منتقل ہونے میں ہمیں بھی حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تصحیح

۲۸-ستمبر ۱۹۵۶ء کے شمارہ میں خطبہ جمعہ صفحہ ۶ کی آخری سطر میں سے پریس کی غلطی سے کچھ الفاظ بالکل اُڑ گئے ہیں۔ قارئین کرام آخری چند سطور کی یوں تصحیح فرمالیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے اور بہشت میں داخل ہونے کی کوشش ہر انسان کو خود کرنی پڑے گی۔ ہاں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے یہ ہوسکتا ہے کہ بہشت میں داخل ہونے کے بعد کسی کو اپنے بزرگوں کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ وَمَا ذٰلِکَ علی اللہ بعزیز وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۹-صفر ۱۳۷۶ھ-۵-اکتوبر ۱۹۵۶ء

ایک فقرہ میں تمام اقوام عالم کی زندگی کا نظام الاوقات

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ الآیہ

سورۃ المائدہ رکوع ۱ پارہ ۶

ترجمہ - اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو -

تمام اقوام عالم کو ایمان لانے کی دعوت

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ الآیہ سورہ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶

ترجمہ - اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک بات لے کر رسول آچکا - سو مان لو تاکہ تمہارا بھلا ہو

حاصل

یہ ہے کہ اس آیت میں تمام اقوام عالم کو اس قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے - لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید دراصل اقوام عالم کے لئے داعی الی اللہ ہے - عام دعوت دینے کے بعد جو لوگ اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں - انہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب کرتا ہے - اسی لئے اس آیت میں مخاطب عام لوگ ہیں اور اس سے پہلی آیت میں مخاطب ایمان لانے والے ہی تھے -

عقد کے معنی

باندھنا ہے - باندھنے میں دو چیزوں کو ملایا جاتا ہے - اسی طرح جہاں کہیں عقد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - وہاں دو چیزوں کے درمیان بندھنا مراد لیا جاتا ہے مثلاً عقد نکاح میں مرد اور عورت کو پابند کیا جاتا ہے - یا عقد بیع میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خرید کرنے والا) ایک معاملہ میں پابند ہو جاتے ہیں - اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ایک مسلمان نے کئی عقدوں میں اپنے آپ کو اپنی خوشی سے جکڑ بند کیا ہوا ہے -

عقدوں کی فہرست

(۱) جب کہتا ہے - لا الہ الا اللہ تب یہ اقرار کرتا ہے کہ میرا معبود اللہ تعالیٰ ہے - اور میں اس کا بندہ ہوں -

(۲) جب کہتا ہے - محمد رسول اللہ تب یہ اقرار کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا ہیں - اور میں ان کا امتی ہوں -

(۳) جب یہ کہتا ہے کہ میرا مذہب اسلام ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ میں قوانین اسلام کا پابند ہوں -

(۴) جب یہ کہتا ہے کہ قرآن فرمان رحمٰن ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ میرے معبود کے احکام کا یہی مجموعہ ہے - جو اس نے میری رہنمائی کے لئے نازل فرمایا ہے -

(۵) جب یہ کہتا ہے کہ یہ شخص میرا باپ ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ اس شخص کی فرمانبرداری اور ہر ممکن خدمت کرنا - اور ہر طرح سے دلجوئی کرنا میرا فرض ہے -

(۶) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس کی ہر ممکن خدمت کرنا اور اس کے دل کی دعائیں لینا میرا فرض ہے -

(۷) جب یہ کہتا ہے کہ میرا بھائی ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس شخص کی ہر ممکن خدمت کرنا میرا اسلامی فرض ہے - تاکہ قطع رحمی کا مجرم نہ بنوں -

(۸) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری بہن ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس کی ہر ممکن خدمت کرنا اور اس کے دل کی دعائیں لینا میرا اسلامی فرض ہے تاکہ قطع رحمی کا مجرم نہ بنوں -

(۹) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کی جسمانی تربیت اور روحانی تعلیم میرا فرض ہے - کیونکہ اولاد کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار مجھے ہی بنایا گیا ہے -

(۱۰) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری بیٹی ہے - تو اقرار کرتا ہے کہ اس کی جسمانی تربیت اور روحانی تعلیم میرا ہی فرض ہے - علیٰ ہذا القیاس اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کے ساتھ اپنے عقد کا مدعی ہے - میں نے ایک مسلمان کے چند عقد بطور نمونہ پیش کئے ہیں -

کھرا اور اصلی مسلمان

برادران اسلام - کھرا اور اصلی مسلمان وہ ہوگا - جو اپنے دعووں کا عملی ثبوت دے ورنہ کھوٹا اور نقلی ہوگا - اب ہر ایک عقد کے متعلق قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ اس عقد کا حق ادا کرنے کی کونسی صورت اختیار کرنی چاہئے -

عقد باللہ تعالیٰ

مسلمان کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے - اس بندگی کے تعلق کو نباہنے کے لئے مندرجہ ذیل دفعات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے - اور یہ دفعات خود اللہ تعالیٰ ہی کی فرمائی ہوئی ہیں -

دفعہ اوّل

ایک اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو -
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو -

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو - اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو -

شریک کا مطلب

یہ ہے کہ جو تعلق بندے کا اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے۔ اسی قسم کا تعلق غیر سے بھی رکھے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کے سوا اولاد کسی اور سے مانگے۔ رزق کی تنگی ہو تو کشادگی کے لئے کسی اور سے ہاتھ پھیلا کر مانگے۔ حالانکہ وہ شخص اگرچہ مقبول بارگاہ الٰہی تھا مگر اس وقت وہ قبر میں آرام کر رہا ہے اور یہ شخص اسے حاجت روا خیال کر کے اس کی قبر کے سامنے بیٹھا ہوا رزق کے کشادہ کرنے کی التجا کر رہا ہے۔ ہاں اگر کوئی مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ اور زندہ ہو۔ اس سے دعا کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دفعہ دوم

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مشکل کشا نہیں ہے

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے۔ تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دفعہ سوم

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بھی رزق میں تنگی یا کشادگی نہیں کر سکتا

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے۔ جس کی چاہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رزق کی کشادگی یا تنگی سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ رزق کی تنگی کو کشادگی میں تبدیل کرانے کے لئے فقط اسی کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کی جائے۔

دفعہ چہارم

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی بادشاہی ہے۔ جو چاہے۔ پیدا کرتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے۔ اور جس کو چاہے۔ بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو جوڑے بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے بانجھ کرتا ہے۔ بیشک وہ جاننے والا، قدرت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد دینے کا سلسلہ اپنے ہی قبضہ میں رکھا ہوا ہے جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے۔ لہٰذا ہر بے اولاد کو فقط اسی کے دروازے پر اولاد لینے کے لئے ہاتھ پھیلانا چاہئے اور جب تک کامیابی نہ ہو اس کے دروازے سے ہٹنا نہیں چاہیئے۔

دفعہ پنجم

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو مت پکارو

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝ سورہ المؤمن رکوع ۷ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

سورہ المؤمن رکوع ۲ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ سو اللہ کو پکارو۔ ایسے حال میں کہ خالص اسی کی بندگی کرنے والے ہو۔ اور اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اپنی حاجت روائی کے لئے محض ایک اللہ تعالےٰ ہی کو پکارنا چاہیئے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے گا۔

اور جن سے وہ ناراض ہو جائے۔ وہ خود سوچیں کہ پھر اُن سے کیا سلوک کریگا۔

دفعہ ششم

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ سجدہ نہ سورج کو کرو۔ اور نہ چاند کو۔ اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے وہ پیدا کئے ہیں۔ اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر تم یہ دعوےٰ کرتے ہو کہ ہم فقط اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ تو سجدہ بھی فقط اللہ تعالےٰ ہی کو کیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں تھی

عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَیْتُ الْحِیْرَةَ فَرَاَیْتُهُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ الْحِیْرَةَ فَرَاَیْتُهُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ یُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِیْ اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَیْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ۔ رواہ ابوداؤد ورواہ احمد عن معاذ بن جبل۔

ترجمہ۔ قیس بن سعد سے روایت ہے۔ کہا میں حیرہ (شہر) میں گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے مرزبان (ایک بہت بڑا سرکاری عہدہ دار) کو سجدہ کر رہے تھے۔ پس میں نے کہا البتہ رسول اللہ اس بات کے بہت زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر نے عرض کی۔ میں حیرہ میں گیا تھا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے تھے پس اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جائے پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ بتلاؤ کہ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزریگا۔ کیا تو اس قبر کو بھی سجدہ کرے گا پھر میں نے عرض کی۔ نہیں (یعنی آپ کی قبر پر تو

ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اجر کا باعث ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی جا رہا تھا، اس دوران اسے پیاس لگی، وہ ایک کنویں میں اترا اور اس سے پانی پیا، کنویں سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر اس کو منہ سے پکڑا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ نے اس کی نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا، لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اجر کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۳۶۳)

سجدہ نہیں کروں گا) پھر آپ نے فرمایا۔ مت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا۔ کہ کسی کو سجدہ کرے۔ البتہ عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں بسبب اس کے کہ اللہ نے مردوں کا حق عورتوں پر کیا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے دو چیزیں بالکل واضح طور پہ ثابت ہوگئیں۔ کہ آپؐ کی مبارک زندگی میں آپؐ کے وجود مسعود کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور آپ کے مزار مبارک پر بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسلمانوں میں قبروں پر سجدہ کرنیکی رسم کہاں سے آئی

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رض اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہ رض سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں فرمایا۔ جس سے آپؐ اُٹھے نہیں (یعنی دُنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے کے باعث یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرما رہے ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ تو کیا بزرگان دین کی قبروں پر سجدہ جائز ہو سکتا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فقط ایک

میں نے فہرست میں مسلمان کے دس عقیدوں کا ذکر کیا تھا۔ تفصیل فقط ایک عقد کی پیش کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ باقی نو عقیدوں کے متعلق آئندہ عرض کرونگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ - جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ ۱۴ - دسمبر ۱۹۵۶ء

ہمیشہ سب سے پہلے بدمست اور مغرور دولتمند انبیاء علیہم السلام کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے رہے

قانونِ الٰہی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ جل شانہٗ کا یہ دستور ہے۔ کہ اپنے بندوں کو اپنا مخالف قرار نہیں دیتے۔ جب تک کہ انہیں اپنے احکام سے آگاہ نہ کر لیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہمیشہ انسانوں کو ان کی زندگی کے دستور العمل سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اگر اس اطلاع کے بعد وہ لوگ مخالفت کرتے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کے نافرمان اور باغی قرار دیئے جاتے۔

شہادت

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

سورہ التوبہ رکوع ۱۴ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور اللہ ایسا نہیں۔ کہ کسی قوم کو صحیح راستہ بتلانے کے بعد گمراہ کر دے۔ جب تک ان پر واضح نہ کر دے۔ وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہیئے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

وہی نکلا۔ جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ احکام الٰہی کی اطلاع پانے کے بعد مخالفت کرنے والوں کو نافرمان قرار دیا جاتا ہے۔

خطبہ کے ابتدا میں جو عنوان عرض کر چکا ہوں اس کی شہادتیں ملاحظہ ہوں

۱

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

دنیا دار اپنا سردار کس کو مانتے ہیں

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۳۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ان کے نبی نے ان سے کہا۔ بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا داروں کی نظر میں بڑا آدمی یا سردار وہی ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس دوسرے لوگوں سے دولت زیادہ ہو۔ لہٰذا آئندہ قوموں کے حالات میں جہاں سردار کا لفظ آئے گا۔ وہاں بڑا دولتمند مراد ہوگا۔ وہ لوگ اپنی دولت کے نشہ میں مخمور اور بدمست اور مغرور ہوتے تھے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو نہ غور سے سنتے تھے۔ اور نہ اپنی اصلاح کرتے تھے۔ اور قوم کے دوسرے افراد بلحاظ ایک عربی ضرب المثل کے ان کے تابع ہوتے تھے۔ ضرب المثل یہ ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ

ترجمہ۔ لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں کی روش پر چلتے ہیں۔

اس لئے دولتمندوں کی مخالفت کے باعث دوسرے لوگ بھی انبیاء علیہم السلام کی مخالفت پر تُل جاتے تھے۔ (الا ماشاء اللہ) نتیجہ یہ نکلتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا عذاب ساری قوم پر نازل ہوتا تھا۔ اس عذاب سے سوائے پیغمبر اور اس کے چند حواریوں کے اور کوئی نہیں بچتا تھا۔

نوح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

۲

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ سنو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قوم اپنے سرداروں کے تابع ہوتی ہے۔ اس لئے ساری قوم ہود علیہ السلام کی مخالف ہوگئی۔

ہود علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۳

(وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۘ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔

صالح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

۴

(وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۝ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ

وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا۔ اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔

شعیب علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

۵

(ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔

. . . . . .

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۱۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے۔

موسےٰ علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔

۶

(وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا۔ اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۖ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور ان میں سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سُنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا نتیجہ

(وَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝)

سورہ ص رکوع ۳ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ پھر کافروں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو آگ ہے۔ کیا ہم کر دینگے۔

ان کو جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔

آج بھی سرمایہ دار طبقہ عموماً قرآن مجید کی مخالفت کر رہا ہے

بجز بعض اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کے عموماً بدمست اور مغرور سرمایہ دار طبقہ قانون اسلام کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ سرمایہ داروں میں بکثرت ایسے آدمی آپ کو لاہور میں ملیں گے۔ کہ اسلامی احکام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور دل کھول کر علماء دین کی توہین کرتے ہیں۔ علماء دین کی توہین کرنے والے انہیں جماعتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے گزشتہ زمانوں میں پیغمبروں کی توہین کیا کرتے تھے۔ جو دُنیا سے نا مراد ہو کر گئے۔ کیونکہ باوجود ان کی مخالفت کے انبیاء علیہم السلام کا دین ہمیشہ زندہ رہا۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث ابدی جہنم کا ٹکٹ دُنیا سے لے کر گئے۔ موجودہ وقت کے مخالفین اسلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عزّت اور ذلّت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا علماء اسلام پر مذاق کرنے سے ان کی عزّت میں کوئی فرق آیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے۔ کیا اب بھی عوام علماء اسلام پر شمع پر پروانے کی طرح نہیں آتے۔ اور عام مسلمانوں سے اپنے متعلق بھی رائے لے لیجئے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی نظروں میں آپ کتنے ذلیل ہیں۔

میرے بھائیو۔ عزّت بنانے سے نہیں بنتی۔ عزّت وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کسی کے متعلق کسی کے دل میں ڈالے۔

یاد رکھو۔ اگر تم سرکاری عہدہ دار ہو۔ تو جتنے لوگ تمہیں سلامیں کرتے ہیں۔ وہ منافقانہ سلامیں کرتے ہیں۔ ان کے دل میں آپ لوگوں کی کوئی عزّت نہیں۔ آپ کے شر سے بچنے کے لئے سلامیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے (یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّہٖ) ترجمہ۔ انسان کو اس کے شر سے بچنے کے لئے عزّت دی جاتی ہے۔

لاہور میں سرمایہ داروں کی الگ بستی

لاہور میں سرمایہ داروں نے اپنی ایک الگ بستی بنائی ہے۔ جس کا نام گلبرگ ہے یہ میں مانتا ہوں کہ وہاں کے بسنے والوں میں بعض اللہ تعالےٰ کے نیک بندے۔ خدا دوست۔ خدا کو یاد کرنے والے۔ دیندار اور دینداروں کا احترام کرنے والے بھی یقیناً ہوں گے۔ مگر اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دین سے بے نیاز۔ فرنگی تعلیم۔ فرنگی تہذیب۔ فرنگی تمدّن کے دلدادہ اور ان کے دن اور رات کا پروگرام فرنگیانہ ہوگا۔ دن کو دفتر میں۔ رات کو ڈانس کا مشغلہ یا سنیما کی سیر وغیرہ وغیرہ۔ پھر آپ کو معلوم ہے۔ کہ خلق خدا کی زبان پر اس آبادی کا کیا نام پکارا جاتا ہے۔ ٹانگے والے کہتے ہیں۔ رشوت پورہ سے سواریاں لایا ہوں اور پھر رشوت پورہ سواریاں لیکر جا رہا ہوں۔

دراصل بغاوت کا باعث سرمایہ ہی ہے

قرآن مجید میں سب سے پہلی سورت جو نازل ہوئی تھی اس میں یہ دو آیتیں ہیں۔ (کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝)

سورہ العلق پارہ ۳۰

ترجمہ۔ ہرگز نہیں۔ بیشک آدمی سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیتوں پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جمے ہوئے خون سے بنا۔ اور جاہل محض تھا۔ خدا نے علم دیا۔ مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو ذرا یاد نہیں رکھتا۔ دُنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پروا ہی نہیں۔

اے بدمست اور مغرور سرمایہ دار کان کھول کر سُن لے

تیرے جیسے اللہ تعالےٰ کے باغیوں کو ڈرانے اور سیدھا راستہ بتلانے کے لئے پہلے انبیاء علیہم السلام تشریف لایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمّت میں سے ہر دورِ زمانہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے عالم پیدا کرے گا۔ جو اس دور کے اِنسانوں کو پیغام حق پہنچائیں گے۔ ہر دور زمانہ میں وہ انسان خوش نصیب ہوں گے۔ جو ان علماء ربانیین کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہوگا۔ اور وہ اپنے رب سے راضی ہونگے۔ بدنصیب ہونگے۔ وہ انسان جو ان ہادیوں پر مذاق اُڑائیں گے اور اپنی عاقبت برباد کر لیں گے۔

ایک دردناک منظر

دین اور علماء دین پر مذاق اُڑانے والوں اور ان کی توہین کرنے والوں کو قیامت کا ایک دردناک منظر دکھانا چاہتا ہوں۔

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وَمَا علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۶-ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ-۱۲-اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالرسول

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! گزشتہ جمعہ مورخہ ۵-اکتوبر ۱۹۵۶ء کے خطبہ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہر مسلمان دس عقدوں (ذمہ داریوں) کو اپنے ذمہ لئے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان ذمہ داریوں کو انصاف کے طریقہ سے نباہے۔ تاکہ دُنیا میں خوش رہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائے۔ ورنہ ہر سلیم العقل انسان جانتا ہے کہ ظالم دُنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوگا۔ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْہُ۔

پہلی ذمہ داری

مسلمان پر پہلی ذمہ داری عقد باللہ کی تھی۔ یعنی میں اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں۔ اس کے متعلق تفصیل گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کر چکا ہوں۔ آج دوسری ذمہ داری کے متعلق تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ "عقد بالرسول" ہے۔

عقد بالرسول کا مطلب

جب کہتا ہے۔ "محمد رسول اللہ" تب یہ اقرار کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ خدا ہیں۔ اور میں اُن کا اُمتی ہوں۔ جب مسلمان نے آپؐ کا اُمتی ہونے کا اعلان کیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے اللہ تعالےٰ کے فرامین ملاحظہ ہوں۔

پہلا

ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ (سے ملنے) اور قیامت کی اُمید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

دُوسرا

اللہ تعالیٰ کی محبت کا تمغہ حضورؐ کے اتباع ہی سے حاصل ہو سکتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حضورؐ انور کی مخالفت کرنے والوں کے لئے دوزخ کا وعید

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین امت کو سکھایا ہے۔ جس کا عملی نقشہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں نظر آتا ہے۔ اپنے آپ کو اسی دین کا پابند بنائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ رضاء الٰہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دُنیا میں اطمینان کی زندگی بسر ہوگی۔ اور آخرت میں بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا۔

اتباع تفصیل

اتباع پیغمبرؐ اور صحابہؓ کرام کی تفصیل یہ ہے کہ اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں کتاب و سُنّت کا دستور پیشِ نظر رکھے۔

سُنّت نبویؐ کی صریح مخالفت

آج کل مسلمانوں کی اکثریت رشتہ ناطہ کرنے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی صریح مخالفت کرتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ (عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ ۝ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سے وہ شخص رشتہ طلب کرے۔ جس کے دین اور خلق کو پسند کرتے ہو (یعنی دین کا پابند اور با اخلاق ہو) تو اس کو نکاح کر دو۔ اگر تم اس طرح نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی کا حاشیہ

اس حدیث شریف حضرت شیخ نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ یعنی جس شخص میں یہ صفتیں ہوں۔ اگر تم نے اُسے رشتہ نہ دیا (یعنی اس کی دینداری کی پروا نہ کی) اور تم نے محض کسی کے ذاتی کمال (مثلاً بی۔اے یا ایم۔اے ہونا) یا مال کی طرف رغبت کی۔ تو زمین میں فتنہ اور فساد پھیلے گا۔

کیونکہ مال اور کسی ذاتی کمال سے انسان کے دل میں سرکشی اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس صورت میں اکثر عورتوں کو خاوند میسّر نہیں آئینگے۔ اور اکثر مردوں کو بیویاں نہیں ملینگی۔ پھر زنا عام ہوگا۔ اور فتنہ پھیل جائیگا۔

دُنیا دار

آج کل کے عام دولتمند مسلمان مذکورالصدر حدیث اور حضرت شیخ کے حاشیہ کے آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھیں کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کی صریح مخالفت تو نہیں کر رہے۔ وما علینا الّا البلاغ

۲

مہر کی زیادتی

بیٹیوں کے نکاح کے وقت دُنیا دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔ لاہور میں ایک لاکھ مہر کے نکاح میں نے پڑھے ہیں۔ حالانکہ لڑکے کا باپ فوت ہو چکا تھا۔ اور لڑکا بے روزگار تھا۔ مجھے تو ان لوگوں نے نکاح کی مجلس ہی میں بُلایا تھا۔ کہ نکاح پڑھ دیجئے۔ ورنہ ان لوگوں سے میرا پہلے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب دُولھا مان رہا ہے۔ کہ میں یہ مہر اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ تو مجھے نکاح پڑھنے میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ مگر میں دل میں حیران تھا کہ ان لوگوں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ لڑکے کو اتنا زیر بار کر رہے ہیں۔

رحمۃ للعالمین کا مہر

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَلَا لَا تَغَالَوْا صُدُقَةَ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوٰى عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ اَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ شَيْئًا مِّنْ نِّسَائِهٖ وَلَا اُنْكِحَ شَيْئًا مِّنْ بَنَاتِهٖ عَلٰى اَكْثَرَ مِنِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ اُوْقِيَةً۔

رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد و النسائی و ابن ماجۃ والدارمی

ترجمہ۔ عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھیراؤ۔ اس لئے کہ اگر یہ دُنیا میں عزّت کی بات ہوتی۔ اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو۔ یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو۔ بارہ اوقیہ سے زیادہ پر۔

اور بعضی روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ بھی آئے ہیں۔ موجودہ حساب سے یہ رقم ایک سو سینتیس ۱۳۷ روپے بنتی ہے۔

محبوب کی تابعداری

محبت کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ اپنی ہر نقل و حرکت میں محبوب کی تابعداری کی جائے۔ لہٰذا چاہیئے تو یہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کا مہر ہی مقرر کیا جائے اور اگر بالفرض زیادہ مقرر کرنا ہی ہے۔ تو پھر دولھا کی وسعت اور طاقت کا لحاظ رکھا جائے۔ کہ جس قدر وہ بآسانی ادا کر سکے اتنا بوجھ ڈالا جائے۔ دُنیا دار اس کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ مثلاً لڑکے کی تنخواہ دو سو روپیہ ہے۔ اور فرض کر لیجئے۔ کہ اس کے بوڑھے ماں باپ بھی زندہ ہیں۔ جن کی خدمت وہ شریف نوجوان کرتا ہے۔ اس گرانی کے زمانہ میں دو سو روپیہ روزانہ ضروریات کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ تو وہ پانچ ہزار روپیہ مہر کہاں سے ادا کریگا۔

جھوٹا عذر

دُنیا دار کہتے ہیں کہ مہر کی زیادتی کے باعث لڑکا بیوی کو ضرور آباد کرے گا۔ طلاق نہیں دے سکے گا۔

بھائی صاحب۔ اگر آپس میں دل مل جائیں تو پانچ روپے مہر والی بھی آباد ہو سکتی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ آپس میں دل نہ ملیں تو ہزاروں کے مہر والیاں بھی دھکے کھاتی ہیں۔ آباد اس لئے نہیں ہوتیں۔ کہ خاوند کو پسند نہیں۔ اور طلاق اس لئے نہیں ملتی۔ کہ خاوندوں کو مہر دینا پڑتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مہر کی زیادتی سے لڑکیوں کو آرام نہیں ملتا۔ بلکہ خطرہ ہے کہ یہی چیز ان کے حق میں عذاب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

۱

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رواہ احمد و ابو داؤد۔ والترمذی و ابن ماجۃ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلٰوةَ

ترجمہ۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے۔ کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجّہ ہوئے۔ پھر ہمیں ایسا وعظ فرمایا۔ جو دل تک پہنچنے والا تھا۔ اس سے آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اور اس سے دل کانپ اُٹھے۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گویا کہ یہ وعظ تو رخصت ہونے والے کی طرز کا ہے۔ پھر ہمیں وصیت فرمائیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اور (امیر کا) حکم سُننے اور فرمانبرداری کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اگرچہ (امیر) حبشی غلام ہی ہو۔ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا۔ پھر قریب ہے کہ وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پھر تم میرے طریقہ اور خلفائے راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں۔ ان کے طریقہ کو لازم کر کے پکڑو۔ اسی کو مضبوط کر کے پکڑو۔ اور اسی طریقہ پر دانتوں سے چمک مارے رکھو۔ اور جو نئی نئی چیزیں پیدا ہوں ان سے بچو۔ پس ہر نئی چیز بدعت ہوگی اور ہر بدعت گمراہی ہوگی۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے۔ کہ اصل دین وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاء راشدین (حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضر عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے شروع ہو کر ہمارے ہاں پہنچا ہے۔ اسی کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ اور جو چیزیں اس کے بعد ایجاد ہوئی ہیں انہیں دین نہ سمجھا جائے۔ اور ان سے بچنا ضروری ہے۔

۲۷

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذَا سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْا اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا۔ پھر فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں اور خط کھینچے۔ اور فرمایا۔ یہ راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بُلاتا ہے۔ اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ

ترجمہ۔ اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس کی تابعداری کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ صحیح۔ اصلی اور کھرا اسلام فقط وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے نقل ہو کر چلا آرہا ہے۔ اس کے بعد دوسری قسمیں سب بناوٹی اور نقلی ہیں۔ ان سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔

۲۸

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ ضرور میری امت پر بھی وہ دور آئیگا۔ جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح (ایک انسان کا) ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے ہم بستری کی تھی۔ تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام کرے گا اور تحقیق بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی۔ یارسولؐ اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں ان سب ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو عقد بالرسول کی بناء پر ہم پر لازم کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل گزشتہ سطور میں کتاب و سُنّت کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

۲۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ہذا حدیث صحیح

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ کامل مومن وہ ہے۔ جس کی طبیعت کی ہر خواہش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دین کے مطابق ہو جائے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تابعداری اپنے دل کے شوق سے کرے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

۳۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ہذا حدیث صحیح

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ کامل مومن وہ ہے۔ جس کی طبیعت کی ہر خواہش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دین کے مطابق ہو جائے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تابعداری اپنے

صدقہ جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فراتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم کھجور کا ایک ٹکڑا خیرات کر کے دوزخ سے بچ سکتے ہے تو اپنی جان کو دوزخ سے بچالو۔ (صحیح بخاری: ۱۴۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴-ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ - ۱۹-اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالاسلام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام - اس سے پہلے انسان کی دس ذمہ داریوں سے دو ذمہ داریوں کی تفصیل کتاب و سنۃ کی روشنی میں عرض کرچکا ہوں - پہلی ان میں عقد باللہ تعالےٰ ہے اور دوسری عقد بالرسول ہے - آج تیسری ذمہ داری عقد بالاسلام کے متعلق کتاب و سنۃ کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں - اسلام کا لفظ سَلَم سے بنا ہوا ہے - سلم کی معنی فارسی میں گردن نہادن ہے - اس کا اردو ترجمہ گردن رکھ دینا ہے - کس کے آگے گردن رکھ دینا ہے - اللہ تعالےٰ کے آگے - یعنی اللہ تعالےٰ کے حکم ماننے کا نام اسلام ہے -

پہلی شہادت

(فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ الآیۃ

سورہ الصّٰفّٰت رکوع ۳ پارہ ۲۳

ترجمہ - پھر جب دونوں نے حکم مانا اور اس کو ماتھے کے بل پچھاڑا - اور ہم نے اس کو یوں پکارا - کہ اے ابراہیمؑ - تو نے خواب سچ کر دکھایا -

حاصل یہ نکلا - کہ حکم کی تعمیل کرنے کا نام اسلام ہے -

دُوسری شہادت

(اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳

ترجمہ - اب سوائے اللہ کے دین کے کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں - اور جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے اسی کے تابع فرمان ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں -

"یعنی ہمیشہ سے خدا کا دین اسلام رہا ہے - جس کے معنی ہیں - حکمبرداری مطلب یہ ہے کہ جس وقت حق تعالےٰ کا جو حکم کسی راستباز اور صادق القول پیغمبر کے توسط سے پہنچے - اس کے سامنے گردن جھکا دو - پس آج جو احکام و ہدایات سیدالمرسلین خاتم الانبیاءؐ لے کر آئے - وہی خدا کا دین ہے - کیا اسے چھوڑ کر نجات و فلاح کا کوئی اور راستہ ڈھونڈتے ہیں خوب سمجھ لیں - کہ خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی - آدمی کو سزاوار نہیں کہ اپنی خوشی اور شوق و رغبت سے اس خدا کی حکمبرداری اختیار نہ کرے - جس کے حکم تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں - خواہ وہ حکم تکوینی ان کے ارادہ اور خوشی کے توسط سے ہو - جیسے فرشتے اور فرمانبردار بندوں کی اطاعت میں یا مجبوری اور لاچاری سے - جیسے عالم کا ذرہ ذرہ ان آثار و حوادث میں جن کا وقوع و ظہور بدوں مخلوق کی مشیت و ارادہ کے ہوتا ہے - حق تعالےٰ کی مشیت و ارادہ کا تابع ہے -"

حاصل یہ نکلا - کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے کا نام ہے -

پُورے کے پُورے اسلام میں داخل ہو جاؤ

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ سورہ البقر رکوع ۲۵ پارہ ۲

ترجمہ - اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو - کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو - یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف اسلام کے احکام کی تابعداری کرو -

اصلی - کھرا اور سچا اُمّتی

فقط وہ ہے جو اپنے عقائد اور اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے - چنانچہ قرآن مجید میں اسی چیز کا اعلان کیا گیا ہے -

(فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ الآیۃ سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے - کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں

حاصل

یہ نکلا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق اور اپنے تابعداروں کے متعلق یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابعدار ہیں - لہٰذا جو شخص آپ کا اُمّتی کہلائے - اور ہر عمل حیات میں کم از کم اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق چلنے کا ارادہ بھی نہ کرے - بلکہ حسب توفیق بھی نہ چلے - وہ آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا دعوےٰ کرنے میں کھرا اور سچّا نہیں ہوگا - مثلاً ایک شخص یہ پختہ ارادہ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہونے کے لحاظ سے پانچوں نمازیں پڑھوں گا - اور حضورؐ کی طرح کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا - مگر کمر میں درد ہونے کے باعث کھڑا نہیں ہوسکتا - تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے - اس شخص نے اگرچہ بظاہر رسول اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے - مگر حقیقت میں مخالف نہیں ہے - کیونکہ اس کا ارادہ تو یہی تھا کہ حضورؐ کی طرح کھڑا ہو کر ادا کروں - مگر کھڑا ہونے کی طاقت ہی نہیں ہے - آپ کا مخالف وہ ہوگا - جو باوجود تندرست ہونے کے نماز ہی نہ پڑھے - اس لئے اگرچہ ایسے لوگوں کے دلوں میں ایمان ہو - مگر انہیں مسلم (یعنی تابعداری کرنے والا) نہیں کہا جائیگا - البتہ ایسے شخص کو مؤمن فاسق کہا جائے گا - یعنی ایماندار تو ہے - مگر بدمعاش ہے - کہ عمل کرنے میں بدعہد - بے وفا - اور

غدّار ہے۔

اصلی اور کھرے مسلمان کا ہاتھ مضبوط کڑے میں

(وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

سورہ لقمٰن رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جس نے نیک ہوکر اپنا مُنہ اللہ کے سامنے جُھکا دیا۔ تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔ اور آخرکار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

حاصل وہی ہے۔ جو عنوان میں عرض کرچکا ہوں۔ ایسے شخص کو کبھی پچھتانا نہیں پڑے گا۔ کہ مَیں نے دُنیا میں غلط راستہ اختیار کیا تھا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دُعا

اللہ ہم سب کو کھرا۔ اصلی اور سچّا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

عقد بالقرآن

پہلا عقیدہ

قرآن فرمان الٰہی ہے

قرآن مجید کے متعلق مسلمان کا یہ عقیدہ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ اس عقیدہ کی بناء اللہ تعالےٰ کے اس اعلان پر ہے (الرحمٰن ۝ علم القرآن ۝)

سورہ الرحمٰن رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا۔

دُوسرا عقیدہ

قرآن مجید مسلمان کا دستور العمل ہے

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ) الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔

تیسرا عقیدہ

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

(مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ

سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اُٹھاؤ۔ بلکہ اُس شخص کے لئے نصیحت ہے۔ جو ڈرتا ہے۔

چوتھا عقیدہ

قرآن سب سے سیدھا راستہ سُجھاتا ہے

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔

پانچواں عقیدہ

قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) الآیۃ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔

چھٹا عقیدہ

قرآن مجید بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے

(وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝) سورہ القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کردیا۔ پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے۔ تو اس کے مضامین بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں۔

قرآن مجید کا معجزہ

قرآن مجید کی مثال ایک میٹھے پانی کے دریا کی سی ہے۔ جس میں چیونٹی۔ چڑیا۔ کبوتر۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ اُونٹ۔ ہاتھی سبھی پیٹ بھر کر پانی پیتے ہیں۔ اسی طرح اگر قرآن مجید کا فقط لفظی ترجمہ ہی سمجھا دیا جائے۔ اس سے ایک ۷-۸ سالہ بچّہ بھی اپنے فہم کے مطابق صحیح مطلب اخذ کرلیتا ہے۔ اور یہی قرآن مجید علماء کرام۔ فضلاء عظام۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حتیٰ کہ سید المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصاب تعلیم دین بھی یہی ہے۔ اور گزشتہ دریا کی مثال کی طرح ہر ایک اپنے اپنے فہم کے مطابق فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اس کے سوا دُنیا میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں ہے۔ جس میں یہ حسن اور یہ کمال ہو۔

چاہیئے بھی یہی تھا

برادران اسلام۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ (قرآن مجید) اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کے بے نظیر ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مقدس کتاب۔ بچے۔ بوڑھے۔ جاہل۔ عالم۔ رعایا۔ راعی۔ اُمّت اور پیغمبرؐ سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک کے لئے مکمل دستور العمل اس میں موجود ہے۔ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی کلام پاک ہے۔ اس لئے چاہیئے بھی یہی تھا۔ کہ یہ ایسی ہی بے نظیر خوبیوں کی مالک ہو۔

بچّے اور جاہل میں نورِ ہدایت کی مثال ۱

(وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ الآیۃ سورہ یونس ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں

نتیجہ

فقط اس آیت کے لفظی ترجمہ سمجھ لینے

کے بعد ایک بچّہ اور ایک جاہل بھی یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا - کہ ہر تکلیف اللہ تعالےٰ کے حکم سے آتی ہے - اور اس تکلیف کو سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی دُور بھی نہیں کرسکتا - لہٰذا جب کوئی تکلیف آئے تو فقط اللہ تعالےٰ ہی سے اس کے دُور کرنے کی دُعا کرنی چاہیئے - اور اگر اللہ تعالےٰ انسان کے متعلق کسی بہتری کا فیصلہ کرے - تو اسے کوئی روک نہیں سکتا - لہٰذا ہر ایک بھلائی حاصل کرنے کے لئے فقط اللہ تعالےٰ ہی کے دروازے پر ہاتھ پھیلانا چاہیئے - اور یہی نورِ ہدایت ہے -

۲

(لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے - پیدا کرتا ہے - جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے - اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے -

نتیجہ

ایک بچّہ اور ایک جاہل بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے - جو چاہے - جسے چاہے دے - لہٰذا اولاد فقط اسی ایک اللہ تعالےٰ ہی سے مانگنی چاہیئے -

صحابہ کرام کا نصابِ تعلیم فقط قرآن تھا

برادرانِ اسلام - آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باشندگانِ عرب کو امی (ان پڑھ) کے نام سے ذکر کیا ہے ان ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی - جس کی برکت سے وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہو گئے تھے - جن کی نظیر دُنیا کی آنکھوں نے پہلے بھی کبھی نہیں دیکھی تھی - اور اس کے بعد آج تک دُنیا میں نظر نہیں آئی - اور نہ قیامت تک نظر آئے گی - خود اللہ تعالےٰ ان کے بے نظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں -

شہادت

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب اُمتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے - تو ان کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

قرآن مجید میں وہی تاثیر

ہمارا ایمان ہے - کہ آج بھی قرآن مجید میں وہی تاثیر موجود ہے - جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھی - اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے آج بھی ان تنصرُ اللہ ینصرکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے - تو وہ تمہاری مدد کرے گا) کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے - اگر آج ہم صحابہؓ کرام کی طرح اس پر عمل کریں - تو اللہ تعالےٰ کی وہی رحمتیں ہم پر نازل ہوسکتی ہیں - اور تمام اقوام عالم پر اخلاقی اور سیاسی وہ فوقیت حاصل ہوسکتی ہے جو صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوئی تھی -

انتم الاعلون

آج بھی قرآن مجید میں یہ اعلان موجود ہے - (وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ - اور سُست نہ ہو - اور غم نہ کھاؤ - اور تمہیں غالب رہوگے اگر تم ایماندار ہو -

مسلمان کی ذلّت کے دو سبب

اے مسلمان تیری موجودہ ذلت کے دو سبب ہو سکتے ہیں - یا تو تیرا قرآن مجید پر ایمان نہیں ہے - تمہاری بے ایمانی کے باعث قرآن مجید کی برکات سے مستفید نہیں ہو سکتے - اور اگر ایمان ہے تو پھر تم یقیناً قرآن مجید کے عملاً مخالف ہونے کے باعث اس ذلّت میں مبتلا ہو -

ذلّت کا علاج فقط قرآن ہے

برادرانِ اسلام - ہمارے مُلک کا مسلمان ہر لحاظ سے ذلیل ہے - اخلاقی ہو یا معاشرتی - اقتصادی ہو یا سیاسی - اگرچہ اللہ تعالےٰ نے اُمّتِ محمدیہ میں ایسے افراد رکھے ہُوئے ہیں - جن پر خَیْرَ اُمَّةٍ کا لیبل چسپاں ہوسکتا ہے - اور ان کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - ہماری اکثریت پر شرامتہ اخرجت للناس کا لیبل ہی موزوں اور چسپاں ہوسکتا ہے - شرامتہ کی ذلت کو دُور کرنے کا علاج فقط قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے - وما علینا الا البلاغ

(بقیہ اللہ کی نیک بندیاں صفحہ ۲ سے آگے)

بیان کر کہنے لگی میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگنے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی - پھر اُس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو تو کیا وہ اُس کا زیور دے دینا چاہیئے - عالم نے کہا بے شک دے دینا چاہیئے - وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مُدّت تک رہا ہے تو کیسے دے دوں - عالم نے کہا تب تو اور بھی خوشی سے دے دینا چاہیئے - کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا - یہ اس کا احسان ہے - عورت نے کہا - خدا تمہارا بھلا کرے - پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو - خُداوند تعالےٰ نے ایک چیز مانگی دی تھی - پھر جب چاہا لے لی - اسی کی چیز تھی اُس نے واپس لے لی - یہ سُن کر اس کی آنکھیں سی کھُل گئیں اور اِس بات سے اس کو بہت بڑا فائدہ پہنچا -

فائدہ - دیکھو کیسی عورت تھی - جس نے مرد کو عقل دے دی اور مرد بھی کیسا عالم[1] تھا - بیبیو تم کو بھی چاہیئے - کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو اور دوسروں کو بھی سمجھایا کرو

---

[1] تجربہ کہ ایسے موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے گو نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم درجہ کا کیوں نہ ہو -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱-ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ-۲۶-اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالوالدین

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - آپ کو یاد ہوگا - گزشتہ ایک جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے عرض کی تھی کہ مسلمان نے اپنے ذمہ دس ذمہ داریاں لی ہوئی ہیں - ان میں سے چار ذمہ داریوں (عقد باللہ تعالےٰ - عقد بالرسول - عقد بالاسلام - عقد بالقرآن) کی متعلقہ تفصیل کتاب وسنۃ کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں - آج بقیہ ذمہ داریوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں -

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو - اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو - اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو - اور نہ انہیں جھڑکو - اور ان سے ادب سے بات کرو - اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو - اور کہو - اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما -

آداب کا خلاصہ

(۱) ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرو (۲) انہیں اُف (اظہار افسوس کا کلمہ) بھی نہ کہو - (۳) انہیں ہرگز نہ ڈانٹو (۴) ان سے ادب سے بات کرو - (۵) ان کے سامنے شفقت سے عاجزانہ طور پر جھکے رہو (۶) اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ان کے حق میں رحم کی درخواست کرو -

دربار رسالت سے ماں باپ کے آداب

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ متفق علیہ

ترجمہ - عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - انسان کا اپنے ماں باپ کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے - انہوں نے عرض کی - یا رسول اللہ - آیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دے سکتا ہے - آپؐ نے فرمایا - ہاں - ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالیاں دیتا ہے - پھر وہ اس کے باپ کو گالیاں دیتا ہے - اور یہ اس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے - پھر وہ اس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص نے دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے کر اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوائیں - تو گویا کہ اس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دیں -

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد -

(رواہ الترمذی)

ترجمہ - عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - رب کی رضا پر (موقوف) ہے - اور رب کا غصّہ والد کے غصّہ پر ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ ماں باپ کی دُعا بہشت میں پہنچا دے گی اور ان کی بد دُعا دوزخ میں ڈلوائے گی -

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعاً للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحداً واحداً ومن اصبح عاصیاً للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من النار ان کان واحداً فواحداً قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ - روی البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ والدین کے حق میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرمانبردار ہے تو اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہونگے - اور اگر (ماں باپ میں سے) فقط ایک ہے تو ایک (دروازہ) کھلا ہوا ہوگا - اور جس شخص نے والدین کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کی - تو اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوں گے - اگر (ماں باپ میں سے) ایک زندہ ہوگا - تو ایک (دروازہ دوزخ کا) کھلا ہوا ہوگا - ایک شخص نے عرض کی - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں - آپ نے فرمایا - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم

حاصل

یہ ہے - کہ جس سے والد راضی - اس سے اللہ راضی - اور جس سے والد ناراض اس سے اللہ ناراض - اس کے بعد یہ چیز واضح ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہو - اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

عن ابی امامۃ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ماحق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ

ترجمہ - ابی امامہؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے آپؐ نے فرمایا - وہ دونوں تیرا بہشت اور دوزخ ہیں -

کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

عَنْ اَبِی بَکْرَۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل الذنوب یغفر اللہ منہا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیوۃ قبل الممات)

رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب گناہوں میں سے جو اللہ چاہے۔ بخش دیتا ہے۔ مگر والدین کی نافرمانی۔ پس تحقیق نافرمانی کرنے والے کو دنیا کی زندگی میں موت سے پہلے سزا دے دیتا ہے۔

عن ابیؓ الطفیل قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لحما بالجعرانۃ اذا قبلت امرأۃ حتی وانت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبسط لہا ردائہ فجلست علیہ فقلت من ہی فقالوا ہی امہ التی ارضعتہ

رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ۔ ابیؓ الطفیل سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی۔ پھر آپؐ نے اس کے لئے چادر بچھائی۔ پھر میں نے کہا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ آپؐ کی ماں ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔

عبرت

مسلمانوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے آپؐ تمام نبیوں کے بھی سردار ہیں۔ اور آپؐ سے بڑھ کر کوئی فرشتہ بھی دربار الٰہی میں مقرب نہیں ہے۔ باس ہمہ ایک بدون ماں جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔ آپؐ نے اس کی یہ عزت افزائی فرمائی کہ اپنی چادر مبارک بچھا کر ماں کو اس پر بٹھایا۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنی ماؤں کا یہ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عقد بالاخوۃ والاخوات

بھائی اور بہنوں کی ذمہ داری

برادران اسلام۔ ماں باپ کے بعد نمبر اول۔ بھائی بہنوں کے حقوق ہیں۔ ان کے بعد دوسرے رشتہ داروں کے۔ اور ذوی القربیٰ کے لفظ میں سبھی شامل ہیں۔ ان کے حقوق کے متعلق فرمان الٰہی ملاحظہ ہو۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ان لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرو۔ کہ اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ اور بے جا خرچ نہ کرو جس طرح دنیا دار شادیوں میں باوجود توفیق نہ ہونے کے نام و نمود کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ قرض لے کر بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور ایک کھانے کی بجائے کئی کئی کھانے پکاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالےٰ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔ اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ تمہیں سمجھاتا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رشتہ داروں کی خدمت کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ جو شخص اس کی تعمیل کرے گا۔ وہی عزت پائیگا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں مبتلا ہو کر دوزخ میں پہنچ جائیگا۔

ارشاداتِ نبویہ

عن ابیؓ ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رحم رحمٰن کی رحمۃ کے آثار میں سے ہے۔ پس اللہ نے فرمایا ہے۔ جو تمہیں ملائے گا میں اسے ملاؤں گا۔ اور جو تمہیں توڑے گا۔ میں اسے توڑوں گا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہوگی۔ اور جو بدسلوکی کرے گا۔ وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔ ایسے شخص کا ٹھکانا سوائے جہنم کے اور کہاں ہو سکتا ہے۔ اللہم لا تجعلنا منہم

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم معلقۃ بالعرش تقول من وصلنی وصلہ اللہ ومن قطعنی قطعہ اللہ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم عرش کے ساتھ معلق ہے۔ کہتی ہے۔ جس نے مجھے ملایا اسے اللہ ملا دے گا۔ اور جس نے مجھے توڑا۔ اسے اللہ توڑ دے گا

عقد بالزوجۃ

وَلَا تُمْسِکُوْہُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کریگا وہ اپنے اوپر ظلم کریگا۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر بیوی سے اچھا نباہ ہو سکتا ہے تو اسے گھر میں رکھو۔ ورنہ انہیں تکلیف دینے کے لئے اپنے نکاح میں قید کر کے مت رکھو۔ اگر ایسا کرو گے تو اپنے نفس پر ظلم کرو گے۔ جس طرح عام طور پر دنیا دار کرتے ہیں۔ اور بیٹے کا نکاح دوسری جگہ کر لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ دونوں خاندانوں میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے

وَعَاشِرُوْہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِہْتُمُوْہُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ۝

سورہ النساء رکوع ۴ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں۔ تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ ہو۔ مگر

قیامت کے دن صدقہ دینے والوں کا اعزاز

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب تک لوگ حساب و کتاب میں مبتلا رہیں گے صدقہ دینے والے اپنے صدقے کے سائے میں ہوں گے۔

(مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ)

اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔

ارشادات نبویہؐ

عَنْ عائشہؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومنوں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا ان میں سے سب سے بہتر خلق والا ہے اور اپنے بال بچوں سے بہت زیادہ نرمی سے پیش آنے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

صدقہ قبر کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دینے والے قبر کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔ صدقہ قبر کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (طبرانی)

صدقہ اللہ کے غصہ کو مٹاتا ہے

صدقہ اللہ کے غصہ کو مٹاتا ہے اور انسان کو بری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸- ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ- ۲- نومبر ۱۹۵۶ء

قیامت کا منظر

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام! اسلام کے بنیادی عقائد میں سے قیامت کا عقیدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان مرنے کے بعد قبر میں دفن کیا جائے گا۔ پھر قبر سے قیامت کے دن زندہ کر کے میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ لہٰذا قبر سے لے کر جنت یا جہنم کے داخلہ تک کے حالات قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱

قبر میں دفن ہونا

(ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝) سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم سے انسان کو مارا۔ پھر قبر میں دفن کروایا۔

۲

قبروں سے اٹھایا جانا

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔

۳

قبروں سے اٹھنے میں تعجب کریں گے

(قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہی ہے۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

۴

قیامت کے دن بعض اندھے ہو کر اٹھینگے

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائینگے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

۵

بہشت میں جانے والوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝

سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو۔ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا۔ کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں۔ جس کے میوے جھکے ہونگے۔

۶

دوزخ میں جانے والوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝

سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا، تو کہیگا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

۷

بہشتی اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی کا شکر کریں گے

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

۸

دوزخیوں کا اقرار

(اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے - اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے

اللہ تعالےٰ کے احکام سُنانے والے علماء کرام کی توہین کرنے والا گروہ ان کے وعظوں اور نصائح پر مذاق اُڑانے والے لوگ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور ایسے لوگوں کے دیندار دوستوں کو چاہیئے کہ انہیں یہ سطریں خود جا کر سُنائیں - شاید اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دیدے -

۹

درخواست کی تردید

دوزخی دوزخ سے نکل کر دوبارہ دُنیا میں آنے کی درخواست کرینگے - اور درخواست میں یہ کہیں گے - کہ اگر دوبارہ دُنیا میں ہمیں بھیج دیا جائے تو یہ گناہ نہیں کریں گے - لیکن دربار الٰہی سے یہ درخواست رد کر دی جائے گی -

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

۱۰

دوزخیوں کی نظر میں دُنیا کی زندگی کی میعاد

(قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - فرمائے گا - کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے - کہیں گے - ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں - پس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں - فرمائے گا - تم اس میں بہت نہیں - تھوڑا ہی رہے ہو - کاش کہ تم سمجھ لیتے -

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دُنیا کی تکلیف اگر پانچ منٹ بھی آجائے تو سابقہ آرام کی زندگی خواہ سو سال کی ہو - وہ سب بھول جاتی ہے - اسی طرح دوزخ میں داخل ہونے کے بعد دُنیا کے سب عیش و آرام بھول جائیں گے -

ارشاداتِ نبویہ میں حشر کا نقشہ

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(متفق علیہ)

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن تمہیں اس حال میں جمع کیا جائے گا - کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور بے ختنہ ہوگے - اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی - كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (یعنی جیسا کہ ہم نے ان کو ابتداء پیدائش میں پیدا کیا تھا - پھر ایسا ہی پیدا کریں گے - یہ وعدہ ہم پر لازم ہے - اور ہم ایسا کرنے والے ہیں) اور آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا - اور میرے دوستوں میں سے بہت سے لوگ ہیں، جنہیں بائیں جانب (یعنی دوزخ کی طرف) لے جایا جائے گا - میں کہوں گا - یہ تو میرے ساتھی ہیں - یہ تو میرے ساتھی ہیں - اللہ تعالےٰ فرمائے گا - جب سے تم ان سے جُدا ہُوئے یہ ہمیشہ دین سے برگشتہ اور پھرے رہے - میں وہی کہونگا - جس طرح اللہ تعالےٰ کے نبی (یعنی حضرت عیسےٰؑ) نے کہا تھا - کہ میں ان پر گواہ تھا - جب تک میں ان میں موجود تھا - لیکن جب تو نے ان میں سے مجھے اُٹھا لیا تو تو اُن کا محافظ تھا -

خطرہ

اس حدیث شریف سے یہ خطرہ معلوم ہُوا - کہ آدمی ایمان لانے کے بعد بعض گناہوں کے باعث بے ایمان ہو جاتا ہے - اور دوزخ کا مستحق بن جاتا ہے -

(عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ متفق علیہ

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے - قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں - ننگے بدن - اور بے ختنہ جمع کیا جائے گا - میں نے عرض کی - یا رسول اللہ - عورتوں اور مردوں سب کو - ان میں سے ایک دوسرے کو دیکھے گا - آپؐ نے فرمایا - اے عائشہؓ معاملہ اس سے زیادہ ہولناک ہوگا - کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں -

یعنی ہر مرد اور عورت اپنی پریشانی اور گھبراہٹ میں اس قدر گھبرایا ہُوا ہوگا - کہ دوسرے کی طرف دیکھنے کی توجہ ہی نہیں ہوگی -

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ قیامت کے دن کافر کو مُنہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - کیا جس نے دُنیا میں اس کو پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُسے منہ کے بل چلائے -

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن پاؤں کے بل چلے گا۔ اور کافر کو منہ کے بل چلایا جائے گا۔ اس طریقہ سے مومن اور کافر کے درمیان فوراً تمیز ہو سکیگی۔ دُنیا میں یہ تمیز نہیں رکھی گئی۔ چونکہ ایمان دل کے اندر ہوتا ہے ہوتا ہے۔ اس لئے آدمی کیسے تمیز کرسکتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ اپنے خاص مقبولین بارگاہ کو یہ بصیرت عطا فرمادے تو ممکن ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

عَنْ اَبِیْ هریرة عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلٰی وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْكَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَارَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِیَّ الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْكَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے ملیں گے۔ ایسے حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج اور غم سے سیاہ ہوگا۔ ابراہیم (علیہ السلام) اسے کہیں گے۔ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر۔ آزر ابراہیمؑ سے کہے گا۔ آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے۔ اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تو مجھ کو اس روز ذلیل و خوار نہیں کرے گا۔ جس دن لوگ اُٹھائے جائینگے۔ پس اس سے زیادہ اور کونسی ذلّت ہو سکتی ہے کہ میرا باپ خدا کی رحمت سے دُور رہے۔ پھر اللہ فرمائے گا۔ میں نے کافروں پر بہشت کو حرام کر دیا ہے۔ پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا۔ اس چیز کو دیکھ۔ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے۔ ابراہیم (علیہ السلام) دیکھیں گے۔ ناگہاں وہ بجّو ہوگا۔ خون میں لتھڑا ہوا۔ آخر اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

حاصل

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ کافر کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔ شفاعت کی قبولیت کے لئے مُشَفَّعٌ لَہٗ (جس کی شفاعت کی جائے) میں ایمان کا ہونا ضروری ہے۔

عَنِ الْمِقْدَادِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ اِلٰی كَعْبَیْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ اِلٰی رُكْبَتَیْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ اِلٰی حَقْوَیْهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ یُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ اِلٰی فِیْهِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ مقدادؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن آفتاب کو مخلوق کے قریب کیا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ ایک میل کے فاصلہ پر رہ جائے گا۔ پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں مبتلا ہونگے۔ بعض لوگ ایسے ہونگے۔ جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا۔ بعض کے گھٹنوں تک ہوگا۔ اور بعض کی کمر تک ہوگا۔ اور بعض کے مُنہ کے اندر تک پہنچ جائے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرما کر ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔

استثناء

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض حضرات اس تکلیف سے مستثنیٰ بھی ہونگے وہ ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا۔ جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ انصاف کرنے والا حاکم۔ وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پایا۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ جب مسجد سے نکل کر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں لوٹ کر آئے اور وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ واسطے دوستی رکھتے ہیں۔ اسی خیال سے ملے تھے۔ اور یہی خیال لے کر ایک دوسرے سے جُدا ہوئے۔ اور جس شخص نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے۔ اور ایک وہ شخص جسے کسی ذاتی خوبیوں والی اور خوبصورت عورت نے دعوت دی پھر اس سے کہا۔ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے صدقہ دیا۔ پھر اُسے چھپایا۔ یہانتک کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا۔ جو اسکے داہنے ہاتھ نے خرچ کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ كَذَا وَكَذَا یَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا رواہ احمد والترمذی۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (اس دن زمین اپنی خبریں بتلائیگی) آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو۔ زمین کے خبریں دینے کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس تحقیق زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی۔ جو اس کی پیٹھ پر کیا ہوگا۔ یہ کہے گی۔ کہ مجھ پر یہ یہ کام فلاں فلاں دن کئے تھے۔ پس یہی اس کا خبر دینا ہے۔

دُعا

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۵- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ - ۹- نومبر ۱۹۵۶ء

اولیائے کرام اور اُن کی شان

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - مَیں عرض کیا کرتا ہُوں کہ ایک جمعہ کا خطبہ جو کتاب و سُنّت کی روشنی میں دیا جائے - اگر مسلمان دل کے کانوں سے سُنے - اور لوح دل پر لکھ کر لے جائے - اور اسے عملی جامہ پہنائے - اور لحدِ قبر تک نباہے - تو قرآن مجید کی عظمت کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین ہے - کہ اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری نصیب ہوگی - اسے حوضِ کوثر سے پانی پلایا جائیگا - اور آپؐ کی شفاعت نصیب ہوگی - جہنم سے بچ جائیگا - اور جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا - وما ذٰلک علی اللہ بعزیز - آج قرآن مجید اور سُنّت رسولؐ کی روشنی میں عرض کرونگا کہ ولی کسے کہتے ہیں - ولی کی پہچان کیا ہے - اور ولی کا دُنیا میں رہنے سہنے کا کیا طریقہ ہوتا ہے -

ولی کی پہچان

اللہ تعالےٰ اولیاے کرام کی پہچان کے لئے ایک باطنی بصیرت اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے - جنہوں نے کامل کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس کرایا ہو - تزکیہ کی برکت سے ان کے اندر ایک استعداد پیدا ہو جاتی ہے - جس سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس شخص کے قلب میں خوف خدا، محبتِ الٰہی، رضاء مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق، ماسواے اللہ سے انقطاع یعنی خلقِ خُدا سے بے نیازی - متوجہ الی اللہ رہنے کا اشتیاق پایا جاتا ہے - تزکیہ شدہ انسان فوراً ان چیزوں کو بھانپ جاتا ہے - ورنہ عام آدمی ان چیزوں کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے - اسی لئے تو کسی نے کہا ہے - ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

اور اسی لئے مَیں کہا کرتا ہوں - کہ لاہور کے عوام ہر پاگل کو مجذوب خیال کرتے ہیں - حالانکہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا - اور ہر مجذوب پاگل نہیں ہوتا -

اور یہ علم غیب نہیں ہے

یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ جب بصیرت باطنی ہی سے ولی کو پہچانا جاتا ہے - پھر یہ شخص تو غیب دان ہُوا - یہ خیال غلط ہے - اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک حکیم حاذق مریض کی شکل دیکھنے ہی سے فوراً سمجھ جاتا ہے - کہ اس مریض کا جگر خراب ہے یا پھیپھڑا خراب ہے - وہ اپنے فن کی مہارت تامہ کے سبب سے مریض کی مرض کو پہچان لیتا ہے - علمِ غیب تو یہ ہے کہ بلا وسیلہ بلا حیلہ بلا ذریعہ ہر چیز کا علم ہر وقت ہر آن اس کے پیشِ نظر رہے - اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے -

مدت مدیدہ

یہ یاد رہے کہ اوّل تو اس قسم کے کامل کا ملنا آج کل کے دَور میں بڑا ہی مشکل ہے - اس لئے کہا کرتا ہوں کہ موتی ملنے ارزاں اور اللہ والے ملنے گراں - اس مقدس گروہ کے افراد نایاب تو نہیں ہیں - مگر اتنے کمیاب ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - اور اگر کسی خوش نصیب کو مل جائیں - تو پھر ان سے فیض حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے - ایسے مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کی خدمت میں رہ کر بھی انسان محروم رہ سکتا ہے - جس طرح کسی نے کہا ہے ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کامل سے فیض اخذ کرنے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں - عقیدہ - ادب - اطاعت - طالب کے قلب سے ان تینوں تاروں کا اتصال (کنکشن) کامل کے قلب سے ہو جائے - پھر فیض حاصل ہوتا ہے اور پھر فیض حاصل کرنے کے لئے ایک مدت مدید چاہئے - تاکہ طالب بدرجہ کمال پہنچ جائے - پھر وہ بصیرت حاصل ہوتی ہے - جس سے کامل حقیقی ولی اور بہروپئے ولی میں تمیز کر سکتا ہے - وَذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں ہیں - اسی لئے عرض کیا کرتا ہوں - فَوْقَ کُلِّ وَلِیٍّ وَلِیٌّ فَوْقَ کُلِّ وَلِیٍّ وَلِیٌّ وَلَا نِہَایَۃَ لِمَرَاتِبِ الْاَوْلِیَاءِ وَلَا یَعْلَمُ تَعْدَادَھَا اِلَّا اللہ تعالیٰ

دو قسمیں

اولیاء کو مختلف لحاظ سے تقسیم کیا جا سکتا ہے - ایک لحاظ سے ان کی دو قسمیں ہیں - سالک اور مجذوب - سالک وہ حضرات ہوتے ہیں - جنہیں ان کا شیخ کامل آہستہ آہستہ تربیت کر کے زینہ بزینہ چڑھاتا ہے - حتّٰی کہ درجۂ کمال تک جا پہنچاتا ہے - ان حضرات نے چونکہ ترقی کے مدارج درجہ بدرجہ طے کئے ہوئے ہوتے ہیں - اس لئے دوسروں کی تربیت بآسانی کر سکتے ہیں - اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو ان کی صحبت میں کئی حضرات درجہ تکمیل پر پہنچ کر دوسروں کی تربیت کر سکتے ہیں - اولیائے کرام کے سلسلے اسی قسم کے حضرات کی برکت سے چلے آ رہے ہیں - مجذوب کی مثال ایسی ہے - جس طرح ایک سات فٹ کا جوان ایک چھوٹے بچّے کو اُٹھا کر درخت کے اس تنے پر بٹھا دیتا ہے جو زمین سے سات فٹ اُونچا ہے - اب وہ اُوپر بیٹھا ہُوا تو ہے - مگر چونکہ خود چڑھنا سیکھ کر نہیں چڑھا - اس لئے نہ خود نیچے اُتر سکتا ہے نہ دوسرے کو درخت پر چڑھنا سکھا سکتا ہے - بعینہٖ اسی طرح مجذوب بسر خود تو کامل ہوتا ہے - مگر دوسرے کی تربیت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود تربیت کی منزلیں طے کئے بغیر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس درجہ پر پہنچا ہُوا ہے -

اندھوں کی اکثریت اور بینا اقلیت میں

برادرانِ اسلام - لوگ کہا کرتے ہیں - بینا سارے اندھا کوئی کوئی - یہ گنہگار کہا کرتا

ہے۔ اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔ بارگاہ الٰہی میں نابینا کون ہیں۔ ارشاد ہے
(فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝)

سورۃ الحج رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ پس تحقیق واقعہ یہ ہے۔ کہ (ظاہر کی) آنکھیں تو اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ دل کے اندھوں کو اندھا کہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ کامل حضرات جنہیں تزکیہ کی برکت سے باطن کی بصیرت حاصل ہے۔ وہ تو ایک منٹ سے بھی پہلے اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کہ یہ شخص کھرا ہے۔ یا کھوٹا۔ اصلی ہے یا نقلی۔ اور عام آدمی باطن کے اندھے ہونے کے باعث کھرے کی بجائے کھوٹے۔ اصلی کی بجائے نقلی کو بھی بعض اوقات اپنا ہادی اور نجات دہندہ مان لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ شخص گمراہ کنندہ اور ہلاک کنندہ ہوتا ہے۔ میرے مغربی پاکستان میں مذہبی تفریق کا ایک یہ بھی بڑا سبب ہے کہ عوام بیچارے دھوکے میں آجاتے ہیں۔

ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے

برادرانِ اسلام۔ ولی کی معنی دوست ہے۔ اور ولی کے خلاف عربی میں عَدُوّ کا لفظ ہے۔ جس کی معنی دشمن ہے۔ کیا کوئی شخص منہ سے کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کا دشمن ہوں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ ولی کا لفظ مفرد ہے اور اس کی جمع اولیاء ہے تو گویا کہ سب مسلمان اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنی عقل کے مطابق تعلق رکھو

میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے دُنیا میں کام کرتے ہو۔ اسی عقل سے خدا تعالےٰ سے تعلق درست رکھو۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے مثلاً آپ سمجھ چکے ہیں۔ کہ ولی کی معنی دوست ہے۔ کیا کبھی کوئی دوست جان بوجھ کر ایسا کام کرتا ہے جس سے اس کا دوست ناراض ہو جائے اور اگر کسی کی دوستی کا دعویٰ کر کے پھر کام ایسے کرے جس سے دوست ناراض ہو جائے اور اس کی ناراضگی کی یہ شخص پروا نہ کرے تو کیا وہ دوست اس شخص کو اپنا دوست سمجھے گا۔ وہ یہی کہے گا کہ زبان سے میری دوستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور در اصل میرا مخالف اور میرا دشمن ہے۔

اکثر مسلمان اللہ تعالےٰ کے مخالف ہیں

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ ہر مسلمان ولی اللہ (اللہ کا دوست) ہونے کا دعویدار ہے۔ مگر ان کے اعمال کو دیکھا جائے تو اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اولیاء اللہ کے نام سے تعبیر کرنا سراسر جھوٹ ہے۔

سوال	جواب
۱۔ مسلمان اکثر نمازی ہیں یا بے نماز	۱۔ بے نماز۔
۲۔ اکثر رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہیں یا نہیں	۲۔ نہیں۔
۳۔ جن پر زکوٰۃ فرض ہے اکثر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔	۳۔ نہیں۔
۴۔ کیا اکثر مسلمان قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتے ہیں۔	۴۔ نہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سارے کے سارے مسلمان ولی اللہ ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثریت عمل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی مخالف ہے۔ اور دن اور رات میں ایسے اعمال کرتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کے آثار نظر آتے ہیں۔

اصلی۔ کھرے اور سچے ولی کی ظاہری شان

اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے اصلی کھرے اور سچے ولی وہ لوگ ہونگے جن کی صورت۔ سیرت۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ شادی۔ غمی۔ ظاہر۔ باطن۔ چلنا۔ پھرنا۔ غرضیکہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق بسر ہوتا نظر آئے۔ اور ان کی زندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) علمی طور پر قرآن مجید سے لیا ہوا ہو اور عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے نظر آئیں۔

دونوں پیشِ نظر کیوں

(اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلاً ما تذکرون)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس چیز کی تابعداری کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

عام آدمیوں کی نظر میں ولی

وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی زندگی کا ہر عمل قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق ہو۔ جس کی تفصیل پہلے صورت۔ سیرت۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا میں ذکر کر چکا ہوں۔

ولی کی باطنی شان

صاحب بصیرت کامل اس شخص پر ولی کا لفظ استعمال کرے گا۔ جبکہ اس کے باطن کے اندر وہ چیزیں پائے گا۔ جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ مثلاً خوفِ خدا۔ محبّت الٰہی۔ رضاء مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق علیٰ ہٰذا القیاس اور اس قسم کی چیزیں جن کا تعلق وجدانیات سے ہے۔

کتاب و سنت کا عملاً مخالف ولی نہیں ہو سکتا

اگر کوئی شخص آسمان پر اُڑتا ہوا نظر آئے۔ اور لاکھوں مریدوں کا مقتدا کہلائے۔ اور قبلہ عالم کا لقب پائے۔ اگر اس کا طریقہ کتاب و سُنّت کے مخالف ہے۔ تو وہ ولی اللہ (خدا کا دوست) کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے بہروپیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو بچائے۔ اور جو اس کے مخلص اور سچے بندے ہیں۔ ان کا دامنگیر بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آپ نے فرمایا- پھر گیا- پھر اس بہشت کو دیکھا- پھر آیا- پھر عرض کی- اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے البتہ تحقیق مجھے اس کا ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا- آپ نے فرمایا- پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا- فرمایا- اے جبرئیل جا- پھر دوزخ کو دیکھ آ- آپ نے فرمایا- پھر گیا- پھر اسے دیکھا- پھر آیا- پھر عرض کی- اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے- اس کو کوئی بھی نہیں سُنے گا- پھر اس میں داخل بھی ہو- پھر اللہ نے اسے خواہشاتِ نفسانی کا گھیرا دیدیا- پھر فرمایا- اے جبرئیل جا- پھر دوزخ کو دیکھ آ- آپ نے فرمایا- پھر گیا- پھر دوزخ کو دیکھ آیا- پھر عرض کی- اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے البتہ تحقیق مَیں ڈر گیا ہوں کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر اسی میں داخل ہوگا-

حاصل

یہ ہے کہ عام طور پر لوگ ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں نہیں لائیں گے- مثلاً سردی اور گرمی میں باقاعدہ پانچ وقت نماز بجماعت مسجد میں ادا کرنا- روزہ رکھنا بالخصوص گرمی کی شدت کے موسم میں، اپنے مال کی زکوٰۃ پائی پائی گن کر دینا- سفر کرکے اور اپنی گرہ سے خرچ کر کے بیت اللہ الحرام کی زیارت کے لئے جانا- زنا سے بچنا وغیرہ وغیرہ- نہ ان ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں لائیں گے اور نہ بہشت میں داخل ہو سکیں گے- بخلاف اس کے خواہشاتِ نفسانی بڑے شوق سے پوری کریں گے- اور دوزخ میں جائیں گے- مثلاً اگر تجارت پیشہ ہیں- تو کچھ گاہک سے نرخ چکانے میں نفع لینگے- اور کچھ کم تولنے ناپنے میں دوسرے کا مال ناحق کھا جائیں گے- اگر ملازمت پیشہ ہیں- تو تنخواہ الگ وصول کریں گے- اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں لوگوں سے الگ معاوضہ لینگے- جسے رشوت کہا جاتا ہے- یا مثلاً بعض خبیث الطبع لوگوں کا برسوں کا کمایا ہوا مال نقب زنی کرکے لے آئیں گے- مالک ان کی جان کو روتا رہے گا- اور یہ حرام کے مال سے عیش و عشرت کریں گے- اس قسم کے کام کرنے والے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائینگے- اللّٰھم لاتجعلنا منھم

اس قسم کے ظالم اللہ تعالےٰ کے باغیوں کے سامنے شیطان کا لیکچر

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ- اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچّا وعدہ کیا تھا- اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا- پھر مَیں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہیں تھا- کہ مَیں نے تمہیں بُلایا- پھر تم نے میری بات کو مان لیا- پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو- نہ مَیں تمہارا فریاد رس ہوں- اور نہ تم میرے فریاد رس ہو- مَیں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں- کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے- بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے-

خواہشات نفسانی کا جال

شیطان انسان کو خواہشات نفسانی کے جال میں پھنسا کر دوزخ میں جانے والی لائن پر چلا دیتا ہے- انسان میں بڑی بڑی تین قسم کی خواہشات ہیں- کھانا پینا، پہننا عورت مرد کے جنسی تعلقات- انسان کی ان تینوں خواہشات کو جائز طریقہ پر پورا کرنے کی اسلام خود اجازت دیتا ہے-

زینت کی چیزیں اور پاکیزہ رزق دراصل فقط مومنوں کے لئے ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ- کہدو- اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اُس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے- اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں- کہدو- دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہی ہیں- قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی- اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ زیب و زینت کی ہوں- یا خوراک و پوشاک کی ہوں- اللہ تعالےٰ نے یہ سب چیزیں در اصل اپنے وفادار ایماندار بندوں کے لئے پیدا کی ہیں- البتہ اللہ تعالےٰ کے باغی (مشرک اور کافر) ان کے صدقے میں ان چیزوں سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں- اور قیامت کے دن تو سب نعمتیں اللہ تعالےٰ کے تابعدار- وفاشعاروں کے لئے مخصوص کر دی جائیں گی-

شہادت

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۶ پارہ ۸

ترجمہ- اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے- کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہادو- یا کچھ اس چیز میں سے دو- جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے- کہینگے- بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے- جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے- سو آج ہم انہیں بھلا دینگے- جس طرح اُنہوں نے اس دن کی ملاقات کو بُھلا دیا تھا- اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے- اللّٰھم لاتجعلنا منھم

حاصل

یہ نکلا- کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ

کے باغیوں پر سب نعمتیں حرام کر دی جائینگی یہاں تک کہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیا جائے گا۔

عورتوں سے جائز طریقہ سے تعلقات رکھنے میں کوئی ممانعت نہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ سورہ الروم رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو - اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی - جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کے کھانے پینے کے لئے خود ہی اشیاء پیدا کر دی ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی پیدا کر دیں تاکہ آپس میں ہل مل کر زندگی خوشگوار طریقہ سے بسر ہو -

شیطان صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انسان کی تمام خواہشات کو صحیح طریقہ سے انجام دینے میں کوئی ممانعت نہیں فرماتا - خواہ وہ خورد و نوش اور زیب و زینت کے متعلق ہوں - یا میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق ہوں - مگر شیطان انسان کو صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے - چنانچہ ارشاد ہے (وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ - اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے - مثلاً شرک اور کفر میں مبتلا کر دے یا مثلاً کھانے پینے میں چوری کر کے کھائے - یا ڈاکہ زنی کر کے کھائے - یا گاہک سے بھاؤ اچھی چیز کا طے کر کے ردّی چیز اس کو دے - یا اپنی بیوی کے علاوہ دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھے یا باوجود حکومت یا کسی ادارہ سے تنخواہ پانے کے لوگوں سے رشوت لے - وغیرہ وغیرہ -

ایسے نافرمانوں سے اللہ تعالےٰ واقعی ناراض ہوگا - اور انہیں شرک و کفر یا حق تلفیوں اور حرام خوریوں کی سزا بھگتنی پڑے گی - اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وفادار اور غدار سے سلوک میں ضرور امتیاز ہونا چاہیئے -

انہیں غدّاروں کے سامنے شیطان کی تقریر

شیطان کی میدان محشر میں جس تقریر کا حوالہ اوپر قرآن مجید سے دیا گیا ہے وہ انہیں غدّاروں کے سامنے ہوگی -

وما علینا الا البلاغ

وہ اعمال جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

مرنے کے بعد بھی سات باتوں کا ثواب جاری رہتا ہے

حالانکہ بندہ قبر میں ہوتا ہے لیکن ثواب ملتا رہتا ہے:

(۱) علم دین سکھانا۔ (۲) پانی کی نہر جاری کرنا۔ (۳) کنواں کھدوانا۔ (۴) درخت لگانا۔ (۵) مسجد بنانا۔ (۶) قرآن شریف تلاوت کے لیے چھوڑ جانا۔ (۷) نیک لڑکا جو باپ کے مرنے کے بعد باپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (بزار، ابونعیم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ ۲۳- نومبر ۱۹۵۶ء

انسان کا بہتر بن راہنما فقط قرآن مجید ہے اسکی تائید میں غیر مسلموں کی شہادتیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

مخالفین قرآن مجید کو چیلنج

(قُلۡ ھَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّھۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ ؕ) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - آیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے - جو صحیح راہ بتلائے -

چونکہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے - اسے معلوم ہے کہ سوائے میری ذات اقدس کے دنیا میں اور کوئی نہیں ہے جو میرے بندوں کی ہر معاملہ میں راہنمائی کر سکے - اسی علم کی بناء پر اس نے مخالفین قرآن مجید کو چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی اس فرض کا انجام دینے والا تمہاری نظر میں ہے تو بتلاؤ - اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی - اور نہ کسی نے کسی کا نام پیش کیا -

چیلنج کو اور زور دار کر دیا

(وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ ۪ وَادۡعُوۡا شُھَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝)

سورہ بقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ - اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو - جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بلا لو - اگر تم سچے ہو -

چیلنج میں کتنا زور

آگیا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے سارا قرآن مجید لائے ہیں - تم اپنے تمام حمایتیوں کو جمع کر کے اس قرآن کو نہ سنو - اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہو جاؤ -

کافر اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے قرآن مجید کو خاموشی سے سنا - تو ہم پر فوراً یہ اثر ہوگا کہ ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے -

فقط اللہ تعالیٰ ہی صحیح راہنمائی کر سکتا ہے

(قُلِ اللّٰہُ یَھۡدِیۡ لِلۡحَقِّ ؕ اَفَمَنۡ یَّھۡدِیۡۤ اِلَی الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ یُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا یَھِدِّیۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ یُّھۡدٰی ۚ فَمَا لَکُمۡ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ۝ وَمَا یَتَّبِعُ اَکۡثَرُھُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - اللہ ہی صحیح راستہ بتلاتا ہے - تو اب جو صحیح راستہ بتلائے - اس کی بات ماننی چاہیئے یا اس کی جو خود راہ نہ پائے - مگر جب کوئی اور اسے راہ بتلائے - سو تمہیں کیا ہو گیا - کیا انصاف کرتے ہو - اور وہ اکثر اٹکل پر چلتے ہیں - بیشک حق بات کے سمجھنے میں اٹکل ذرا بھی کام نہیں دیتی - بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں -

حاصل

اللہ تعالےٰ ہی صحیح راستہ کی راہنمائی کر سکتا ہے - کیا پھر تمام ماسوی اللہ کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اختیار کرنا ضروری نہیں ہے - کیا ماسوی اللہ کی راہنمائی کو قبول کرنا انصاف کے خلاف نہیں ہے - جس لائن پر تم جا رہے ہو - وہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں - کیا خیالی ڈھکوسلے حق سے بے نیاز کر سکتے ہیں - اے حق کی مخالفت کرنے والو - یہ نہ خیال کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہاری بے راہ روی سے بے خبر ہے - (وہ سب کچھ جانتا ہے مگر بقول شخصے مصرعہ

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں انتہائی سچائی اور انصاف پایا جاتا ہے

(وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ

اس قرآن مجید کے محاسن - فضائل - برکات - فصیح و بلیغ اور جادو اثر جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر لا کر دکھاؤ - اتنے بڑے زبردست چیلنج کے باوجود کسی کو ہمت نہ ہوئی - کہ اس کو قبول کرے -

قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے

کافر تسلیم کرتے تھے کہ قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے - (اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡھُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَھُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ۝) سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱

ترجمہ - کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا - کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی - کہ سب آدمیوں کو ڈرائے - اور جو ایمان لائیں - انہیں یہ خوشخبری سنائے - کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا - کافر کہتے ہیں کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے جادوگر کہتے ہیں - کہ قرآن مجید کو وہ جادو سمجھتے ہیں - کیونکہ قرآن مجید سننے سے ان پر اتنا فوری اثر ہوتا ہے جس طرح جادو کا ہوتا ہے -

کافر قرآن مجید کو اسی لئے سننا نہیں چاہتے

(وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۝)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور کافروں نے کہا - کہ تم

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اے مسلمان اگر تیرے دل میں ایمان ہے

تو ایمان سے سچ کہو۔ کیا تیرے لئے کوئی گنجائش ہے کہ تو قرآن مجید کے پیش کردہ حیات انسانی کے دستور العمل کو چھوڑ کر کوئی اور دستور اختیار کرے۔ اور اگر تُو نے کوئی اور دستور اپنا معمول بہ بنایا۔ تو کیا پھر اللہ تعالےٰ تمہیں اپنا باغی تصوّر نہیں کریگا۔ کیونکہ کسی بھی بادشاہ سے غدّاری یا وفاداری کا معیار ہی یہی ہے۔ کہ اس کے ملک میں جو شاہی قانون نافذ ہے۔ اس کی وفاداری سے آدمی بادشاہ کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ اور قانون کے نہ ماننے والے کو غدار قرار دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے باغیوں کی سزا

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا تو وہی لوگ یہ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل دکھائی دیں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے (دوزخ سے) نکال دے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے قیامت کے دن تسلیم کریں گے کہ ہم گمراہ تھے اور یہ ہماری بدبختی تھی کہ ہم نے قرآن مجید پہ عمل نہ کیا۔

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

دوزخ سے بچنے کی فقط ایک تدبیر

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی۔ کہ یہ جنّت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

حاصل

تمام اُمّتوں کے نجات پانے والے یہ اقرار کریں گے کہ ہمارے رب کے رسولوں نے اللہ تعالےٰ سے جو دستورالعمل زندگی کا لے کر ہمیں دیا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک تھا اسی کی راہنمائی سے ہم جنّت میں پہنچے ہیں۔ اسی لئے ہم اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ نمائی فرمائی تھی۔ ادھر یہ حضرات اپنے دلی احساس کا اظہار فرما رہے تھے تو ادھر سے آواز آئی۔ کہ تمہارے انہیں نیک اعمال کی برکت سے یہ جنّت نصیب ہوئی ہے۔

مسلمان بھی اسی زمرے میں آتے ہیں

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے مومن قرآن مجید پر عمل کرنے والے اسی زمرے میں شامل ہونگے۔ اقرار کریں گے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بذریعہ قرآن مجید جو ہماری راہنمائی فرمائی تھی۔ اسی کی برکت سے ہم بہشت کے وارث بنائے گئے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

قرآن مجید کے اتباع کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَاَمْثَالٍ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ) هٰذَا لفظ المصابیح

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قرآن مجید پانچ چیزوں پہ شامل ہوکر نازل ہُوا ہے۔ حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور مثالیں۔ پس حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام کر دو۔ اور محکم پہ عمل کرو۔ اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔ اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ ساری زندگی قرآن مجید کے احکام کے سانچے میں ڈھال لو۔

عربی ضرب المثل = اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

ترجمہ۔ کمال یہ ہے کہ دشمن بھی اس کی تصدیق کرے۔

قرآن مجید کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

۱

جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے اعلیٰ دُنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتیں۔ گاڈفری ہیڈن

۲

"قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور تیرہ و تار دُنیا میں تہذیب انصاف کی روشنی پھیلائی۔"

فیروز شاہ ایم۔ اے (مذہب کی روشنی)

۳

"قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے بہترین راہبر ہے۔ اس میں تہذیب و شائستگی ہے۔ تمدّن ہے۔ معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب ہی دُنیا کے سامنے ہوتی۔ اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ یہ عالم انسانی کی راہ نمائی کے لئے کافی تھی۔"

کاؤنٹ ٹالسٹائی (دی لائٹ آف ریلیجن)

۴

"اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن محمدؐ کی تصنیف ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تورات اور انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے"

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لیٹنر ریلیجس سیریز آف دی ورلڈ

۵

"قرآن کی تعلیمات میں ایک حد درجہ متعصب انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا۔ جو تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔

پنڈت شانتا رام بی۔ اے محمدؐ صاحب کا جیون چرتر

۶

"اگر قرآن دُنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دُنیا کے باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔

اسٹینلی لین پول گائیڈلنس آف ہولی قرآن

۷

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ قرآن کا ہر فقرہ آج تک اسی حالت میں ہے جیسا کہ محمدؐ کے زمانہ میں تھا۔

سر ولیم میور لائف آف محمدؐ

۸

"قرآن سے بہتر کوئی دستورالعمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے راہنمائی نہیں کرسکتا"

جان ڈیوی پارٹ (دی گریٹ ٹیچر)

۹

"ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں آج تک جتنی کوششیں کی ہیں سب کچھ پہلے ہی قرآن میں موجود ہیں۔"

الکس لازدان لائف آف محمدؐ

۱۰

"دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بارہ سو برس سے صحیح المتن رہی ہو"

ولیم جیمز راج

۱۱

"قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابلِ تردید شہادت ہے۔"

ایڈورڈ گبن تاریخ زوالِ روم

نوٹ۔ یہ حوالہ جات روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶ اپریل ۱۹۵۴ء صفحہ ۱ و ۸ سے لئے گئے ہیں۔

دیندار مسلمانوں سے ضروری اپیل

اس وقت مسلمانوں میں چار طبقے ہیں پہلا بالکل جاہل کتاب و سنۃ کے علم سے نا آشنا۔ دوسرا کتاب و سنۃ سے روشناس۔ تیسرا جدید تعلیم یافتہ طبقہ۔ جو مذہب سے محبت اور کتاب و سنۃ سے عقیدت رکھتا ہے۔ چوتھا وہ تعلیم جدید سے تعلیم یافتہ طبقہ جسے نہ مذہب اسلام سے محبت اور نہ کتاب و سنۃ سے عقیدت ہی ہے۔ اسی طبقہ کے بعض افراد کے مُنہ سے پاکستان بننے کے بعد یہ الفاظ سُنے گئے ہیں۔ "ہم پاکستان میں مُلّا ازم قائم نہیں ہونے دینگے۔" یعنی پاکستان میں اسلام کو پنپنے نہیں دینگے۔ بلکہ اسلامی تعلیم کے حاملین علماء کرام کو یہ طبقہ بے ایمان کے نام سے لاہور میں پکارتا ہے۔ کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں اور ان کا اپنا طریق کار یہ ہے کہ فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ اس کی طرف سے جو بات آئے، بلا چون و چرا اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ تمدن پسند ہے تو فرنگی کا۔ صورت پسند ہے تو فرنگی کی۔ معاشرت پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ تہذیب پسند ہے تو فرنگی کی۔ تعلیم پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ غرضیکہ فرنگی کی ہر بات پسند ہے۔

برادرانِ اسلام۔ مُلّا یہی تو کہتا ہے کہ قرآن مجید پڑھو۔ اور اس پر اس طریقہ سے عمل کرو۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ مسلمانوں کے دیندار طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ چوتھے طبقہ کے مسلمانوں کو جن کی تصویر ابھی دکھا چکا ہوں۔ غیر مسلموں کی رائیں جو قرآن مجید کے متعلق ہیں۔ ضرور سُنائیں۔ شاید انہیں ہدایت ہو جائے۔ قرآن مجید پر ایمان نصیب ہو۔ اس کے بعد اس کے پڑھنے اور عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں اس کے بعد ان کی دُنیا سنور جائے۔ اور قیامت کے دن بھی دوزخ سے بچ جائیں۔

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

طائروں پر سحر ہے صیّاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا

اے مسلمان۔ دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ اور ہر ایک پیغمبر نے انسانوں کی اصلاح کا خدائی قانون پیش کیا ہے۔ مگر آج سطح زمین پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی ضابطۂ حیات انسانی موجود نہیں ہے جو رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے مسلمان کو ملا ہے۔ تمہیں تو اس بات کا فخر ہونا چاہیئے۔ کہ میں خدائی قانون کا علمبردار ہوں۔ اگر دُنیا میں بسنے والوں کو خدائی ضابطۂ حیات انسانی معلوم کرنا ہے۔ تو میرے دروازہ پر آئیں۔ میرے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ مجھ سے تعلیم حاصل کرکے صحیح معنی میں انسان بنیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا۔ جو عرض کر رہا ہوں۔ مگر اے تعلیم یافتہ بے دین نوجوان تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تم سے کون کون ناراض ہے۔ اللہ تعالےٰ ناراض۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض۔ مسلمانوں کے عوام ناراض۔ حاملینِ علماء کرام ناراض۔ مذہب پسند دیندار تعلیم یافتہ طبقہ ناراض۔ اتنی ہستیاں ناراض ہاں فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ وہ تم سے ضرور راضی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام دشمنی کا جو کام مجھے کرنا چاہیئے تھا وہ یہ اسلام کا نام لیوا مسلمان کر رہا ہے۔

دُعا

اے اللہ۔ یہ بے دین نوجوان طبقہ میرا لختِ جگر ہے۔ مسلمان ماں کا جنا ہُوا ہے مسلمان باپ کے گھر کی پیداوار ہے۔ ناتجربہ کاری کے باعث فرنگی کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اے اللہ اسے اس جال سے نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لا۔ اپنے دین کا شیدائی بنا سچّا مسلمان بنا۔ اس کا خاتمہ ایمان کامل پر فرما۔ اسے بہشت کا مستحق بنا کر دُنیا سے اُٹھا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۶- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ ۳۰- نومبر ۱۹۵۶ء

قیامت کے دِن دربارِ الٰہی میں غدّاروں اور وفاداروں کی پیشی کا نقشہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام- مسلمان کے ایمان کا یہ جزء ہے- کہ ہم نے قیامت کے دن قبروں سے اُٹھ کر دربار الٰہی میں پیش ہونا ہے جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا- وہ مسلمان نہیں ہے- یہ قاعدہ مسلم ہے- کہ ہر بادشاہ کے مُلک میں دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں- ایک قسم وفاداروں کی- اور دُوسری غدّاروں کی- اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی دو قسم کے آدمی رہتے ہیں- ایک اللہ تعالےٰ کے وفادار- اور دوسرے غدّار- اور جس طرح ہر بادشاہ وفاداروں کے ساتھ اور طرح کا سلوک کرتا ہے- اور غدّاروں کے ساتھ اور طرح کا- اسی طرح شہنشاہِ حقیقی عز اسمہ و جل مجدہ کا سلوک بھی اپنے وفاداروں اور غدّاروں سے علیحدہ علیحدہ ہے- کتاب و سنۃ سے دونوں کے سلوک کا نمونہ علیحدہ علیحدہ پیش کرنا چاہتا ہوں-

قیامت کے غدّاروں سے سلوک

قرآن مجید

۱

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَا اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ- اور جس کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملا- وہ کہے گا- کیا اچھا ہوتا کہ مجھے میرا نامہ اعمال نہ ملتا- اور مجھے خبر نہ ہوتی- کہ میرا حساب کیا ہے- کسی طرح وہ موت ختم کر جاتی- مجھ کو میرا مال کچھ کام نہ آیا- مجھ سے میری حکومت برباد ہوگئی اس کو پکڑو- پھر طوق ڈالو- پھر آگ کے ڈھیر میں اسے ڈالو- پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے- اس کو جکڑ دو-

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ملک میں رہنے والے غدّاروں کے ساتھ قیامت کے دن میدانِ محشر میں یہ سلوک ہوگا-

اس سلوک کا سبب کیا ہے

۲

(اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝

سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ- وہ اللہ پر یقین نہیں لاتا تھا- جو سب سے بڑا ہے- اور مسکین کے کھانے پر رغبت نہیں دلاتا تھا- سو آج اس کا کوئی دوستدار نہیں ہے- اور نہ کچھ ملے کھانا- مگر زخموں کا دھوون- اس کو سوائے گنہگار کے کوئی نہ کھائے-

حاصل یہ ہے- ان بے دینوں کو اس لئے دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے- کہ نہ انہوں نے خالق کو راضی رکھا- نہ مخلوق کو- اب ان کے لئے نہ یہاں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ہے-

اللّٰھم لا تجعلنا منہ

۳

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ- اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا- تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی- اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے- کہیگا- اے میرے رب تُو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا حالانکہ میں بینا تھا- فرمائے گا- اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بُھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بُھلایا گیا ہے- اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے- جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا- اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیرپا ہے-

یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے- اور دوزخ میں اور زیادہ- حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حاصل

یہ نکلا- کہ غدّاروں کی زندگی دُنیا میں ناخوشگوار گزرے گی- اور میدانِ محشر میں اندھے کرکے اُٹھائے جائیں گے اور اندھے اُٹھنے کا سبب یہ بتلایا جائیگا- کہ تم نے میری بھیجی ہوئی آیتوں کو تسلیم نہیں کیا تھا- اندھا ہوکر اُٹھنا تو میدانِ محشر کا عذاب ہے- دوزخ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے-

احادیث

۱

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . . . . . وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى

رُؤُسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

متفق علیہ قطعۃ من الحدیث

ترجمہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور کافروں اور منافقوں کو لوگوں کے سامنے طلب کیا جائیگا - کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنے پروردگار پہ جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ظالموں پہ اللہ کی لعنت ہے۔

۲۷

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... لَيُرَدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ۔

متفق علیہ قطعۃ من الحدیث

ترجمہ - سہلؓ بن سعد سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی - میں ان کو پہچانونگا - اور وہ مجھ کو پہچان لینگی پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی - میں کہونگا کہ یہ لوگ تو میرے ہیں - اس کے جواب میں بتلایا جائیگا کہ آپ کو معلوم نہیں - انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی تھیں - (یہ سُن کر) میں کہونگا - وہ لوگ دُور ہوں۔ مجھ سے دُور - جنھوں نے میرے بعد تبدیلی کی ہے (یعنی دین میں)

قرآن مجید میں
قیامت کے دن وفاداروں کے
میدان محشر میں داخلہ کی کیفیت

۱۷

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا - سو وہ کہیگا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو - بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھونگا - سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں - جس کے میوے جھکے ہونگے - کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے -

حاصل

یہ نکلا کہ میدان محشر میں ایسے خوش ہونگے کہ خوشی کے سبب سے لوگوں کو بُلا بُلا کر اپنا نامۂ اعمال دکھائیں گے - اور بالآخر بہشت میں جا داخل ہونگے - غدّاروں کے متعلق آپ سُن چکے ہیں - کہ میدان محشر میں اندھے ہو کر اُٹھیں گے اور کہینگے۔ کاش کہ میرا نامۂ اعمال مجھے نہ ملتا -

= بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

۲۷

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ - کافروں کو دُنیا کی زندگی بھلی لگتی ہے - اور وہ ان لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں - جو ایمان لائے۔ حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں - وہ قیامت کے دن ان سے بالاتر ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ پرہیزگاروں یعنی اللہ تعالیٰ کے وفادار بندوں کا مرتبہ قیامت کے دن غدّاروں سے بلند ہوگا - جس مرتبہ کو اللہ تعالےٰ بھی بلند فرما رہا ہے - اس میں خدا جانے کتنی رحمتیں اور برکتیں ہونگی - اللّٰھم اجعلنا منھم

اللہ تعالےٰ کے وفاداروں کا میدان محشر میں داخلہ
احادیث

۱۷

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سات شخص ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا - جس دن اللہ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا - وہ حاکم جو انصاف کرنے والا ہے - وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا ہے - وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہے - جب نکلتا ہے - یہاں تک کہ اس کی طرف لوٹ کر آئے اور دو شخص جو اللہ واسطے آپس میں دوستی رکھتے ہیں - اسی حالت پر اکٹھے ہوتے ہیں - اور اسی حالت پر جدا ہوتے ہیں - اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے - پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں - اور وہ جس کو ایک ذاتی خوبیوں والی اور خوبصورت عورت (بُرائی کے لئے) دعوت دے - پھر وہ کہے - میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو صدقہ دے - پھر اُسے چھپائے - یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ لگے - کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے -

۲۷

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلٰثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّيْ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ -

ترجمہ - ابی امامہؓ سے روایت ہے - کہا - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپؐ نے فرمایا - میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے - کہ میری اُمّت میں سے ستّر ہزار کو بہشت میں داخل فرمائے گا - جن پر کوئی حساب نہیں ہوگا - اور نہ انہیں عذاب ہوگا - اور ان ستّر ہزار میں سے ہر ہزار پر تین لپ میرے پروردگار کی لپوں میں سے اور زیادہ

(یعنی ہزار پر خداوند تعالےٰ بندوں کی تین لپیں اور بھر کر جنّت میں ڈالیں گے)

حاصل

جن حضرات کا گزشتہ حدیث میں ذکر ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے فضل سے بے حد مسرور ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں قیامت کے دن کی پریشانیوں سے بچالے گا۔

۳

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا طُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَھْوَنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور

ترجمہ۔ ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال کیا گیا۔ جس کی تعداد پچاس ہزار برس کی ہے۔ کہ اس کی درازی کیا ہے۔ (یعنی اس کی درازی میں لوگوں کا کیا حال ہوگا) آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ دن مومن پر ہلکا کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مومن کے لئے اس کی درازی اس فرض نماز پڑھنے کے قدر رہ جائیگی جس کو وہ دُنیا میں ادا کرتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن کی پریشانیاں غدّاروں کے لئے ہیں۔ وفاداروں پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں ہوں گی۔ اور وہ ہرگز پریشان نہیں ہوں گے۔

۴

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَھْرٍ وَّزَوَایَاہُ سَوَاءٌ مَاؤُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُہٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَکِیْزَانُہٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْھَا فَلَا یَظْمَأُ اَبَدًا

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ میرا حوض (یعنی حوض کوثر) ایک ماہ کی مسافت کی درازی رکھتا ہے۔ اس کے زاویے برابر ہیں (یعنی مربع ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہوں گے (یعنی آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہونگے) جو شخص اس سے پیئے گا۔ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے وفادار بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حوض کوثر سے پانی پی کر ایسے خوش ہو جائیں گے۔ انہیں پتہ بھی نہیں لگے گا۔ کہ پچاس ہزار سال کا دن کس طرح گزر گیا۔ ان کے مقابلہ میں غدّاروں کا حال آپ پہلے سُن ہی چکے ہیں۔

۵

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ فَیَقُوْلُ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانَتْ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَی الْحِسَابِ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب انسانوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائیگا۔ پھر ایک منادی اعلان کریگا۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جن کے پہلو بستروں سے جُدا ہوتے تھے۔ پھر وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور وہ تھوڑے سے ہونگے۔ پھر بلا حساب بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر باقی لوگوں کو حساب کے لئے حکم دیا جائیگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ تہجد گزار حضرات بلا حساب و کتاب بہشت میں داخل ہو جائیں گے اور غدّاروں کے متعلق آپ سُن ہی چکے ہیں۔ کہ انہیں اپنی بداعمالی کی شامت کے باعث دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳- جمادی الاول ۱۳۷۶ھ - ۷- دسمبر ۱۹۵۶ء

انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالےٰ سے تعلق

انسان کے دُنیا میں پیدا ہونے کا مقصد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝)

سورہ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے - تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ انسان اور جن کی پیدائش کا اصلی مقصد فقط عبادت ہے - باقی جتنے کام انسان کرتا ہے - وہ سب غیر مقصود ہیں۔

انسان کو زندگی بھر میں فقط یہی مقصد پیش نظر رہنا چاہیئے

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے - جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا - اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں -

مسلمان کی زندگی کا دستور العمل بھی یہی ہوگا

کیونکہ مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے - اس لئے مسلمان کی زندگی کا دستور العمل بھی یہی ہوگا - کہ زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عمل حیات رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہو۔

بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام

فقط رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

(اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ)

الآیہ سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ - یہ (انبیاء علیہم السلام) وہ لوگ تھے - جنہیں اللہ نے ہدایت دی - سو تو ان کے طریقہ پر چل -

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے - تب اُمت تو بطریق اولیٰ اس خطاب میں شامل ہوگی - اس لئے

انبیاء علیہم السلام کے تعلق باللہ

کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں - ہمیں ان نمونوں پر چلنے کی توفیق ہو تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہو جائے -

حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالےٰ سے تعلق

(فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ - سو وہ (تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا - پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے - اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے - اور جب میں بیمار ہوتا ہوں - تو وہی مجھے شفا دیتا ہے - اور وہ جو مجھے مارے گا - اور وہ جو مجھے پھر زندہ کرے گا - اور وہ جو مجھے امید ہے - کہ میرے گناہ قیامت کے دن بخش دیگا - اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما - اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ - اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے - اور میرے باپ کو بخش دے - کہ وہ گمراہوں میں سے تھا - اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اُٹھائے جائیں گے -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

(۱) سوائے اللہ تعالےٰ کے باقی سب سے بیزاری (۲) میرا پیدا کرنے والا فقط اللہ ہی ہے (۳) مجھے صحیح راستہ دکھانے والا فقط اللہ ہی ہے (۴) مجھے کھانا فقط اللہ کھلاتا ہے (۵) مجھے پانی فقط اللہ پلاتا ہے (۶) مجھے بیماری سے شفا فقط اللہ دیتا ہے (۷) مجھے فقط اللہ وفات دیگا - (۸) مجھے (قیامت کے دن) اللہ زندہ کریگا (۹) قیامت کے دن میری لغزشیں اللہ معاف فرمائے گا (۱۰) اے اللہ مجھے مزید علم اور حکمت اور درجات قرب و قبول مرحمت فرما (۱۱) اے اللہ مجھے نیکو کاروں میں شامل فرما (۱۲) اور مجھے ایسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرما - کہ آئندہ آنیوالی نسلیں بھی مجھے نیکی سے یاد کریں (۱۳) اے اللہ مجھے بھی بہشت کے وارثوں (یعنی داخل ہونے والوں) میں داخل فرما - (۱۴) اے اللہ میرے باپ کو بخش دے (۱۵) اے اللہ قیامت کے دن مجھے ذلیل نہ کرنا -

حاصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دربار الٰہی میں بہت درجہ ہے - آپ خلیل اللہ ہیں - خلۃ ایک ایسا درجہ ہے - جس کے آگے محبت کا کوئی درجہ نہیں ہے - آپ قرب الٰہی کے اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں - بایں ہمہ آپ نے دیکھا کہ آپ کے بیان سے میں نے پندرہ چیزیں نکال کر آپ کے سامنے پیش کی ہیں - جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی

ہر چیز میں اللہ ہی کے محتاج ہیں - اور اس محتاجی کا علی الاعلان وہ اقرار کرتے ہیں - جس طرح حضرت ابراہیم فرما رہے ہیں - مجھے تو اللہ تعالےٰ ہی کھلاتا پلاتا ہے - بیمار ہو جاؤں تو شفا بھی وہی عطا فرماتا ہے - اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے - کہ اپنی ہر ضرورت کے لئے دروازہ الٰہی ہی پر جائیں - اور جب تک حاجت روائی نہ ہو اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی دوسرے کے دروازہ پر نہ جائیں اور جب کام ہو جائے تو شکر بھی فقط اسی کا کریں -

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دُعا مانگتے ہیں

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - (جب مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے - تو) زکریاؑ نے وہیں اپنے لئے دُعا کی - کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما - بے شک تو دُعا کا سُننے والا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے کے لئے اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں - اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا - لہٰذا جو شخص بھی اولاد کا خواہاں ہو - وہ فقط اسی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلائے -

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنی شفاء کے لئے دُعا مانگتے ہیں

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور جب کہ ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے - حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے - پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی - اور جو اسے تکلیف تھی - ہم نے دُور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے - اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا - اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے -

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ

حضرت ایوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا - کھیت مواشی - لونڈی - غلام - اولاد صالح اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی حضرت ایوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے - لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا - کھیت جل گئے - مواشی مر گئے - اور اولاد اکٹھی دب مری - دوست آشنا الگ ہو گئے - بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے - ایک بیوی رفیق رہی - آخر میں وہ بچاری بھی اُکتانے لگی - مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے - جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی - بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوبؑ نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے - جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی - تب دُعا کی - رَبِّ إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ رب کو پکارنا تھا - کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا - اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی - زمین سے چشمہ نکالا - اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے - بدن کا سارا روگ جاتا رہا - اور جیسا کہ حدیث میں ہے - سونے کی ٹڈیاں برسائیں - غرض سب طرح درست کر دیا -

حاصل

یہ نکلا - کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں -

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - کہا - اے میرے رب میرا لڑکا کہاں سے ہو گا - حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں - اور میری بیوی بانجھ ہے - فرمایا - اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے - کہا - اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر - فرمایا - تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا - اور اپنے رب کو بہت یاد کر - اور شام اور صبح تسبیح کر -

حاصل

یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے لئے بیٹے کی دُعا فرمائی - اللہ تعالیٰ نے وہ دُعا قبول فرما لی - اس کے بعد زکریاؑ نے دُعا کی کہ مجھے اس بات کی نشانی بتلا دی جائے کہ ماں کے پیٹ میں بیٹے کی ساخت کا کام شروع ہو گیا ہے - نشانی یہ بتلائی گئی - کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے آپ تین دن تک لوگوں سے بلند آواز سے بات نہیں کر سکیں گے - ہاں اشارہ کر سکیں گے اور پست آواز سے جو سُنائی بھی نہ دے - اللہ تعالےٰ کا ذکر بکثرت کرتے رہنا - اور شام اور صبح اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا - اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت انبیاء علیہم السلام کی قوتوں پر بھی حاوی ہے - جتنا چاہے انبیاء علیہم السلام کو ان قوتوں سے کام لینے کی توفیق دے - اور چاہے - تو وہ بھی چھین لے - اللہ تعالےٰ نے زکریاؑ کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے - اب اللہ تعالےٰ نے چاہا - تو بلند آواز سے بولنے کی طاقت ان کی چھین لی - باقی پست آواز سے ذکر الٰہی کی توفیق نہیں چھینی اس سے واضح ہو گیا - کہ قادر مطلق اور قاہر اور قابض فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہے اس کے سوا باقی مخلوقات سب عاجز اور اس کی محتاج ہے -

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بیان

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ ۖ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

سورہ مریم رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ - کہا - بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں - مجھے اُس نے کتاب دی ہے - اور نبی بنایا ہے - اور مجھے بابرکت بنایا ہے - جہاں میں ہوں - اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے - جب تک میں زندہ ہوں -

بیان کے نتائج

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بیان سے یہ نتائج نکلتے ہیں (۱) عیسےٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں - (خدا نہیں - جیسا کہ موجودہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام صورت میں انسان تھے - حقیقت میں خُدا تھے) (۲) مجھے اللہ تعالےٰ نے (اپنے فضل سے) کتاب (انجیل) دی ہے (۳) مجھے اللہ تعالےٰ نے نبی بنایا ہے - (اس سے ثابت ہُوا کہ انسان خود نبی نہیں بنتا - اللہ تعالیٰ جسے چاہے بنا دے) (۴) اللہ تعالیٰ نے مجھے بابرکت بنایا ہے (معلوم ہُوا - کہ انبیاء علیہم السلام میں جو برکتیں ہوتی ہیں - وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں) (۵) مجھے اللہ تعالےٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے - جب تک کہ مَیں زندہ رہوں (اس سے معلوم ہُوا - کہ انبیاء علیہم السلام بھی باوجود مرحوم و مغفور اور مقرب الٰہی ہونے کے بدنی اور مالی عبادتوں سے مستثنیٰ نہیں کئے جاتے -)

مسلمانوں کی ذمہ داری

اسی خطبے کے ابتدا میں قرآن مجید کی ایک آیت لکھی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انبیاء سابقین کے طریقہ پر چلنا چاہیئے - اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ پر چلنے کے لئے حکم دیا گیا ہے - لہٰذا مسلمانوں کو بھی انبیاء سابقین علیہم السلام کے طرزِ عمل کو اپنانا ضروری ہے - اس لئے جن انبیاء علیہم السلام کا ذکرِ خیر مَیں نے اس خطبے میں کیا ہے - اور ان حضرات کے ارشادات سے جو نتائج مَیں نے اخذ کئے ہیں میرا فرض ہے - کہ مَیں انہیں اپنے لئے چراغ راہِ ہدایت بناؤں - اور آپ سب حضرات کا بھی فرض ہے - کہ ان ہدایات کو اپنے دستور العمل کا لازمی جز قرار دیں -

وما علینا الا البلاغ

لوگوں کے لیے پانی کے کنویں کا انتظام کرنے کا اجر

جس نے کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس سے پانی پیے گا اللہ تعالیٰ کنواں کھدوانے والے کو قیامت کے دن تک اجر عنایت کرے گا۔ (بخاری)

اچھی بات کہہ دینا بھی صدقہ ہے

صدقہ دینے کو نہ ہو تو لوگوں سے اچھی بات ہی کہہ دیا کرو اگر یہ یہ توفیق بھی نہ ہو تو کسی کو نقصان ہی نہ پہنچاؤ۔ (بزار)

سخاوت کا اجر و ثواب

سخاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ اور جنت سے قریب ہے۔ سخی اگر جاہل ہو تو وہ بخیل عابد سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷- جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ - ۲۱- دسمبر ۱۹۵۶ء

مُسلمان بچّے کے لئے تعلیم کی نوعیّت

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام - اللہ تعالےٰ نے انسان کو بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں - ان میں سے ایک نعمت عقل بھی ہے - انسان اللہ تعالےٰ کی ہر نعمت سے پُورا پُورا فائدہ اُٹھاتا ہے - مثلاً قدم قدم پر آنکھوں کی بینائی سے فائدہ اُٹھاتا ہے - کسی چیز کے پکڑنے کے لئے ہاتھوں ہی سے کام لیتا ہے - چلنے کے لئے پاؤں ہی کو حکم دیتا ہے - اسی قانون کے مطابق انسان کا فرض ہے کہ ہر معاملہ میں عقل سے بھی فائدہ اُٹھائے - عقل کا کام یہ ہے کہ ہر کام کے آئندہ پیش آنے والے نتائج کی اطلاع دے - ان نتائج کے خیال میں آنے کے بعد اگر مفید ہو تو انسان وہ کام کرتا ہے - اور اگر نقصان دہ ہو تو آدمی اس کام سے رُک جاتا ہے - میں چاہتا ہوں - کہ

اسی قاعدہ

کے ماتحت "مسلمان بچّے کے لئے تعلیم کی نوعیت" پر غور کیا جائے - بچّے کو اس چیز کی تعلیم دینی چاہیئے - جس کی اسے آئندہ ضرورت پیش آنے والی ہے - تمام آسمانی مذاہب کے حاملین (مثلاً ہنود - یہود - نصاریٰ - سکھ وغیرہ) تسلیم کرتے ہیں - کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں - دُنیا - جو اب بسر کر رہا ہے - اور آخرت جو مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے - لہٰذا انسان کو ایسی تعلیم دینی چاہیئے - جو اُسے دونوں زندگیوں میں کامیاب و بامراد بنائے - پھر مسلمان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دُنیا کی زندگی فانی - بے بقا اور چند روزہ ہے - اور آخرت کی زندگی (جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے) ابدی - دائمی اور غیر فانی ہے - اب

عقل سلیم بآسانی

یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ ہر مسلمان بچّے کے لئے وہ تعلیم اہم - سب سے پہلے - سب سے زیادہ ضروری - ہونی چاہیئے - جو اس کی آخرت کی زندگی کو سنوار دے - اس کے بعد نمبر دوم اس تعلیم کا ہونا چاہیئے - جو انسان کی دُنیا کی زندگی کو خوشگوار بنا دے - مثلاً اس کے اندر کوئی علمی قابلیت ایسی پیدا کر دی جائے - جس کے ذریعہ سے ٹھنڈی چھاؤں میں بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھ کر عزّت سے روٹی کما کر لائے - وکیل یا بیرسٹر بنا دیا جائے - یا پروفیسر یا پرنسپل بنا دیا جائے یا اگر اس گراں قیمت تعلیم کی توفیق نہیں ہے - تو بچّے کو دستکار (لوہار - بڑھئی - درزی - موچی وغیرہ) بنا دیا جائے - تاکہ حلال کا رزق کما کر کھائے -

ایک مثال

گزشتہ سطور میں بیان کردہ قاعدہ کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں - اگر خدانخواستہ ایک شخص کے گھر کو آگ لگ جائے اور روٹی پکانے کے لئے آٹا گوندھ کر رکھا ہُوا ہو - اب بتلائیے - ان دونوں کاموں میں سے پہلے کون سا کام کریگا - یہی کرے گا - پہلے آگ بجھائیگا - پھر روٹی پکا کر کھائے گا - لہٰذا عقلِ سلیم کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جس کام کی زیادہ ضرورت ہے - پہلے وہ کیا جائے - اس کے بعد سب کام ضرورت کے نمبروں کے لحاظ سے کئے جائیں - لہٰذا اے مسلمان تیرا فرضِ عین ہے - کہ بچوں کی تعلیم میں پہلے اس تعلیم کو اہمیّت دے - اور اس تعلیم کو زیادہ ضروری خیال کر - جو تیرے بچّے کو غضبِ الٰہی سے بچانے والی اور آخرت کی نعمتوں کا مستحق بنانے والی - اور آخرت کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے اور وہ فقط وہ تعلیم ہے ؟ اللہ تعالےٰ نے اسمان ہے نازل فرمائی ہے - جس کے مجموعہ کا نام قرآن مجید ہے - اور جس کے پڑھانے والا معلّم سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہے - اور اس معلم نے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کلام کی جو تشریح فرمائی ہے - اس کا نام حدیث رسول ہے - اس تعلیم کے بعد روٹی کما کر کھانے کے لئے جو تعلیم تو مناسب سمجھے بچے کو دلا - اس میں قانونِ الٰہی تمہیں مجبور نہیں کرتا -

ایک نہایت ہی ضروری عرضداشت

برادرانِ اسلام - اگر آپ نے بچّے کو دُنیا کے کمانے کی تعلیم دے دی - اور آخرت کے سنوارنے کی تعلیم نہ دی - تو قبر میں جانے تک تمہارے بچّے کو آخرت والی تعلیم کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی - کیونکہ رب العالمین کا اعلان ہے (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا) سورہ ہود رکوع ۱ پارہ ۱۲

ترجمہ - اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں - مگر اس کی روزی اللہ پر ہے - یعنی خواہ مومن ہو یا کافر - ہر ایک کی ضرورت پوری کرنے کا اللہ تعالےٰ ضامن ہے -

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

ترجمہ - پھر ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں - ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں -

اور میرے بھائی - اگر تُو نے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے دین کی تعلیم دے دی - اور فرض کر لیجئے - کہ دُنیا کی تعلیم نہ دے سکے - تو تیرے بیٹے کو جب بھوک لگے گی - اور کپڑے کی ضرورت محسوس ہوگی - تو مجبور ہو کر کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش خود ہی اختیار کر لے گا - اور کسبِ معاش کر کے ضرورتیں پوری کر لیگا -

دینی تعلیم سے دونوں زندگیاں سنور جاتی ہیں

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو جو تعلیم دی ہے - اس کے دو حصّے ہیں - ایک وہ جس پر عمل کرنے سے

دُنیا میں عزّت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا وہ جس پر عمل کرنے سے آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات حاصل ہوگی۔ جو قوم دونوں حصوں پر عمل کرے گی۔ وہ دنیا میں بھی عزّت پائے گی۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائے گی۔ اس کی مثال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جنہیں دُنیا میں تختِ سلطنت پر بٹھایا گیا۔ اور آخرت میں جنّت کے وارث بنادیئے گئے۔ بفضلہٖ تعالےٰ آج بھی مسلمان بآسانی اس زمرے میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور جو قوم فقط دنیا والے حصّہ پر عمل کریگی۔ اور آخرت والے حصّہ پر عمل نہیں کرے گی۔ وہ دُنیا میں عزّت پائے گی اور آخرت میں جہنّم رسید ہوگی۔ اسی زمرے میں آج کل امریکہ اور یوروپین طاقتیں آتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ تھوڑی دیر کے بعد ابھی اس کی تفصیل عرض کر دوں گا۔ اور جو قوم دُنیا والے حصّہ پر عمل نہیں کریگی اور آخرت والے حصّہ پر عمل کرے گی۔ وہ قوم دوسری قوموں کی ٹھوکریں کھائے گی۔ اور ایمان بچ گیا۔ اور حسبِ توفیق نیکیاں کیں۔ تو قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے بچ جائے گی۔ جس کی نظیر ہندوستان کی تقسیم سے پہلے ہندوستان کے بسنے والوں مسلمانوں کی تھی۔ کہ انگریز جو حاکم تھا۔ وہ اگرچہ کافر تھا۔ مگر ہندوستان میں عزّت انگریز ہی کی تھی۔ اور مسلمان اگرچہ توحید پرست تھا۔ اور قرآن مجید اور پیغمبرِ خدا پر اس کا ایمان تھا۔ مگر انگریز کے مقابلہ میں ذلیل تھا۔ اور جو قوم دونوں حصوں پر عمل نہیں کرے گی وہ دُنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ہوگی۔

قرآن مجید میں دنیاوی زندگی کے سنوارنے کی تعلیم دُنیا میں آرام پانے اور عزّت حاصل کرنے کے اصول

پہلا

کفایت شعاری

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

شاہ عبدالقادرؒ صاحب کا حاشیہ

"یعنی بے جا خرچ کرکر خراب نہ کر۔ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اوّل درجے بڑھیں بہشت میں۔ اس کو بیجا اُڑانا ناشکری ہے۔

فضول خرچی سے دو جرم

انسان فضول خرچی کرنے سے دو جرموں کا مجرم بنتا ہے (۱) شیطان کا بھائی (۲) خدا تعالےٰ کا ناشکر گزار۔

تقسیم سے پہلے کا نقشہ

اقتصادی زندگی کے لحاظ سے ہندو خوشحال تھا۔ اور مسلمان بدحال تھا۔ تعلیم کے لحاظ سے ہندو مسلمان سے بہت آگے نکلا ہُوا تھا۔ حکومت میں ہندو کا پنجہ مضبوط تھا۔ اور مسلمان کمزور تھا۔ ملازمتوں میں عموماً مسلمان ہندو کے رحم و کرم کا محتاج تھا۔ تجارت میں ہندو طاقتور تھا۔ اور مسلمان بہت ہی کمزور تھا۔ لاہور سے دہلی تک جتنے بڑے بڑے کارخانے تھے ان میں نوّے فی صدی ہندوؤں کے تھے۔

ہندو کی خوشحالی کا اصلی سبب

اگر آپ غور کرکے دیکھیں گے تو ہندو کی خوشحالی کا اصلی سبب آپ کو اس کی کفایت شعاری ہی نظر آئے گی۔ اور مذکورہ الصدر تمام عنوانات میں مسلمان کی تباہ حالی کا اصلی سبب اس کی فضول خرچی ہوگی۔

دو مثالیں

پہلی

ایک دن میں (احمد علی) صبح کے وقت لاہور کے پلیٹ فارم پر ٹرین کے انتظار میں کھڑا ہُوا تھا۔ مسلمان قلی ہندو قلیوں کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ یہ واقعہ آج سے کم از کم پچیس سال پہلے کا ہے مسلمان قلی یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہم تو حلوا پوری ایک پاؤ لے کر صبح ناشتہ کرتے ہیں اور یہ ہندو دھیلے کا ایک پاپڑ لیتا ہے جس میں کافی مرچیں ہوتی ہیں۔ آدھا پاپڑ کھاکر ایک گلاس پانی کا پیتا ہے۔ پھر آدھا پاپڑ کھاکر ایک دوسرا گلاس پانی کا پیتا ہے۔ پھر ڈکار لیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مہاراج انند ہوگئے۔ یعنی پیٹ بھر گیا۔ اور خوش ہوگئے) اب ایک غریب مسلمان اور غریب ہندو کے خرچ اور اس کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے۔ اس اثنا کے زمانہ میں ایک پاؤ حلوا پوری دو آنہ کا تو آتا ہی ہوگا۔ حاصل یہ نکلا کہ ایک غریب ہندو نے ناشتہ میں ایک دھیلہ خرچ کیا اور ایک غریب مسلمان نے سولہ دھیلے خرچ کئے۔ اور پھر حماقت کا کمال یہ ہے کہ اپنی فضول خرچی پر نازاں ہے۔ اور ہندو کی کفایت شعاری پر مذاق اڑاتا ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

دوسری مثال

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی نے مجھ سے فرمایا۔ کہ پٹیالہ کے رہنے والے ایک وکیل میرے دوست ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایک واقعہ ذکر کیا کہ سر شادی لعل سابق چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کے بیٹے کی برات بمبئی جانے والی تھی۔ انہوں نے مجھے اور ایک دوسرے مسلمان دوست کو بھی برات میں شامل کیا۔ جب ہم بمبئی پہنچے اور کھانا رکھا گیا۔ تو اس میں مختلف قسم کے اچار اور چٹنیاں بھی رکھی گئیں۔ اور میزبان صاحب ان اچاروں اور چٹنیوں کے مناقب بیان کرتے رہے کہ یہ چٹنی جاپان کی ہے۔ اور یہ امریکہ کی بنی ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وکیل صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے سر شادی لعل کے صمدی (پنجابی کڑم) کو بُلا کر کہا۔ کہ ہم مسلمان شادی کے موقعہ پر چٹنیاں اور اچار نہیں کھایا کرتے۔ بلکہ پُلاؤ اور قورمہ کھایا کرتے ہیں۔ ہمیں تو وہ کھلائیے۔ ان نے فوراً ایک ہوٹل میں فون کیا۔ اور ہمارے لئے پُلاؤ قورمہ۔ وغیرہ پُرتکلف کھانے آگئے۔ اور ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ جب ہم کھا چکے۔ تو سر شادی لعل کا صمدی آیا۔ اور کہا۔ کہ میری ساری برات کے کھانے میں اتنا خرچ نہیں ہُوا۔ جتنا تم دو کے کھانے میں ہُوا ہے۔ اور اسی لئے تم مسلمان برباد ہوتے ہو۔

اے مسلمان عبرت حاصل کر

برادران اسلام۔ اگر آپ اپنے بچّے کو

قرآن مجید کی تعلیم دیں گے۔ اور بچے کا یہ ایمان ہوگا کہ اللہ تعالےٰ جو فرماتا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کروں۔ ورنہ میں مسلمان نہیں رہ سکتا۔ تو کیا پھر دن دہاڑے برات کو لے جاتے ہوئے یہ گولے چلائیگا۔ جن میں بم کی سی آواز ہوتی ہے۔ اور کیا ۷۰-۷۰-۸۰-۸۰ روپے دے کر باجے والوں سے برات میں باجے بجوائے گا۔ اور کیا قرض لے کر نام و نمود کی خاطر اور بیٹی کی شادی پر زردے۔ پلاؤ۔ قورمے اور فیرینی کی دیگیں پکوائیگا۔ اس کا

نتیجہ یہ ہوگا

کہ ایک مسلمان کی قرآن مجید کی تعلیم کی برکت سے شادی بھی ہو جائیگی۔ قرض کا زیر بار بھی نہیں ہوگا۔ دنیا کا کام بھی پورا ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ بھی راضی رہا۔ آخرت بھی سنور گئی۔

دوسرا

ایثار

یہ ہے۔ کہ خود خواہ تکلیف اٹھائے مگر اپنی قوم کو فائدہ پہنچائے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کی ایک صفت ایثار بھی بیان فرمائی ہے (وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)

سورہ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور وہ (مال) ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے۔ جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے۔ اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے۔ جو مہاجرین کو دیا جائے۔ اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہو۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے۔ بس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس آیت پر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں ان کو برابر کا شریک بنانے کے لئے تیار ہیں۔ یعنی مہاجرین کو اللہ تعالےٰ جو فضل و شرف عطا فرمائے۔ یا اموال فیٔ وغیرہ میں سے حضور جو کچھ عنایت کریں۔ اسے دیکھ کر انصار کے دل تنگ نہیں ہوتے۔ نہ حسد کرتے ہیں۔ بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خود سختیاں اور فاقے اٹھا کر بھی اگر ان کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بیمثال ایثار آج تک دنیا کی کس قوم نے کس قوم کے لئے دکھلایا۔

حاصل

برادرانِ اسلام۔ ایثار کی صفت کا حاصل یہ نکلا کہ خود تکلیف اٹھا کر یا نقصان برداشت کر کے بھی اپنی قوم کو نفع پہنچایا جائے۔

معافی مانگ کر عرض کرتا ہوں

برادرانِ اسلام۔ میرا فرض ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف میری قوم میں اگر کوئی نقص پایا جاتا ہے تو اپنی قوم سے عرض کر دوں۔ شاید کہ اللہ تعالےٰ میری قوم کو توفیق دے۔ اور وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ تاکہ ان کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ تقسیم مملکت سے پہلے جب ہندو اور انگریز پاکستان میں رہتے تھے۔ انگریز کی عادت یہ تھی کہ اپنے دیس کی بنی ہوئی چیز خریدتا تھا۔ خواہ وہ گراں ہی کیوں نہ ہو۔ اور ہمارے ملک کی بنی ہوئی چیز کو ہرگز نہیں خریدتا تھا۔ خواہ وہ کتنی ارزاں کیوں نہ ہو۔ یہ اس میں قومی ایثار تھا۔ کہ میری جیب سے جو پیسے نکلیں گے وہ میری قوم کی جیب میں جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس ہندو قوم کے ذہن میں بھی قومی ایثار کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے بچوں کو بھی قومی ایثار کی تعلیم دی ہوئی تھی۔ آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ ہندو بچہ مسلمان چھابڑی والے سے مٹھائی یا پکوڑے۔ یا نمکین سویاں لے کر کھاتے۔ اور ہندو عورت کو کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ مسلمان بزاز سے کپڑا خرید کرے۔ بخلاف اس کے مسلمان بچوں کو آپ دیکھتے ہونگے۔ کہ ہندو چھابڑی والوں سے بلا روک ٹوک لے کر کھاتے تھے۔ اور بیشمار مسلمان عورتوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہندو بزازوں سے کپڑا خرید کرتی تھیں۔ جب یہ بے حسی ہو تو وہ قومیں کیوں نہ سرسبز و شاداب ہوں اور ہم کیوں نہ ذلیل و برباد ہوں۔

تیسرا

وعدہ کا پورا کرنا

(وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد کا حاشیہ

"اس میں سب عہد داخل ہیں۔ خواہ اللہ سے کئے جائیں۔ یا بندوں سے۔ بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا۔ اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔"

اکثریت بدعہدوں کی ہے

اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالےٰ کے احکام کی تفصیل میں بدعہدی کرنے والی ہے۔ مثلاً کیا نماز جیسے سب سے اہم اور سب سے زیادہ ضروری فرض ادا کرنے میں اکثر غافل نہیں ہیں۔ اور کیا دنیاوی معاملات میں مسلمانوں کی اکثریت جھوٹ نہیں بولتی۔ اور کیا جو وعدہ چار دن کا تھا۔ وہ وعدہ پر وعدہ کرتے ہوئے چار سال میں پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ اور کیا اس بدعہدی کے باعث مسلمان اپنی قوم میں یا دوسری قوموں میں

ایثار کیا انصاف بھی نہیں ہے

ایثار تو یہ تھا۔ کہ اپنا نقصان کر کے بھی اپنی قوم کو نفع پہنچاتا۔ ایثار سے نیچے درجہ انصاف کا ہے۔ کہ اپنے بھائی کو اس کا واجبی حق پورا دینا۔ ہمارا لاہور پنجاب کیا۔ بلکہ مغربی پاکستان کا دل ہے یہاں روزانہ کی ضروریات زندگی میں اس قدر دھوکہ اور فریب ہے۔ جس کی حد نہیں۔ نہ دودھ خالص ملتا ہے۔ نہ نمک خالص۔ نہ پسی ہوئی مرچ خالص۔ نہ پسی ہوئی ہلدی خالص۔ نہ گھی خالص۔ نہ تیل خالص۔ دیتے وقت ہر دکاندار خالص کہہ کر ہی دیتا ہے۔ کیا مصنوعی زعفران یہاں نہیں بکتا۔ اور کیا منوں کیکر کے چھالوں کی چاء یہاں نہیں بنتی۔ اور کیا ڈیلڈا میں بنا کر کے

لیبل لگا کر اصلی کہہ کر نہیں بیچی جاتی۔

اے مسلمان غور کر

جو قوم اتنی بد دیانت ہو۔ وہ کبھی دنیا میں عزّت پا سکتی ہے۔ اور کیا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی قوم کو امداد مل سکتی ہے۔ کیا تم نے پہلی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا ایسی بد اخلاق قومیں ذلیل کر کے تباہی کے گھاٹ نہیں اُتاری گئیں۔

تینوں اصول کے پیش کرنے کی غرض

مَیں نے پہلے یہ عرض کیا تھا۔ کہ اگر مسلمان بچّے کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔ تو اس کی دُنیا بھی سنور جائے گی۔ اور آخرت بھی۔ چنانچہ گزشتہ پیش کردہ تین اصول سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں انسان کی دُنیا کی زندگی کے سنوارنے کے بہترین اصول پائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں انسان کی آخرت کی زندگی کے سنورنے کے لئے بھی بہترین اصول موجود ہیں۔ آج کے اس خطبہ میں فقط ایک مقام قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اے اِنسان دُنیا کی سب چیزیں فانی ہیں لہٰذا آخرت کی نعمتوں کو مقصودِ بالذات بنا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبّت نے فریفتہ کیا ہُوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دُنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔ کہدے۔ کیا مَیں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اللہ کی رضامندی ہے۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں۔ سو ہمیں ہمارے گناہ بخشدے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ وہ صبر کرنے والے ہیں۔ اور سچّے ہیں۔ اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ اور خرچ کرنے والے ہیں۔ اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

چار آیتوں کا حاصل

عورتیں۔ بیٹے۔ سونے۔ چاندی کے خزانے۔ گھوڑے۔ مویشی۔ کھیتی یہ سب چیزیں فقط دُنیا کی چند روزہ فانی زندگی میں کام آنے والی ہیں۔

ہمیشہ رہنے والی نعمتیں

بہشت کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور پاک بیویاں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ۔

یہ نعمتیں کن کے لئے

ہیں (۱) ہر اس چیز سے پرہیز کرنے والے جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (۲) جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے ہیں (۳) اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگنے والے ہیں۔ (۴) دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگنے والے۔ (۵) اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جو تکلیف آئے اس پر صبر کرنے والے (۶) ہمیشہ سچ پر قائم رہنے والے (۷) اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنے والے (۸) اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے (۹) سحر کے وقت اُٹھ کر اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والے۔

آخری عرضداشت

برادرانِ اسلام۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم تو لازمی طور پر دیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ انہیں مدارسِ عربیہ اسلامیہ کا نصاب تعلیم مکمل طور پر پڑھائیں۔ اور مستند عالم بنائیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ آپ انہیں قرآنِ مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعلیم کسی عالمِ دین سے اتنی ضرور دلائیں۔ جس سے وہ اسلام کو سچّا سمجھیں۔ اسلام کے حامی ہوں۔ اسلامی تعلیم۔ اسلامی تہذیب۔ اسلامی تمدن ان کی نظروں میں محبوب ہو۔ احکام اسلام کی پابندی کریں۔ خدا تعالےٰ سے ڈریں۔ اپنے بزرگوں کا احترام کریں۔ اور مذکور الصدر تمام چیزوں کو اپنے حق میں سعادت سمجھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔